

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْأَمْرُ الرَّحْمَانِي

فِي

كشَفِ الْقَادِيَانِي

PHILOSOPHY  
OF OHLE SUNNAT WAL JAMAAT

موضوع مناظرہ ..... حیات عیسیٰ علیہ السلام

رونداد مناظرہ مابین

حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میان فی ضلع شاہپور  
اور مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل قادیانی

بمقام — ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

بتاریخ — 18-19 اکتوبر 1924ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

www.ahlesunnat.com

"THE NATURAL PHILOSOPHY  
OF AHLESUNNAT WAL JAMA"

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

وعلى آله وصحبه يا حبيب الله

## فہرست مضامین

- (۱) سبب مناظرہ ..... صفحہ ۲۷۷
- (۲) موضوع مناظرہ ..... صفحہ ۲۷۸
- (۳) شرائط مناظرہ ..... صفحہ ۲۸۰
- (۴) المناظر فیہ حیات و وفات مسیح ..... صفحہ ۲۸۱
- (۵) اسلامی قاعدہ متعلق مناظرہ ..... صفحہ ۲۸۳
- (۶) المناظرین ..... صفحہ ۲۸۸
- (۷) پرچہ نمبر ۱۔۔۔۔۔ دلائل حیات مسیح (از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر)  
صفحہ ۲۸۹ تا صفحہ ۳۰۶
- (۸) پرچہ نمبر ۲۔۔۔۔۔ دلائل وفات مسیح (از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر)  
صفحہ ۳۰۷ تا صفحہ ۳۵۵
- (۹) پرچہ نمبر ۳۔۔۔۔۔ تردید دلائل وفات مسیح (از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر)  
صفحہ ۳۵۶ تا صفحہ ۳۶۱
- (۱۰) پرچہ نمبر ۴۔۔۔۔۔ تردید دلائل حیات مسیح (از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر)  
صفحہ ۳۶۲ تا صفحہ ۳۸۷
- (۱۱) پرچہ نمبر ۵۔۔۔۔۔ از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر  
صفحہ ۳۸۸ تا صفحہ ۴۰۸

(۱۲) پرچہ نمبر ۳۔۔۔۔۔ از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

صفحہ ۴۰۸ تا صفحہ ۴۱۴

(۱۳) پرچہ نمبر ۴ --- از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

صفحة ۴۱۸ تا صفحه ۴۴۱

(۱۴) پرچہ نمبر ۴۔۔۔ از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

صفحة ۴۴۲ تا صفحه ۴۴۷

(۱۵) پرچہ نمبر ۵۔۔۔۔۔ از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

صفحة ۴۲۸ تا صفحه ۴۴۱

(۱۶) ترجمہ نمبر ۵ از مفتی غلام مرتضی صاحب اسلامی مناظر

۴۲۱ NAT WAL JAMAAT

(۱۷) آخری فیصلہ \_\_\_\_\_ صفحہ ۴۷۰

(۱۸) آراء علماء وفضلاء \_\_\_\_\_ صفحہ ۲۷۶

(۱۹) مکالمہ مابین مفتی غلام مرتضیٰ صاحب و مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول

مرزا صاحب ..... صفحہ ۲۸۲

(۲۰) مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی مرزا صاحب کو مناظرہ کی دعوت .... صفحہ ۵۰۔



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي ارسل رسوله باهذى والذين الكامل المبین علی  
سانر اهل الملل کلهم اجمعین. والصلوة والسلام علی رسول الله  
النبین وعلیٰ اله وصحبه و خلفائه الراشدين للهدیین۔

ترجمہ: واضح ہو کہ اسلامی جماعت کی خدمت میں عموماً اور قادیانی جماعت  
خدمت میں خصوصاً درخواست ہے کہ آپ ہر ایک صاحب اس کتاب کو ابتداء تا  
آخر نہایت غور سے سمجھ کر پڑھیں۔ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اس کو کسی لائق  
عالم سے سمجھ لیں اور پھر ایمان کے دائرہ کے اندر کھڑے ہو کر یہ فیصلہ کریں کہ ہر  
دو مناظروں میں سے کون مناظر ایمان کے مقتضائے اندر رہ کر فاتح و کامیاب ہوا  
ہے اور کون مناظر ایمان کے مقتضائے خارج ہو کر مفتوح و ناکام ہوا۔

سبب مناظرہ

جو لوگ حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب کے مشرب و مذاق سے  
واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ مفتی صاحب کو مناظرہ کے ساتھ انس و دلچسپی نہیں۔ نہ  
اس وجہ سے کہ ان میں کوئی علمی کمزوری ہے۔ بلکہ اس لیے کہ آج کل کے  
مناظرے درحقیقت مناظرے نہیں ہوتے بلکہ مجادلے یا مکارے ہوتے ہیں لیکن  
قادیانی امت کے بعض افراد نے مفتی صاحب کے اس تفر کو اس رنگ میں بیان  
کرنا شروع کر دیا کہ چونکہ مفتی صاحب کے پاس اپنے مذہب کی حقانیت کی کوئی  
دلیل نہیں اس لیے وہ میدان مناظرہ میں نہیں آتے اور اس ذکر کو عرصہ دراز تک  
جاری رکھا۔ یہاں تک کہ اسلامی جماعت کے کثیر التعداد آدمی مضطرب العقائد و  
متردد الایمان ہو گئے۔ جب مفتی صاحب نے اسلامی جماعت میں یہ اضطراب و  
تردد محسوس کیا۔ تو انھوں نے اپنے دل میں یہ باطل فیصلہ کر لیا کہ اسلامی جماعت

کے ایمان و عقیدہ حقہ کی حفاظت کرنے کے لیے اب مخائب اللہ تیرا مناظرہ کرنا لازمی فرض ہو چکا ہے اور مفتی صاحب نے بڑے زور سے اعلان کر دیا کہ میں مناظرہ کرنے پر ہر طرح سے تیار ہوں۔

### تعمین موضوع مناظرہ

کئی سال سے قادیانی جماعت کے بعض افراد مفتی صاحب کے پاس آتے رہے اور جب وہ اپنے قادیانی مذہب کی تائید میں طول طویل تقریریں کرتے اور مفتی صاحب اخیر میں ایک ہی فاضلانہ فقرہ سے سب کی تردید کر دیتے تو وہ قادیانی آدمی گھبرا کر مفتی صاحب کو کہتے کہ تم ہمارے عالم کے ساتھ مناظرہ کیوں نہیں کرتے۔ کبھی تو مفتی صاحب سکوت فرماتے اور کبھی یہ فرماتے کہ اگر تمہارا کوئی عالم یہاں آجائے تو ہم مضامین مفصلہ ذیل میں تبادلہ خیالات کریں گے۔ ختم نبوت۔ مرزا صاحب کی نبوت۔ مرزا صاحب کا مسیح ہو غود ہونا۔ مرزا صاحب کے منکروں کی تکفیر۔ مرزا صاحب کا اسلام و کفر۔ مرزا صاحب کی صداقت و تکذیب۔

لیکن قادیانی آدمی ہر بار اس بات پر زور دیتے کہ ہمارا عالم پہلے مسیح ابن مریم کی حیات و وفات پر مناظرہ کرے گا۔ بلحاظ وجہ مذکور مفتی صاحب نے بھی مسیح ابن مریم کی حیات و وفات پر مناظرہ کرنا تسلیم کر لیا۔ اور قادیانی جماعت کے اس مضمون پر زور دینے کی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کے نبی مرزا صاحب نے بھی اس مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم پر بہت زور دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل بیچ ہیں۔ اور اگر

وہ درحقیقت قرآن کریم کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔

اب قرآن درمیان میں ہے اس کو سوچو (تختہ گولڑہ ص ۱۶۶)۔

اور واقعی اسلامی جماعت کے علماء اس موضوع پر مناظرہ کرنے سے کسی قدر

جھکتے تھے۔ لیکن جب زبدۃ المحققین و رئیس العارفین مرکز الہدایت و محور الولایت

مولانا مرشدنا حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب لازالت فیوضا ہم نے کتب

ذیل شمس الہدیۃ - حجۃ اللہ البالغۃ علی الشمس البازغۃ - فیوضات مہریہ - تالیف

فرمائیں تو اس وقت سے اسلامی جماعت کے علماء کے بازو اس موضوع یعنی

حیات و وفات مسیح ابن مریم پر مناظرہ کرنے کے لیے ہمیشہ کے واسطے قوی ہو گئے

ہیں۔ کیونکہ مرشدنا الحمد ورح نے حیات مسیح ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے

ایسے طرق استدلال و استنادات بیان فرمائے ہیں جن اپنے جواب دینے سے

مرزا صاحب اور مرزا صاحب کے مریدین آج تک عاجز ہیں۔ اور ان کی حقیقت

پر مطلع ہونے والے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ طرق استدلال و استنادات موبہوبی

ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب مرشدنا الحمد ورح بغرض مناظرہ لاہور تشریف لے

گئے اور قریباً ہفتہ عشرہ وہاں قیام فرمایا تو مرزا صاحب مناظرہ کے لیے نہ آئے بلکہ

انکار کر دیا۔ اور نیز یہی وجہ ہے کہ چونکہ اسلامی مناظر یعنی مفتی صاحب مرشدنا

الحمد ورح کے مریدین مستقیمین میں سے ہیں اس لیے قادیانی مناظر نہ ان کی

تردید کر سکا اور نہ ہی کوئی دلیل تام القریب پیش کر سکا۔ اور مناظرہ ختم ہونے کے

بعد علامہ دہر حضرت مولانا مولوی غلام محمد صاحب گھوٹوی پریزیڈنٹ اسلامی

جماعت دوسرے دن اسٹیشن میانی سے ریل پر سوار ہو کر بمقام گولڑہ شریف پہنچے۔

اور وہاں مرشدنا الحمد ورح کے حضور میں مناظرہ کے تمام واقعات عرض کیے جس

پر مرشدنا الحمد ورح نے اسلامی مناظر کو یہ خط لکھا جس کے الفاظ بعینہا حسب ذیل

ہیں۔

مخلصی فی اللہ مفتی غلام مرتضیٰ حفظکم اللہ تعالیٰ۔

بعد سلام و دعا کے الحمد للہ ای لسنہ کہ اوسبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو توفیق اطہار حق  
بوجہ اتم عنایت فرمائی۔ مخلص مولوی غلام محمد صاحب سے مفصل کیفیت معلوم ہوئی۔  
میں کے بل سے سب بل مبطلین کے نکال دیئے۔ اللہم وفقنا لما نحب و  
نرضی و صل وسلم و بارک علی سیدنا محمد وآلہ و صحبہ و  
الحمد للک اولاً و آخراً۔ سب احباب سے مبارک بادی۔

العبد المذنب والضعیف الی اللہ المدعو بہ مہر علیہا بقلم خود از گولڑہ۔ ۲۲ اکتوبر

۱۹۲۳ء

www.SEISLAM.COM

۲۵ اگست ۱۹۲۳ء کو کسی اپنے خاص کام کے لیے مفتی صاحب نے ایک  
جگہ کا سفر اختیار کیا۔ اور قادیانی جماعت کے لوگ اپنے ایک مولوی صاحب مسی  
جلال الدین شمس کو قادیان سے میانی لائے۔ اور اس قادیانی مولوی نے تاریخ  
۲۷ اگست ۱۹۲۳ء گنج منڈی میانی میں تقریر کی۔ اور بعد اختتام تقریر ایک قادیانی  
نے کہا کہ یہ مولوی صاحب کل وفات مسیح ابن مریم پر دلائل پیش کریں گے۔ اگر  
کسی نے مناظرہ کہتا ہے تو میدان میں آئے۔ یہ بات سن کر بوجہ عدم موجودگی مفتی  
صاحب اسلامی جماعت میں سخت اضطراب پیدا ہوا۔ لیکن مطابق الاسلام یعلمو  
ولا یعلیٰ خدا تعالیٰ نے یہ اتفاق پیدا کر دیا کہ مفتی صاحب کو سفر میں گری محسوس  
ہوئی۔ اس وجہ سے وہ ارادہ سفر ملتوی کر کے تاریخ ۲۸ اگست ۱۹۲۳ء صبح کی گاڑی  
پر براستہ بمبیرہ واپس میانی پہنچ گئے۔ جس پر اسلامی جماعت میں نہایت سرور و  
خوشی ہو گئی اور قادیانی جماعت کے اندر اضطراب ہوا۔ و نسلک الایام خدا



ولہابین الناس۔ اور مفتی صاحب نے قادیانی جماعت کو کہلا بھیجا کہ تم نے اسلامی جماعت کو مخاطب کر کے مناظرہ کے لیے دعوت دی ہے اس لیے میں بتائید اللہ مناظرہ کرنے پر تیار ہوں۔ آپ میرے ساتھ شرائط مناظرہ طے کریں چنانچہ بتاریخ ۲۸ اگست ۱۹۳۴ء مابین مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب۔ ساکن میانی و مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل قادیانی موجودگی ہر دو فریقین شرائط مفصلہ ذیل باتفاق فریقین طے ہوئیں

### المناظر فیہ حیات و وفات مسیح

- ۱۔ ایک مناظرہ دوسرے مناظر کے مقابلہ میں قرآن کریم اور حدیث صحیح کو پیش کرے گا۔ علاوہ ازیں مناظر جماعت اسلامیہ سیدہ جماعت اسلامیہ احمدیہ کے مقابلہ میں مرزا صاحب کے اقوال بھی پیش کر سکے گا بشرطیکہ دعویٰ نبوت کے بعد کے ہوں۔
- ۲۔ قرآن کریم اور حدیث صحیح کی تفسیر امور مفصلہ ذیل سے کی جائے گی۔ (۱) قرآن کریم۔ (۲) حدیث صحیح۔ (۳) اقوال صحابہ بشرطیکہ قرآن کریم اور حدیث صحیح کے مخالف نہ ہوں۔ (۴) لغت عرب (۵) صرف (۶) نحو۔ (۷) معانی (۸) بیان (۹) بدیع۔ اگر کوئی حدیث قرآن کریم کے مخالف ہوگی تو وہ صحیح نہیں سمجھی جائے گی۔

۳۔ کل پرچے پانچ ہوں گے پہلے دن ہر ایک مناظر اپنے دعویٰ کے دلائل تحریری طور پر پیش کرے گا۔ اور ہر ایک تقریر کے لیے ڈیڑھ گھنٹہ وقت ہوگا۔ اور قبل از شروع اس تمام تقریر کو تحریر میں لا کر دوسرے مناظر کو دے دے گا۔ اور ہر ایک مناظر تحریر کردہ مضمون کے علاوہ اور کوئی مضمون بیان نہیں کرے گا۔ ہاں توضیح اور تشریح کر سکتا ہے۔ اور تردید کے تحریر کرنے کے لیے دو گھنٹہ کا وقت ہوگا۔

اور آدھ گھنٹہ ان کے سنانے کے لیے ہوگا۔ ان کے سنانے کے بعد پہلے دن کا اجلاس ختم ہوگا۔ دوسرے دن ہر ایک مناظر کی طرف سے تین تین پرچے ہوں گے۔ ہر ایک پرچے کی تحریر کے لیے ایک ایک گھنٹہ وقت مقرر ہوگا اور تقریر کے آدھ آدھ گھنٹہ ہوگا۔ پہلے دن کے پہلے پرچے کے علاوہ کسی پرچے میں کوئی نئی دلیل پیش نہ کی جائے گی۔

۴۔ ہر ایک دن کا اجلاس صبح ۸ بجے سے شروع ہوگا۔ تحریر اور تقریر کے علاوہ جو وقت صرف ہوگا وہ وقت مناظرہ میں شمار نہ ہوگا۔

۵۔ مناظر پرچہ خود لکھے گا۔ اس کی دوسری کاپی کرنے کے لیے ایک معادن ہوگا ہر ایک مناظر کا اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا پرچہ مع اس کے دستخطوں کے پرچہ سنانے سے پہلے دوسرے مناظر کو دیا جائے گا۔ اور ہر دو پریزیڈنٹوں کے دستخط اس پر ثبت ہوں گے۔

www.NATSESLAM.COM

THE NATURAL PHILOSOPHY  
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT

۶۔ ہر ایک مناظر کسی غیر سے آٹائے مناظرہ میں کسی قسم کی امداد نہ لے گا۔

۷۔ تاریخ مناظرہ ۱۸-۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء مقرر ہے یعنی بروز ہفتہ و اتوار۔

۸۔ مناظرہ بمقام میانی متصل سرائے بڑے درخت کے نیچے ہوگا۔

۹۔ فریقین میں سے کسی کو ضم ضمیر کا اختیار نہ ہوگا۔ مگر فریقین کو علیحدہ علیحدہ اس مباحثہ کی اشاعت لازمی ہوگی۔

۱۰۔ فریقین کی طرف سے ایک ایک پریزیڈنٹ ہوگا جن کا کام وقت کی پابندی کرانا ہوگا۔ اگر کوئی مناظر خلاف تہذیب گفتگو کرے گا تو پریزیڈنٹ ردک دیں گے۔

۱۱۔ مناظرین اور ہر دو پریذیڈنٹوں کے بغیر کسی کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔

۱۲۔ صاحب ڈپٹی کسٹربہادر سے پہلے اس مناظرہ کے لیے اجازت لی جائے گی۔

۱۳۔ فریقین کی طرف سے جو مناظر ہوں گے ان پر مذکورہ بالا شرائط کی پابندی لازمی ہوگی۔

بقلم خود نبی محمد سیکرٹری انجمن احمدیہ میانی دگھوگھیاٹ 28/8/24

نوٹ: جب شرط نمبر ۱۔ کا یہ فقرہ یعنی ہر ایک مناظر دوسرے مناظر کے مقابلہ میں قرآن کریم اور حدیث صحیح کو پیش کرے گا۔ ملے ہو چکا تو مفتی صاحب نے کہا کہ میں قادیانی مناظر کے مقابلہ میں مرزا صاحب اور مرزا صاحب کے خلیفوں کے اقوال بھی بطور حجت و اترام پیش کر سکوں گا۔ اس پر مولوی جلال الدین صاحب قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب کے خلیفوں کے اقوال ہم پر حجت نہیں۔ بڑے تعجب و حیرانگی کی بات ہے کہ مرزا صاحب قادیانی جماعت کے پیغمبر تو کہتے ہیں۔

آنچہ دادہ ست ہر بنی راجام داد آں جام را مرا تمام  
یعنی مرزا صاحب کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے تمام انبیاء کے تمام کمالات مجھے عطا کیے ہیں۔ اور قادیانی امت یہ کہتی ہے کہ ہم کو اپنے پیغمبر کے خلیفوں کے اقوال نامنقول ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ فعلیکم یسنتی و سنتی الخلفاء الراشدین المہدیین۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲) یعنی ”جیسا کہ میری فرمانبرداری تم پر لازم ہے ویسا ہی میرے خلیفوں کی فرمانبرداری تمہارے اوپر لازم ہے۔“ اور پھر مولوی جلال الدین صاحب قادیانی نے کہا کہ مرزا

صاحب کے اقوال بھی علی الاطلاق ہمارے اوپر حجت نہیں بلکہ وہ اقوال جو دعویٰ نبوت کے بعد کے ہوں۔ یہ عجیب بیغیر ہے اور عجیب اس کی امت ہے۔

### شرط نمبر اول و دوم

شرائط مجوزہ مسلمہ فریقین میں سے شرط نمبر ۱۔ و شرط نمبر ۲۔ نہایت قابل غور ہیں۔ اور درحقیقت یہی دو شرطیں فتح و شکست کا معیار و میزان ہیں۔ اور نیز یہ دو شرطیں وہ ہیں جن کو قرآن کریم اور قرآن کریم و حدیث کا عربی ہونا لازمی طور پر تجویز کرتے ہیں۔ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے ان ہر دو شرطوں کے عین مطابق اور تحت میں رہ کر اپنا دعویٰ ”حیات مسیح ابن مریم“ ثابت کر دیا۔ اور قادیانی مناظر کے تمام خیالات کی تردید کی۔ لیکن قادیانی مناظر باوجود ان ہر دو شرطوں سے تجاوز ہوئے کے بھی اپنا دعویٰ وفات مسیح ابن مریم ثابت نہ کر سکا اور نہ ہی اسلامی مناظر کی تردید کر سکا جیسا کہ روئے امر مناظرہ سے روشن ہے۔

### اسلامی قاعدہ متعلق مناظرہ

اگر ہر دو مناظر اہل اسلام میں سے ہوں تو ان کا لازمی فرض ہے کہ وہ اس حکم اور قانون پر فیصلہ کریں جو قرآن کریم یا حدیث کے الفاظ سے مفہوم ہے۔ اور اس حکم اور قانون کی حکمت کا نہ دریافت کرنا ضروری ہے اور نہ بیان کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ حکم اور قانون قطعی و یقینی ہے اور حکمت ظنی ہے۔ اور ہوتن مناظرہ قطعی و یقینی امر کو ترک کر کے ظنی امر کی طرف رجوع کرنا خلاف عقل و نقل ہے۔ خلاف عقل ہونا تو ظاہر ہے۔ دیکھئے اگر صاحب حج کسی مقدمہ میں ڈگری دے دیں تو مدعا علیہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ جس قانون کے رو سے آپ نے ڈگری دی ہے میں اس قانون کو تو مانتا ہوں لیکن مجھ کو خود اس میں یہ کلام ہے کہ یہ قانون مصلحت کے

خلاف ہے۔ اس لیے آپ اس کا راز بتلا دیں۔ اور اگر وہ ایسا کہے بھی تو اس کو توہین عدالت اور جرم سمجھا جائے گا اور اس پر صاحب حج کو حق ہوگا کہ توہین عدالت کا اس پر مقدمہ کرے۔ اور اگر مقدمہ بھی قائم نہ کیا تو اتنا تو ضرور کرے گا کہ کان پکڑ کر اس کو عدالت سے باہر کر دے گا۔ اور اگر اس وقت اس کی طبیعت میں حکومت کی بجائے حکمت غالب ہوئی تو یہ جواب دے گا کہ ہم عالم قانون ہیں واضح قانون نہیں۔ مصالح واضح سے پوچھو۔ تو کیا کسی عقلمند کے نزدیک یہ جواب نامعقول جواب ہے یا بالکل عقل کے موافق۔ اور نقل کے خلاف ہونا اس آیت سے ثابت ہے **قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ أُنْكِتُمْ** تو منون باللہ والیوم الآخر (سورہ نساء) (یعنی اسے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے سے صاحب امر لوگوں کی پھر لاگ کر کسی چیز میں باہم تنازع کرو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لے جاؤ۔ اگر تم اللہ پر اور آخر کے دن پر ایمان لاتے ہو) دیکھو کہ اولی الامر کے ساتھ اطیعوا نہ لانے میں یہ ایماء ہے کہ اولی الامر کی اطاعت اللہ اور رسول کی اطاعت کے ماتحت ہے۔ اور پھر فردوہ الی اللہ والرسول میں اولی الامر کا ذکر نہ کرنا اس میں قرآن کریم نے یہ صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ تنازع فیہ امر میں فیصلہ کن دو ہی چیزیں ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث۔ تیسری چیز کوئی نہیں۔ اور پھر **أُنْكِتُمْ** تو منون باللہ والیوم الآخر فرما کر یہ بتلا دیا کہ اگر تم مومن ہو تو تنازع فیہ امر کے فیصلہ کے لیے قرآن کریم اور حدیث نبوی کے سوا کسی چیز کی طرف توجہ نہ کرو گے ورنہ تم مومن نہیں۔ ناظرین غور کریں کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے آیت **فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ أُنْكِتُمْ**

تو منون باللہ والیوم الآخر کے عین مطابق مناظرہ کیا ہے۔ اور قادیانی مناظرہ نے اس آیت کے خلاف اپنے مناظرہ میں کثیر التعداد امور کا ارتکاب کیا ہے۔ مثلاً ”توریت کا پیش کرنا۔ اور یہ کہنا کہ مسیح ابن مریم کو آسمان پر اتنی دیر رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسیح کو دوسرے آسمان پر کیوں رکھا اور ساتویں آسمان پر کیوں نہیں لے گیا ان میں کوئی نقص باقی تھا۔ وغیرہ وغیرہ“ جو روئے ادنا مناظرہ سے روشن ہے۔ اس طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت زبانی تو مدعی ایمان بالقرآن والحدیث ہے لیکن ان کے قلوب کی حالت دگرگوں ہے۔ صاحبو! یہ نہ سمجھئے کہ اسلامی جماعت کے علماء و فضلاء اسلامی احکام و قوانین کے اسرار و حکم کو نہیں جانتے۔ ان کے پاس سب کچھ ذخیرہ موجود ہے۔ لیکن۔

مصلحت غیبت کے از پردہ بروں افتد راز  
در نہ در مجلس دعاں تجرے غیبت اللہ نیست

اور اگر مناظرین میں سے ایک مسلم ہے اور دوسرا غیر مسلم ہے تو اس صورت میں مناظرہ مسلم کا فرض ہے کہ اپنے دعوئی کے اثبات کے لیے عقلی دلائل پیش کرے۔

### شرط نمبر ۹

چونکہ قادیانی جماعت نے شرط نمبر ۹ کو توڑ کر پہلے ایک اشتہار شائع کیا اور پھر روئے ادنا مناظرہ کے ساتھ نئے مضامین جن کا نام چند ضروری باتیں رکھا گیا اور حواشی ضم کر دیئے اس لیے ہم نے بھی بعد میں اشتہار شائع کیا اور حواشی وغیرہ بغرض توضیح و تشریح ملا دیئے۔

### شرط نمبر ۸

بتاریخ ۱۳ یا ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۳ء جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع شاہپور کا حکم صادر ہو کر پہنچا کہ فی الحال مناظرہ نہ کیا جائے۔ اس حکم کے پہنچنے پر قادیانی جماعت کو از حد خوشی حاصل ہوئی۔ اور مفتی صاحب کے ذمہ یہ اتہام لگایا کہ انھوں نے صاحب بہادر کے ساتھ کوشش کر کے مناظرہ رکا دیا ہے۔ اس پر اسلامی جماعت نے یہ تجویز پیش کی کہ ضلع شاہپور کی حد سے باہر مناظرہ کیا جائے لیکن قادیانی جماعت نے اس سے بھی گریز کی۔ جب مفتی صاحب نے یہ حالت دیکھی تو مضطربانہ صورت میں سر بسجود ہو کر دعا کی کہ ”اے خدا یا اجلاس مناظرہ منعقد فرما کر اہل اسلام کے ایمان و عقائد حقہ مستحکم کر اور مجھے اس جھوٹے اتہام سے بری فرما۔“ اس عجیب الدعوات و مسبب الاسباب نے ایسا اتفاق کیا کہ بتاریخ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۳ء میاں شاہ محمد صاحب ساکن واڑہ عالم شاہ صبح کی گاڑی پر میانی پہنچ گئے۔ ان کی خدمت میں یہ بات بیان کی گئی کہ قادیانی جماعت مناظرہ سے گریز کر رہی ہے اور آپ بڑے لائق ہیں۔ ان کے ساتھ مناظرہ کرانے کے لیے کوشش کریں۔ چنانچہ میاں صاحب ممدوح قادیانی جماعت کے پاس گئے اور واپس آ کر کہنے لگے کہ وہ مناظرہ پر تیار ہو گئے ہیں۔ لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ کس وجہ سے تیار ہو گئے ہیں۔ بعد اختتام مناظرہ میاں صاحب ممدوح نے مفتی صاحب کے آگے موضع دریالہ جالپ کو جاتے ہوئے بیان کیا کہ میں نے قادیانی جماعت کو یہ جا کر کہا تھا کہ میرا بھی مرزاہیت کی طرف میلان ہے اور مفتی صاحب گھبراہٹ میں ہیں وہ میدان مناظرہ میں کبھی نہ آئیں گے۔ آپ تیار ہو جائیے آپ کی بلا محنت فتح ہے۔ اس پر قادیانی جماعت تیار ہو گئی۔ اور بتاریخ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء صبح کی گاڑی پر سوار ہو کر ہر دو فریق موضع ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات پہنچے۔ اور وہاں دو دن یعنی بتاریخ ۱۸، ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء مناظرہ ہوا۔ اور ہم چودھری غلام حیدر خان صاحب نمبردار ہریا کا قصوصاً اور دیگر باشندگان ہریا کا عموماً نہایت شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان کی سعی و تبلیغ کی وجہ سے ہر دو دن کا مناظرہ نہایت با اہم و سکوت سامعین ہوا۔ علاوہ ازیں چودھری غلام حیدر خان صاحب و دیگر باشندگان

ہریانے باوجود یکہ وہ اہل اسلام میں سے تھے دو دن ہر دو فریق یعنی اسلامی جماعت و قادیانی جماعت کو نہایت باعزت کھانا دیا اور چارپائی وغیرہ کا بہت عمدہ انتظام کیا۔ حالانکہ ہر دو دن مجمع کثیر التعداد تھا۔

### المناظرین

اسلامی جماعت کی طرف سے مناظر حضرت مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میانپنی اور قادیانی جماعت کی طرف سے مناظر مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل قادیانی تھے۔

### صدر جلسہ

ہر دو دن یعنی ۱۸، ۱۹، اکتوبر ۱۹۲۳ء اسلامی جماعت کی طرف سے مجلس مناظرہ کے پریزیڈنٹ جامع الفنون العقولہ والنقلیہ فہامہ دہرہ علامہ عمر حضرت مولانا مولوی غلام محمد صاحب ساکن گھوڑہ ضلع ملتان تھے۔ اور قادیانی جماعت کی طرف سے ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء کے پریزیڈنٹ کریداد صاحب ذولمیل تھے اور ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو حاکم علی صاحب تھے۔ معلوم نہیں کہ دوسرے دن کریداد صاحب کو عہدہ پریزیڈنسی سے کیوں معزول کیا گیا۔



پرچہ نمبر اول

## دلائل حیات مسیح از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب

اسلامی مناظر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ۔

### حیات مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہلی دلیل

قوله تعالى و قولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيماً۔

حیات مسیح ابن مریم کے اثبات کے لیے اسلامی جماعت کے پاس دلائل بکثرت ہیں۔ مثلاً (۱) وانه لعلم للساعة (۲) و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته۔ (۳) و يكلم الناس في المهد و كهلاً (۴) و اذ كففت بنى اسرا ئيل عنك (۵) و ما قتلوه و ما صلبوه۔ (۶) جل رفعه الله اليه۔ (۷) انى متوفىك و رافعك الي۔ (۸) و من المقربين۔ (۹) ان مثل عيسى عند الله كمثل آدم (۱۰) و لنجعلك اية للناس۔ (۱۱) و جعلنى مباركاً ابن ما كنت۔ (۱۲) لظهوره على الدين كله۔ اور یہ قرآنی دلائل ایسے ہیں جن میں سوائے عظیم علی الدین کلمہ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخص طور پر ذکر ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

یعنی یہود اس قول کی وجہ سے بھی ملعون ہوئے کہ ہم نے مسیح ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے حالانکہ انھوں نے اس کو نہ قتل کیا اور نہ ہی دار پر اس کو چڑھایا لیکن ان کے لیے تشبیہ واقع کی گئی اور بے شک وہ لوگ جنھوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا البتہ وہ اس سے شک میں ہیں ان کو اس کا کوئی علم نہیں سوائے اجتماع ظن کے اور انھوں نے یقیناً اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اوپر اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب کامل القدرۃ حکمت والا ہے۔

اس آیت میں فقرہ صل رفعہ اللہ الیہ اس بات پر زبردست اور محکم دلیل

(یقینہ) اور حدیثی دلائل تو کثیر التعداد ہیں۔ مفتی صاحب اسلامی مناظرے اپنا دعویٰ حیات مسیح ابن مریم کے غایت کرنے کے لیے قرآنی دودلیلوں پر اکتفا کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی مناظرہ کو ہر ایک دلیل کے متعلق پورا اطمینان اور یقین تھا کہ اس دلیل میں حیات مسیح ابن مریم کے اثبات میں تقریب نام ہے۔ اور تقریر کے لیے وقت محسن تھا۔ ان وجوہات کے لحاظ سے مفتی صاحب اسلامی مناظرے قرآنی دودلیلوں کو انتخاب کر کے ان کی طرز استدلال کو شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر اس قدر تحریر کیا جو وقت محسن میں بذریعہ تقریر بیان ہو سکے۔ اور ایسا ہی ہوا کہ قادیانی مناظرہ کوئی جواب صحیح نہ دے سکا۔ مولوی شیخ امام الدین صاحب ساکن ہریانے بعد اختتام مناظرہ بطرز اظہار رائے فرمایا۔

حیات مسیح دی ثابت کھتی واہ حدیث قرآنوں	نازل ہوئی وجہ زمانے آخر کج بچانوں
جہدم عالم قادیانوالا کر داسی تقریراں	سننے والیاں تائیں ہرگز ہوں تھیں ناخیراں
بال تحمل اتے تامل مفتی صاحب بولن	خوش الحالی اتے موسن جہد جاہاں سب گھولن
علم بیانون مفتی صاحب خوب بیان سنایا	علم کلام معانی اندر البتہ تیز چلایا
مسئلہ جو محقق کھینا متن متین دکھایا	جتنے قدم مبارک دکھایا کسے نہ ہیر اٹھایا

(مرتب)

ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بحسدہ الغصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔  
 کیونکہ لغت عرب میں رفع کے حقیقی معنی اوپر کی طرف اٹھانا ہے۔ رفع برداشت  
 و هو خلاف الوضع (صراح جلد ۲ ص ۱۶) رفعہ کمنعہ ضد وضعہ (قاموس  
 ص ۵۱۲) رفعہ رفعاً بالفتح برداشت آنرا خلاف وضع (منہج الارب ص  
 ۱۷۶) اور آیت و رفع ابوسہ علی العرش (یوسف) سے بھی یہی معنی ظاہر  
 ہوتے ہیں۔ یعنی حضرت یوسف نے اپنے والدین کو تخت کے اوپر چڑھایا۔ پس  
 رفع اجسام میں حقیقی طور پر اوپر کی طرف حرکت اپنی اور انتقال مکانی مراد ہوگی۔  
 اور رفع معانی میں مناسب مقام۔ اور رفع الی اللہ سے حقیقی طور پر رفع الی اللہ مراد  
 نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ لامکان ہے اور لمجاظ صفت علم وغیرہ اس کو تمام  
 مکانات اور تمام کمیتوں کے ساتھ ایک ہی نسبت ہے۔ بلکہ رفع الی اللہ سے مراد  
 آسمان پر اٹھانا ہے جو فرشتوں پاک ہستیوں کا مقر ہے جن کی شان میں لا  
 یعصون اللہ ما امرہم و یقولون ما یؤمرون۔ (التحریم) شہادت خداوندی  
 ہے (یعنی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انہیں حکم دے اور جو کچھ انہیں حکم ملتا ہے  
 کرتے ہیں) اور حدیث عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 قال الملائکۃ یتعاقبون ملائکۃ باللیل و ملائکۃ بالنہار و یجتمعون فی  
 صلوة الفجر و العصر ثم یرجع الیہ الذین باتوا فیکم فیسا لہم و هو  
 اعلم بہم کیف ترکتم عبادی فقالوا تر کنا ہم یصلون و اتیناہم  
 یصلون۔ (بخاری جلد ۱ ص ۴۵۷) اسی معنی کے مراد ہونے کو ثابت کرتی ہے۔  
 (یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا کہ فرشتے آگے پیچھے آتے ہیں کچھ رات کو اور کچھ دن کو اور نماز صبح اور  
 عصر میں دونوں اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر چڑھ جاتے ہیں طرف اللہ کی وہ فرشتے

جنہوں نے رات گزار کر تمہارے میں۔ پھر اللہ سوال کرتا ہے حالانکہ وہ اعلم ہے کس حالت میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا۔ اور جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھتے تھے۔

کیونکہ اس حدیث میں عروج الی اللہ سے عروج الی السماء مراد ہے۔ اور عروج الی اللہ اور صعود الی اللہ اور رفع الی اللہ کی ایک ہی صورت ہے۔ اور حدیث میں رفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النہار (صحیح مسلم جلد اول ۹۹) ”یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف عمل رات کے اٹھائے جاتے ہیں پہلے عمل دن کے“ اسی معنی کے مراد ہوتے کے لیے مؤید ہے بلکہ یہ حدیث آیت الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه کی تفسیر ہے (یعنی اللہ کی طرف چڑھ جاتے ہیں کلمہ پاک اور عمل نیک کو اللہ اٹھالینا ہے) اور مرزا صاحب آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ ”رفع سے مراد روح کا عزت کے ساتھ اٹھائے جانا ہے جیسا کہ وفات کے بعد ہو جب نص قرآن اور حدیث صحیح کے ہر ایک مومن کی روح عزت کے ساتھ خدائے تعالیٰ کی طرف اٹھائی جاتی ہے۔“

اگر یہ سوال ہو کہ کتاب ازالہ اوہام دعوئی نبوت سے پہلے کی ہے اور شرط نبی کے مطابق اسلامی مناظر مرزا صاحب کے وہ اقوال پیش کر سکتا ہے جو دعوئی نبوت کے بعد کے ہوں۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ تاریخ دعوئی نبوت جو مرزا صاحب اور ان کے مرید بیان کرتے ہیں وہ بیاں ہم پر حجت نہیں کیونکہ ہم مرزا صاحب کو مفتی اور ان کے مریدوں کو مفتی کے مرید اعتقاد کرتے ہیں۔ بلکہ یکنایہ ہے کہ اس کتاب ازالہ اوہام میں کوئی ایسا فقرہ ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو پیغمبر زعم کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں ذکر ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا و مبشر ابر رسول باقی من بعدی اسمہ احمد مرزا صاحب ہی کتاب ازالہ اوہام ص ۷۳ طبع اول میں لکھتے ہیں۔ ”میں وہ احمد ہوں“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میرے حق میں بشارت دی تھی۔ پس ثابت ہوا کہ کتاب ازالہ اوہام کے اقوال پیش کرنے شرط نبی کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہیں۔ ۱۲ مرتب

(ازالہ ادہام ص ۱۰۳۹) اور نیز مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ”جیسا کہ مقررین کے لیے ہوتی ہے کہ بعد موت ان کی رو میں علیین تک پہنچائی جاتی ہیں۔“ (ازالہ ادہام ص ۱۱۳۵) اور نیز لکھتے ہیں ”بلکہ صریح اور بدیہی طور پر سیاق و سباق قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔“ (ازالہ ادہام ص ۹۹۳)

ان عبارات منقولہ سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک بھی رفیع الی اللہ سے مراد آسمان کے اوپر اٹھائے جانا ہے کیونکہ آپ جب ارواح کے اٹھائے جانے کے قابل ہیں۔ اور ارواح کا اٹھایا جانا آسمان کی طرف ہوتا ہے جیسا کہ آپ بھی اسے علیین اور آسمان کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں تو آیت بل رفعہ اللہ الیہ میں آسمان کی طرف حقیقی طور پر اٹھائے جانا آپ کے نزدیک مسلم ٹھہرانہیں تنازع و اختلاف اس بات میں ہے کہ نقرہ بل رفعہ اللہ الیہ میں حضرت عیسیٰ کے زندہ بحمدہ العصری مرفوع ہونے کا بیان ہے یا بعد موت ان کے روح کے مرفوع ہونے کا ذکر ہے۔ اب ہم چند وجوہ سے رفیع روحانی نقطہ کا ابطال کرتے ہیں اور رفیع جسمانی و روحانی معا کا اثبات کرتے ہیں۔

### ۱۔ پہلی وجہ

یہ کہ انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم میں قتلنا کا مفعول بہ یعنی جس پر

الشرائط مجوزہ مسلمہ فریقین میں سے دو شرطیں یعنی شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ قابل غور ہیں بلکہ یہی دو شرطیں فتح اور شکست اور ہار جیت کا معیار ہیں۔ شرط نمبر ۱۔ ہر ایک مناظر دوسرے مناظر کے مقابلہ میں قرآن کریم اور حدیث صحیح کو پیش کرے گا علاوہ ازیں اسلامی مناظر قادیانی مناظر کے مقابلہ میں مرزا صاحب کے اقوال بھی پیش کر سکے گا بشرطیکہ وہ دعویٰ نبوت کے بعد کے ہوں۔ یقیناً گلے منجے پر

برغم یہود قتل کا وقوع ہوا ہے وہ مسیح ہے اور یہ امر نہایت روشن ہے کہ قتل کے قابل نہ فقط جسم ہے اور نہ یہ فقط روح۔ بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ انسان۔ پس ثابت ہوا کہ یہود کا یہ زعم ہے کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا ہے۔ جو قبل از قتل زندہ تھا یعنی اس کے جسم اور روح کے درمیان بذریعہ قتل تفریق کر دی ہے۔ اور چونکہ وہ ماقصلوہ و ماصلوہ اور ماقصلوہ یقیناً یہود کے موعوم باطل کی تردید ہے۔ اس لیے نفی قتل اور نفی صلیب اسی بیعت مسیح سے ہوگی جو عبارت جسم مع الروح سے ہے۔ یعنی زندہ مسیح۔ اور ہر سہ خمیریں منصوب متصل جو ماقصلوہ و ماصلوہ اور ماقصلوہ یقیناً میں ہیں ان کا مرجع وہی مسیح زندہ ہوگا۔ اور یہ بات بالکل مہر نبرد کی طرح روشن ہے کہ خمیر منصوب متصل جو بل دفعہ اللہ الیہ میں ہے اس کا مرجع بھی وہی بیعت مسیح زندہ ہے جو ہر سہ عناصر منصوب متصل سابقہ کا ہے۔ پس ثابت بالذلیل ہوا کہ حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم زندہ مجسمہ العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

THE NATURAL PHILOSOPHY  
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAT  
دوسری وجہ

یہ کہ ماقصلوہ یقیناً بل دفعہ اللہ الیہ میں بقریہ قصر قلب و نفی کلمہ بل

(بقیہ) شرائط نمبر ۲۔ قرآن کریم اور حدیث صحیح کی تفسیر امور مفصلہ ذیل سے کی جائے گی۔ قرآن کریم۔ حدیث صحیح۔ اقوال صحابہ بشرطیکہ قرآن کریم اور حدیث صحیح کے مخالف نہ ہوں۔ لغت عرب۔ صرف۔ نحو۔ معانی۔ بیان۔ بدیع۔ اگر کوئی حدیث قرآن کریم کے مخالف ہوگی تو وہ صحیح نہیں سمجھی جائے گی۔ اور یہ دو شرطیں وہ ہیں جن کو قرآن کریم اور قرآن کریم اور حدیث کا عربی ہونا نیز لازمی طور پر تجویز کرتے ہیں۔ ان دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر قادیانی مناظر اس پہلی وجہ کا کوئی جواب نہیں دے سکا جو تقریب مفصل ہوگا۔ مرتب

اس دوسری وجہ کا بھی قادیانی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ مرزائی جماعت میں سے کوئی فرد بھی ان دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر قیامت اس کا جواب نہ دے سکے گا۔

ابطالیہ ہے جو بعد نفی کے واقع ہے۔ اور بل ابطالیہ میں جو بعد نفی کے واقع ہو ضروری ہے کہ صفت مبطلہ اور صفت مثبتہ کے درمیان ضدیت ہو دیکھو ام بقولون  
 بسہ جنة بل مجاء ہم بالحق (مومنون) میں یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ ایک چیز کا  
 جنون ہونا اور اتیان بالحق ہونا محذور ہے۔ اور یہاں معنوی نفی ہے اور دیکھو  
 وبقولون ائنا لتار کوآ الہمتا لشاعر مجنون بل مجاء بالحق۔ (صافات)  
 میں بھی یہ امر بالکل روشن ہے کہ ایک چیز کا شعر و جنون ہونا اور اتیان بالحق  
 ہونا ناممکن ہے۔ اور دیگر نظائر قرآنی بھی بہت ہیں۔ پس اگر بل رفعہ اللہ الیہ  
 سے رفع روحانی اور اعزاز مراد لی جائے تو صفت مبطلہ یعنی قتل آسمان اور صفت مثبتہ  
 یعنی رفع آسمان کے درمیان ضدیت متصور نہ ہوگی۔ کیونکہ قتل اور رفع روحانی و اعزاز  
 کا جمع ہونا ممکن ہے جب مقتول مقررین سے ہو اور اگر یہ مراد لی جائے کہ حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسدہ العصری مرفوع ہوئے تو ضدیت متصور ہوگی۔ کیونکہ  
 اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول ہیں تو پھر زندہ بجسدہ العصری مرفوع نہیں ہو  
 سکتے۔ اور اگر زندہ بجسدہ العصری مرفوع ہوئے تو پھر مقتول نہیں۔ اور نیز  
 وقولہم انا قتلنا المسیح سے ظاہر ہے کہ یہود کا اعتقاد جو مخاطب ہیں شکم کے  
 یعنی خدائے کریم کے برعکس ہے۔ اس لیے وہ ما قتلوه بقینا بل رفعہ اللہ الیہ  
 میں قصر قلب ہے۔ اور قصر قلب میں بروئے تحقیق اہل معافی گو یہ لازمی نہیں کہ  
 دونوں وصفوں کے درمیان تثنائی و ضدیت ہو۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ احد الوصفین  
 دوسری وصف کا ملزم نہ ہوتا کہ مخاطب کا اعتقاد برعکس شکم متصور ہو۔ اور یہ امر بد  
 یہی ہے کہ رفع روحانی و اعزاز اس قتل کو لازم ہے جس میں مقتول مقررین سے ہو۔  
 پس ثابت بالذلیل ہوا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم زندہ بجسدہ العصری زمانہ گذشتہ  
 میں آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ نہ فقط روح۔

## خلاصہ

یہ ہے کہ اس آیت میں فقرہ ہل دفعہ اللہ الیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بحسدہ العصری مرفوع الی السماء ہونے پر زبردست اور محکم دلیل ہے۔ کیونکہ اس فقرہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخصی طور پر نام اور ذکر ہے اور صیغہ ماضی کا ہے اور جملہ خبریہ تعین یہ ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے مناظر صاحب بھی وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اثبات کے لیے قرآن کریم کا ایسا ہی فقرہ پیش کریں گے جو ان تمام صفات مذکورہ کا جامع ہو۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آسمان پر اس جسم خاکی کا جانا محال ہے تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے خود تعلیم فرمایا ہے واکسان اللہ عزیزاً یعنی اللہ تعالیٰ کامل قدرت والا ہے گو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت سے تو جیہود الی السماء کے ناممکن ہونے کا خیال گزرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے لحاظ سے وہ بالکل ممکن ہے اسی لیے ہل دفعہ اللہ الیہ میں رفع کا فاعل خود اللہ تعالیٰ ہے اور اسی وجہ سے اسم اللہ کا لایا گیا ہے جس کے معنی ذات مستجمع صفات کاملہ ہیں۔

اگر اعتراض کیا جائے کہ جب دیگر رسولوں کو زمین میں محفوظ رکھا گیا تو

ایہ آیت واقعی حسب اعتقاد اسلامی مناظر حیات مسیح ابن مریم پر زبردست اور محکم دلیل ثابت ہوئی۔ کیونکہ قادیانی مناظر اس کا کوئی جواب نہیں دے سکا۔ باوجودیکہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اس موقع پر یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ انشاء اللہ قیامت تک میرا مقابل مناظر اس کا جواب نہ دے سکے گا۔ اور باوجود استدعا اسلامی مناظر کے قادیانی مناظر وفات مسیح ابن مریم پر قرآن کریم کا کوئی ایسا فقرہ نہیں پیش کر سکا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخصی طور پر نام و ذکر ہو اور صیغہ ماضی کا ہو اور جملہ خبریہ تعین یہ ہو ۱۔ مرتب



حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جا کر محفوظ رکھنے میں کیا حکمت ہے؟ تو اس کا جواب بھی خود اللہ تعالیٰ نے حکیمانہ کے ساتھ دیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر زمینی اسباب متعقد نہیں ہوئے بلکہ آپ کی پیدائش فخر روح القدس سے عالم الامر میں کلمہ کن سے ہے جیسا کہ ولیم یمنسنی بشر ولم اک بغیا (مریم) سے ظاہر ہے پس آپ کو کمال تشبہ بالملائکہ حاصل ہے۔ لہذا الجناظہ فطرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکمت ایزدی کا یہی اقتضاء ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جا کر محفوظ رکھا جائے۔

حاصل یہ کہ اس آیت میں فقرہ بیل دفعہ اللہ البہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زعمہ بحمدہ العصری آسمان پر اٹھائے جانے کے جوابے اور کوئی معنی مراد نہیں لیا جاسکتا۔ تو اگر لفظ رفع کسی اور جگہ کسی دیگر معنی میں مستعمل ہو تو مفسر نہیں کیونکہ عربی لفظوں کے لیے عام طور پر مستعمل فیہ معانی کثیرہ ہوا کرتے ہیں۔ دیکھو کہ قرآن کریم میں عموماً لفظ مصباح سے مراد کوکب یعنی ستارہ ہے لیکن لفظ مصباح جو سورۃ نور میں ہے اس سے مراد چراغ ہے۔ اور دیکھو صلوة سے مراد عموماً عبادت یا رحمت ہے مگر بیع و صلوات سے مراد مقامات ہیں۔ وفس علیٰ هذا۔

اب میں ایک اور قاعدہ مسلمہ اسلامیہ سے اس مسئلہ حیات کو حل کرتا ہوں جو قرآن کریم نے صاف لفظوں میں بیان فرمایا۔ انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم (یعنی ہم نے قرآن کریم تجھ پر اس لیے اتارا ہے کہ تو (اے نبی) اس کا مطلب واضح کر کے لوگوں کو سمجھا دے)

اسلامی مناظر کا یہ بھی کمال ہے کہ حدیث کو براستہ قرآن کریم پیش کیا ہے۔ ۱۲ مرتب

اس آیت سے ایک عام قانون ملتا ہے کہ قرآن کریم کے کسی مجمل مسئلہ میں اختلاف ہو تو اس کی تشریح و توضیح حدیث سے ہونی چاہیے۔ اس لیے میں ایک حدیث بھی سناتا ہوں جس سے آفتاب نیروز کی طرح مسئلہ حیات و وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فیصلہ ہو جائے گا اور اس حدیث کو مرزا صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بنسزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکت خمساً واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ ص ۴۷۲) یعنی حضرت عیسیٰ زمین پر اتریں گے پھر نکاح کریں گے ان کی اولاد ہوگی اور وہ پچالیس سال زندہ رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور میرے مقبرے میں ہمیں ملے ہاں دفن ہوں گے۔ بھرقیامت کے روز میں اور عیسیٰ ابن مریم ایک مقبرے سے اٹھیں گے اس طرح کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے درمیان ہوں گے۔ نزول فرود آمدن۔ (صراح جلد ۲ ص ۲۴۲)۔ نزولہم وبہم وعلیہم نزولاً و منزلاً کمجلس و مقعد فرود آمدن نزد ایشان (فتنی الارب جلد ۴ ص ۲۸۶) اور اس حدیث میں نزول سے یہی معنی مراد ہیں۔ ہاں جس جگہ نزول سے یہ معنی مراد لینے سے کوئی قرینہ روکنا ہو تو وہاں حسب قرینہ معنی مراد ہوں گے۔ اور یہ مہتر نہیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔

اگر کہا جائے کہ جو الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابت آئے ان سے ان کی حقیقت مراد نہیں بلکہ مجاز و استعارہ ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فن بلاغت و بیان کا قانون ہے کہ مجاز وہاں لی جاتی ہے جہاں حقیقت متعذر ہو (ملاحظہ ہو مطول بحث حقیقت و مجاز ص ۳۲۸) اب ہم دکھاتے ہیں کہ ان الفاظ کی حقیقت کی بابت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں آئے ہیں مرزا صاحب

کیا فرماتے ہیں۔ کیا ان کی حقیقت کو محال جانتے ہیں یا ممکن۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں ”بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔ (ازالہ اوہام ص ۹۶۸) اس عبارت میں مرزا صاحب کو تسلیم ہے کہ حقیقت مسیحیہ محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں

زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

گو مرزا صاحب کے اقرار کے بعد کسی شہادت کی حاجت نہیں تاہم ایک گواہ ایسا پیش کیا جاتا ہے جس کی توثیق جناب مرزا صاحب نے خود اعلیٰ درجہ کی کی ہوئی

www.NAFSEISLAM.com

مرزا صاحب فرماتے ہیں ”مولوی نور الدین صاحب بھیروی کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان

کر سکوں۔ میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں

میں جان نثار پایا۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۲۲۰) یہی مولوی نور الدین صاحب ہیں جو

مرزا صاحب کے انتقال کے بعد ان کے خلیفہ اول ہوئے۔ وہی مولوی نور الدین

صاحب اصولی طور پر ہماری تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”ہر جگہ تاویلات و

تمثیلات سے استعارات و کنایات سے اگر کام لیا جائے تو ہر ایک ملے۔ منافق۔

بدعتی اپنی آراء ناقصہ اور خیالات باطلہ کے موافق الہی کلمات طیبات کو لا سکتا ہے۔

اس لیے ظاہر معانی کے علاوہ اور معانی لینے کے واسطے اسباب قویہ اور موجبات

حقہ کا ہونا ضرور ہے۔“ (ضمیمہ ازالہ اوہام طبع اول ص ۸) و تصنیفات سلسلہ احمدیہ

پس ثابت ہوا کہ ایسی حدیثوں میں مجازات اور استعارات مراد لیتا جائز نہیں۔

اب میں ایک اور طریق سے بھی مختصر عرض کرتا ہوں کہ عیسیٰؑ کی حیات حضرت عیسیٰؑ کا مسئلہ مذہب اسلام کے مناسب ہے اور وفات حضرت عیسیٰؑ کا مسئلہ مذہب اسلام کے نامناسب کیونکہ عیسائیت کے اصول میں سے کفارہ ہے یعنی ایک شخص (حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام) جو بے گناہ تھا چونکہ دشمنوں کے ہاتھ سے مصلوب ہو کر دنیا کی لغتیں اس نے اٹھالیں اور اس کے تین دن دوزخ میں رہنے سے اب وہ سارے لوگ جو اس بات پر ایمان لاتے ہیں ہمیشہ کے لیے دوزخ سے نجات پا گئے۔ جس کی مذہب اسلام نے یوں تردید کی ہے لاسنور و اذوۃ و ذراخری یعنی دوسرے کا بوجھ کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ عقیدہ کفارہ کو بڑے کاٹنے کو فرمایا بیل دفعہ اللہ الہ۔ مسیح تو ہر اکس اس کو خدا تعالیٰ نے اٹھالیا۔ جب حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام مرے نہیں تو کفارہ کہاں؟ نہ پاس ہو گا نہ پاسری بجے گی۔ اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں اگر کوئی حربہ اہل اسلام کے پاس ہے تو حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی حیات ہے جس سے عقیدہ کفارہ کی بنیاد کھوکھلی نہیں بلکہ

اس حدیث کا بھی قادیانی مناظران و شرطین مذکورین کے تحت میں رہ کر جواب نہ دے سکا۔

۱۲ مرتب

۱۲ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اس تقریر میں ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی حیات مذہب اسلام کے مناسب ہے، اور حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی وفات مذہب اسلام کے نامناسب ہے، اور قادیانی مناظر اس کی تردید نہیں کر سکا ۱۲ مرتب

جسے اکھڑ جاتی ہے پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں فقہ صلیبی کو پاش پاش کرنے آیا ہوں اس کا فرض اولین ہونا چاہیے تھا کہ وہ وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کرے۔ واللہ مجھے سخت حیرت ہوتی ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات سے اس کی الوہیت کی تائید ہوتی ہے کیونکہ الوہیت کی تائید اس صورت میں ہوتی جب ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمیشہ کے لیے زندہ بذاتہ اعتقاد کرتے۔ اور جب ہم قیامت سے پہلے ان کی وفات کے قائل ہیں تو پھر تائید الوہیت کیسی؟ اور نیز مجھے حیرانگی آتی ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے عیسائیوں کا خدا مر جاتا ہے۔ اور عیسائی مذہب ہمیشہ کے لیے مغلوب ہو جاتا ہے۔ کیا عیسائیوں کا عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا نہیں ہے؟ کیا عیسائیوں میں سے اس بات کے قائل نہیں کہ عیسیٰ نے جلا کر جان دی؟ پھر جو بات خود عیسائی مانتے ہیں اس سے ان کے مذہب کی موت اور مغلوبیت کیسی؟ یہ نقطہ ایک جی خوش کرانے والی بات ہے۔ "دل کے بہلانے کو" غالب یہ خیال اچھا ہے۔ "ہاں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے انکار کر دیا جائے۔ اور ان کو زندہ تسلیم کیا جائے جیسا کہ قرآن کریم کا منشاء ہے تو عقیدہ کفارہ کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔

### دوسری دلیل

قوله تعالى: "وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً"۔ (نساء) یعنی "اور نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب میں سے مگر ایمان لے آئے گا اس پر اس کی موت سے پہلے اور وہ قیامت کے دن ان پر شاہد ہوگا"۔ یہ آیت اس بات پر زبردست دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم آئندہ زمانہ میں یحیٰی نہ بمثلہ نزول فرمائیں گے۔ کیونکہ لیومنن میں نون تاکید کا

ہے۔ اور تمام نحویوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ نون تاکیدی مضارع کو خالص استقبال کے لیے کر دیتا ہے۔ اور تمام محاورات قرآنی اور حدیثی اسی کی شہادت دیتے ہیں۔ اور نیز اس میں لام تاکید کا ہے اور جس وقت نون تاکیدی خبر پر داخل ہو تو ضروری ہے کہ اول جز میں کلمہ تاکید ہو۔ مثلاً لام قسم۔ فون التأكيد خفيفة و ثقيلة تختص بمستقبل طلب لو خبر مصدر بتاكيد (متن متین ص ۲۹۹) بلکہ قرآن کریم میں الحمد سے والناس تک جتنے صیغہ مع لام القسم و نون التأكيد آئے ہیں سب سے مراد استقبال ہی ہے۔ چونکہ لیونن میں نون تاکید ثقیلہ اور لام قسم ہے اس لیے ثابت ہوا کہ یہ لیونن بہ قبل موقوفہ جملہ خبریہ استقبالہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے اترنے کے بعد اور موت سے پہلے ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس وقت جتنے اہل کتاب موجود ہوں گے وہ تمام ان پر ایمان لائیں گے۔ اور یہ امر صاف طور پر روشن ہے کہ ضمیر بہ اور ضمیر موقوفہ و نون کا مرجع وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں۔ اولاً اس وجہ سے کہ سیاق کلام اسی کو چاہتا ہے۔ اور ثانیاً اس وجہ سے کہ مولوی نور الدین صاحب نے جن کی توثیق مرزا صاحب نے اعلیٰ درجہ کی کی ہوئی ہے اس آیت کا اس طرح ترجمہ کرتے ہیں۔ ”اور ہمیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی اور دن قیامت کے ہوگا اور ان کے گواہ (فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب جلد ۲ ص ۸۰) اور ثالثاً اس حدیث کے بیان سے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان یسزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسرا الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ و یفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تكون السجدة الواحدة خیراً من الدنیا و ما فیہما ثم یقول ابو ہریرۃ فافروا ان شتمتم

وان من اهل الكتاب الایومنن به قبل موتہ، الایہ متفق علیہ (مشکوٰۃ)  
باب نزول عیسیٰ (ص ۴۷۱) یعنی ابو ہریرہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے  
اللہ پاک کی بہت جلد ابن مریم منصف حاکم ہو کر تم میں اتریں گے پھر وہ عیسائیت  
کی صلیب کو (جسے وہ پوجتے ہیں اسے) توڑ دیں گے اور خنزیر (جو برخلاف  
شریعت عیسائی کھاتے ہیں اس) کو قتل کرائیں گے اور کافروں سے جو جزیہ لیا  
جاتا ہے اسے موقوف کر دیں گے اور مال بکثرت لوگوں کو دیں گے یہاں تک کہ  
کوئی اسے قبول نہ کرے گا۔ لوگ ایسے مستغنی اور عابد ہوں گے کہ ایک سجدہ ان کو  
ساری دنیا کے مال و متاع سے اچھا معلوم ہوگا (حدیث کے یہ الفاظ سنا کر) ابو  
ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تم اس حدیث کی تصدیق قرآن کریم میں چاہتے ہو تو یہ  
آیت پڑھ لو۔ وان من اهل الكتاب ارجو حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت  
بالتصریح پکار رہی ہے کہ وہ سب صحابہ کے درمیان آیت وان من اهل الكتاب  
الایومنن بہ قبل موتہ میں مولانا کی تفسیر کا مرجع حضرت عیسیٰ بن مریم کو شخصی طور پر  
قرار دے کر آپ کا نزول ثابت کر رہے ہیں۔ اور اس تصریح نزول کے موقع پر  
کوئی صحابہ نہ تو نفس مضمون یعنی نزول حضرت مسیح علیہ السلام سے انکار کرتا ہے اور  
نہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے تفسیر کا مرجع حضرت عیسیٰ بن مریم کو قرار دینے کو  
غلط کہتا ہے اور نہ آپ کے استدلال کو ضعیف قرار دیتا ہے۔

شاید یہ دوسوہ پیدا ہو کہ ”جو الفاظ حضرت عیسیٰ موعود علیہ السلام کی بابت  
آئے ان سے ان کی حقیقت مراد نہیں بلکہ مجاز مراد ہے۔“ اس کا جواب یہ ہے کہ  
فن بیان کا قانون ہے کہ مجاز وہاں لی جاتی ہے جہاں حقیقت محال ہو۔ حالانکہ مرزا  
صاحب کو حلیم ہے کہ حقیقت مسیحیہ محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔ فرماتے ہیں بالکل ممکن  
ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری

الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۹۶۸) اس تمہید کے بعد واضح ہو کہ چونکہ اس آیت میں یوسف مع لام قسم اور نون تاکید ثقلیہ کے ہے اور موت کا مرجع حضرت عیسیٰ ابن مریم بعینہ ہیں اس لیے آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کی موت سے پہلے ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ تمام اہل کتاب موجودہ وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے چونکہ ابھی تک تمام اہل کتاب کا اتفاق علی الایمان نہیں ہوا اس لیے یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ابھی فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں۔

اور اس آیت کا ارتباط ماقبل سے یہ ہے کہ جب اثناء ذکر برائیوں یہود کے اس بدی کا ذکر کیا و قولہم انا قتلنا المنینج ارج اور اس بدی سے دوا مرترشح ہوتے تھے۔ ایک یہ کہ یہود کا زعم باطل قتل مسیح کا یہ ہے اور دوسرا یہود کا افتخار جیسا لفظ رسول اللہ سے ظاہر ہے۔ تو حسب اقتضاء بلاغت و مطابق حکمت اللہ ان کے کریم نے پہلے ان کے زعم باطل کی تردید و ماقبلوہ الی بل رفعہ اللہ الیہ سے کی اور پھر اس آیت سے ان کے افتخار کو توڑا کہ تم یہودی تو فخر کرتے ہو کہ ہم نے رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آئندہ زمانہ میں تمہارے ہم ملت یہود یہودیت کو ترک کر کے اسی حضرت عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ اس کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے اور نیز بل رفعہ اللہ الیہ سے سوال پیدا ہوتا تھا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ بحمد العصری مرفوع ہوئے تو اتریں گے

اس دلیل قرآنی اور دلیل حدیثی کا بھی قادیانی مناظران و دونوں شرطین مذکورین کے تحت میں ارہ کر کوئی جواب نہ دے سکا ۱۳ مرتبہ



بھی یا نہ تو خداوند کریم نے فرمایا کہ موت سے پہلے تشریف لائیں گے اور دین اسلام کو عالمگیر غلبہ حاصل ہوگا جیسا کہ آیت ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ سے ظاہر ہے یعنی ابھی تک ذکر بدیوں کا ہو رہا ہے لیکن چونکہ اس بدی کا یہ مقتضا تھا کہ اس کے ساتھ ہی یہ مضمون بیان کیا جائے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بلاغت و حکمت کو پورا کیا۔ اور اس آیت میں استثناء بعد نفی کے ہے جو مفید ایجاب ہے اور ایجاب میں اتنا ہی ضروری ہے کہ بوقت حیوت محمول پہلے موضوع موجود ہو بشرطیکہ محمول وجود اور تقرر اور ذاتی نہ ہو۔ اور موتہ قرأت متواترہ ہے جس کا قرأت شاذہ مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور جناب مرزا صاحب بھی ایک زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ میں دین اسلام جمع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا (براہین

احمدیہ میں ص ۴۸) OF AHLESUNNAT WAL JAL

میری مراد کوئی انرای جواب دینا نہیں ہے۔ بلکہ یہ بتانا ہے کہ جن دنوں مرزا صاحب کو الہام اور مجددیت کا دعویٰ تھا ان دنوں ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں حالانکہ قرآن دانی ہیں ان دنوں بھی اس کمال کا دعویٰ تھا کہ تین سو دلائل قرآن کی حقانیت کے قرآن ہی سے دینے کے حیثیت میں براہین احمدیہ لکھی تھیں۔ اگر مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام اس قسم کا غلط ہوتا کہ اس کی تردید قرآن مجید میں ہوتی تو ایسا قرآن دان اور قرآن کا حامی اس عقیدہ کو دل و دماغ میں رکھ کر میدان مناظرہ میں نہ آتا۔

نوٹ

چونکہ بوقت تحریر شرائط مناظرہ میرے فریق مخالف نے فرمایا تھا کہ مرزا

صاحب کے خلیفوں یعنی مولوی نور الدین صاحب و جناب میاں صاحب کے اقوال ہم پر حجت نہ ہوں گے۔ اس لیے میں نے مولوی نور الدین صاحب کے اقوال اس حیثیت سے پیش نہیں کئے کہ مولوی صاحب ممدوح مرزا صاحب کے خلیفہ ہیں بلکہ اس لحاظ سے پیش کئے ہیں کہ مولوی صاحب ممدوح کی جناب مرزا صاحب نے دینی رنگ میں اعلیٰ درجہ کی توثیق کی ہے۔ مجھے حیرانگی آتی ہے کہ جب مرزا صاحب نبی امتی ہیں اور بوجہ کمال اتباع محمدی وہ تمام کمالات محمدیہ کے مظہر ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مطابق حدیث فعلیکم بمستی و سنة الخلفاء الراشدين المهديين (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالكتاب والسنة ص ۲۲) مرزا صاحب کے معتقدین مرزا صاحب کے خلیفوں کے اقوال کو اپنے اوپر حجت ہونے سے انکار کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ قرآن کریم کی آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو ثابت کرتی ہیں۔ اور مرزا صاحب کے کلمات اسی حیات کی تائید کرتے ہیں۔ اور قرآن مجید جو سابقہ اہل کتاب کی اصلاح کے لیے آیا ہے وہ اصلاح بھی اسی میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو مانا جائے تاکہ اہل کتاب کا وہ غلط اور گمراہ کن عقیدہ جس کو کفارہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے دنیا سے رخصت ہو جائے۔ وقت کی پابندی ہے لہذا یہ کہہ کر ختم کرتا ہوں۔

کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستاں میری۔

دستخط

مفتی غلام مرتضیٰ (اسلامی مناظر)

دستخط

غلام محمد بقلم خود۔ از گھوڑہ متصل ملتان پریڈنٹ اسلامی جماعت

۱۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء

۱۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء

پرچہ نمبر اول

دلائل وفات مسیح۔ از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

ابن مریم مر گیا حق کی قسم داخل جنت ہوا وہ محترم  
 مارتا ہے اس کو فرقاں سرسبز اس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر  
 وہ نہیں باہر رہا اموات سے وہ گیا ثابت یہ تیس آیات سے

وفات مسیح پر جو قادیانی مناظر یعنی مولوی جلال الدین صاحب نے قرآن کریم کی آیات پینٹن  
 کی ہیں ان میں سے کچھ تو ایسی ہیں کہ جن کے عموم سے کوئی حکم ثابت کیا جاتا ہے۔ ابن مریم  
 کی شخصیت کا کوئی ذکر نہیں ہے و یوم نحشر ہم جمعاً ثم نقول للذین اشرکوا  
 الخ۔ اور زوماً محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الخ۔ اور والذین  
 بدعون من دون اللہ الخ۔ اور فیہا تحبون و فیہا تموتون الخ۔ اور ولکم فی  
 الارض مسقر و متاع الی حین۔ اور الہم تجعل الارض کفناً الخ۔ اور ومن  
 نعمہ تنکسہ الخ۔ اور ومنکم من یتوفی و منکم من یرد الی اذل العمر الخ۔  
 اور ان تمام آیتوں کا پرچہ نمبر ۵ میں اسلامی مناظر یعنی مفتی غلام مرتضیٰ صاحب نے اجمالی و  
 اصولی طور پر بھی جواب دیا ہے جس کی توضیح یہ ہے کہ عام دلیل خاص منطوق دلیل کا مقابلہ نہیں  
 کر سکتی۔ مثلاً آیت والاعطافات بترنجس بانفسہن ثلاثہ قروء یعنی مطلقہ عورتوں کی  
 عدت تین حیض ہے۔ یہ آیت اپنے عموم کے لحاظ سے حاملہ اور غیر حاملہ ارشور ویدہ اور شوہر  
 نادیدہ اور جائزہ اور غیر جائزہ سب کو شامل ہے اور اس سے ان سب کی عدت تین حیضیں  
 ثابت ہوتی ہے اور آیت یا ایہا الذین امنوا اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقنموهن من  
 قبل ان تمسوهن فمالکم علیہن من عذر تعتدونہا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حضرات آپ کو معلوم ہے کہ میری مد مقابل جناب مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اور باقی غیر احمدی علماء اور عوام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری آسمان پر بحسدہ العصری زندہ اٹھائے گئے اور اب تک بغیر خورد و نوش کے زندہ ہیں اور رہیں گے اور امت محمدیہ کی اصلاح کے لیے وہی دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے مگر راقم اور باقی جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری اسی طرح وفات پا چکے ہیں جس طرح کہ باقی رسولوں نے وفات پائی اور آنے والا مسیح آچکا اور وہ لے جناب

(بقیہ) یعنی اے ایمان والو جب تم ایمان دالی عورتوں کو نکاح کرو اور پھر قتل مس ان کو مطلقہ کر دو تو ان عورتوں کے لیے کوئی عدت نہیں یہ آیت مطلقہ شوہر ناویدہ کے لیے خاص منطوق و دلیل ہے۔ اور والہی پیش من الحیض من فساؤکم ان اربعم فعدنہن ثلثہ استہر والہی نسیم یحیضن و اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن یعنی وہ عورتیں جن کی بوجہ کبر سن کے حیض بند ہو چکی ہے اور وہ عورتیں جن کو ابھی حیض آئی ہی نہیں ان کی عدت تین مہینہ ہیں اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے یہ آیت غیر حائضہ اور حاملہ کے لیے خاص منطوق و دلیل ہے۔ دیکھو یہاں عام دلیل خاصہ منطوقہ دلیلوں کا مقابلہ نہیں کر سکی بلکہ اس عام دلیل کے حکم سے شوہر ناویدہ اور غیر حائضہ اور حاملہ عورتیں ان دلائل خاصہ منطوقہ کی دلائل کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں۔ اور قرآن کریم میں ویسی مثالیں بہت ہیں ویسا ہی چونکہ آیت و ما قتلوه یقنابل رفعہ اللہ الیہ اور آیت و ان من اهل الکتاب الالبو منن بہ قبل موفہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی حیات کے لیے خاص منطوق و دلیل ہے اس لیے یہ عام دلائل پیش کروہ قادیانی مناظر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ۱۲ مرتب

افسوس کہ موضوع مناظرہ حیات و وفات ابن مریم ہے اور قادیانی مناظر نے مرزا صاحب کے مسجوعہ ہونے کے مسئلہ کا بھی ذکر کر دیا جو ایک علیحدہ بحث ہے ۱۲

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ”مسئلہ وفات مسیح پر بحث کرنے کا فائدہ۔“ اس مسئلہ پر بحث کرنے کے دو فائدے ہیں ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اس سے پتہ لگ جائے گا کہ آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں یا وفات پا گئے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صدق و کذب ظاہر ہو جائے گا کہ آیا آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں یا جھوٹے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود تحفہ گولڈ ویہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ زیادہ رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمائے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل بیچ ہیں۔ اور اگر وہ درحقیقت قرآن کریم کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان میں ہے اس کو سوچو۔ (تحفہ گولڈ ویہ ایڈیشن دوم ص ۱۶۶) علاوہ انہیں اگر غور کیا جائے تو ہمیں مسیح نابھری کی وفات ثابت کرنے کے لیے دلائل دینے کی

۱۲ اس مناظرہ سے یہ نہایت روشن ہے کہ اسلامی مناظرے شرط نمبر ۱ و شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر اپنا دعویٰ حیات مسیح علیہ السلام قرآن کریم سے ثابت کر دیا ہے اور قادیانی مناظرہ شرط نمبر ۱ و شرط نمبر ۲ کے تحت میں آکر کوئی تردید نہیں کر سکا۔ پس حسب فیصلہ جناب مرزا صاحب کے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل بیچ ہوئے۔ جزاء اللہ خیر الجزاء۔ ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں۔ زلیخانے کیا خود پاک دامن ماہ کھال کا۔ اور مرزا صاحب کا تمام مسائل مختلف فیہا میں سے فقط مسئلہ حیات و وفات مسیح کو ہی اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دینا اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو یہ پورا اطمینان تھا کہ میرا فریق مخالف اس مسئلہ میں کبھی کامیاب نہ ہوگا لیکن الاسلام بطلو ولا یعلیٰ۔ حق کے انوار نے ایسی روشنی کی کہ شمس کو مکسوف کر کے حیات مسیح ثابت کر دکھایا۔ ۱۲ مرتب

بھی ضرورت نہیں ہمارا صرف یہ کہہ دینا کہ وہ ایک انسان بنی تھے اس لیے بشرط زندگی ان کا ارذل عمر تک پہنچنا اور عمر طبعی کے دائرہ کے اندر فوت ہو جانا ضروری تھا۔ لہذا وہ بھی باقی انسانوں اور دوسرے انبیاء کی طرح وفات پا گئے ہیں۔ کافی ہے کسی اور دلیل دینے کی ضرورت نہیں۔ البتہ وہ شخص جو اس بات کا مدعی ہے کہ مسیح ابن مریم انہماں ہو کر اور تمام انسانوں کے خواص اپنے اندر رکھ کر ایک خلاف نصوص قرآنیہ و حدیثیہ و برخلاف قانون فطرت کے مرنے سے بچا ہوا ہے اس کے ذمہ ہے کہ وہ اس کی حیات کا ثبوت دے۔ مثلاً ایک شخص جو تین چار سو سال سے مفقود العین ہے اس کی نسبت جب دو شخص کسی قاضی کی عدالت میں اس طور پر بحث کریں کہ ایک اس کی نسبت یہ بیان کرتا ہے کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ اور دوسرا یہ بیان کرتا ہے کہ وہ اب تک زندہ ہے تو ظاہر ہے کہ قاضی ثبوت اس سے طلب کرے گا جو خارق عادت زندگی کا قائل ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو شرعی عدالتوں کا سلسلہ درہم برہم ہو جائے پس مذکورہ بالا بیان سے واضح ہے کہ اگر قرآن مجید میں وفات مسیح کی ایک دلیل بھی نہ پائی جاتی تو پھر بھی وفات مسیح ثابت تھی جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل قرآن مجید سے نہ پیش کی جاتی۔ اور آپ کی وفات دیگر سوائے انبیاء کی وفات کی طرح تسلیم کرنی پڑتی۔ مگر ہمارا قاور عالم الغیب خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ جب مسیح موعود آئے گا تو اس کے مخالفین اس بات پر زور دیں گے اور عیسائیوں کے معبود کی زندگی کو ثابت کرنے کی کوشش کریں گے اور اپنے اس قول سے عیسائیوں کی حمایت کریں گے اور فتنہ برپا کریں گے۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس کو لوگوں کی ہدایت کے لیے اس نے اتارا مسیح ناصری کی وفات پر ایک دلیل نہیں بلکہ کئی دلائل بیان فرمائے چنانچہ ان دلائل میں سے چند دلائل میں صاحبان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

پہلی دلیل: خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسٰى ابْنَ مَرْيَمَ اَلْسِی وَاُكْنِتْ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتِیْ كُنْتُ اِلَیْكَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ۔ (مائدہ رکوع آخری) ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مسج سے سوال کرے گا کہ یہ جو لاکھوں کروڑوں انسان تجھے اور تیری والدہ کو پوجتے رہے اور معبود سمجھتے رہے۔

یہ چدرہ بالفاظ صورت دلائل ہیں اور درحقیقت مغالطات ہیں جیسا کہ بروکدا منظر سے واضح ہے۔ اور یہ آیت تمام اس طرح ہے واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم انت قلت للناس اتخذونی و امی الہین من دون اللہ قال سبحانک ما یشء لی ان اقول مالیس لی بحق ان کنت قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انتک انت علام الغیوب ما قلت لهم الا ما امرتني به ان اعبدوا اللہ ربی و ربکم و اکت علیہم شہیدا ما دنت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم و انت علی کلئ شئی شہید ان تعد بہم فانہم عبادک و ان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم۔ (مائدہ) یعنی اور جب اللہ نے کہا یا عیسیٰ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا دوسرے معبود بنا لو۔ کہا تو پاک ہے مجھے کہاں شایاں تھا کہ میں وہ کہوں جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو تجھے ضرور اس کا علم ہوتا۔ تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تو مخفی رکھتا ہے کیونکہ تو غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے میں نے ان سے کچھ نہیں کہا مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں تھا پھر جب تو نے مجھے توفیٰ دی تو توفیٰ ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔ اس دلیل کی اسلامی مناظر نے اپنے پرنسپل نمبر ۲ میں اس آیت کے الفاظ کے مفہوم کے لحاظ سے تردید کی ہے۔ جس کی تشریح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

کیا تو نے ان کو یہ تعلیم دی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا مدلل جواب دیتے ہوئے فرمائیں گے کہ اس شرک کا الزام تین ذاتوں پر لگ سکتا ہے۔ خدا پر کہ شاید اس نے یہ تعلیم دی ہو تو اس کی تردید تو لفظ ”سجائک“ میں کر دی کہ شرک کرنا تو ایک گناہ اور بدی ہے اور جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ مسیح کو جو خدا

(بقیہ) نے فرمایا ہے اللہ یعوفی الانفس حین موتہا والی لم تمت فی منامہا فیصک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی (المر پ ۲۲) یعنی لفظ تعالیٰ جانوں کو قبض کرتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو مرے نہیں ان کی نیند میں پھر روک رکھتا ہے جن پر موت کا حکم کیا ہوتا ہے اور دوسری جانوں کو ایک مقرر وقت تک بھیج دیتا ہے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ توفی کے معنی اور موضوع مطلق قبض ہے نہ موت۔ ”الانفس“ کے ذکر کی کیا ضرورت تھی اور نیز لفظ والی عیسیٰ لیسلم تمت فی منامہا اجتماع ضلین لازم آئے گا جو باطل ہے اور جو مستلزم باطل ہو وہ خود باطل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ لفظ توفی کے معنی اور موضوع مطلق قبض ہے نہ موت۔ ہاں موت اور نیند توفی کے دونوع ہیں۔ اور آیت فلما تو فیتنی پیشگوئی یا عیسیٰ انی متوفیک ورافک الی ارج کے وقوع کا بیان ہے اس لیے ہم پہلے آیت یا عیسیٰ انی متوفیک ورافک الی ارج کی تفسیر کرتے ہیں اور پھر آیت فلما تو فیتنی کی تشریح کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافک الی و مطہرک من الدین کفر و اجعل اللین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ۔ (آل عمران پ ۳) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ میں تجھے توفی دینے والا اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا اور تجھے ان سے پاک کرنے والا جو کافر ہیں اور جنہوں نے تیری پیروی کی انہیں ان پر جنہوں نے انکار کیا نو قیامت دینے والا ہوں قیامت کے دن تک۔ یہ آیت مانتا آیت و ماقلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ اس بات پر زبردست اور محکم دلیل ہے کہ



تسلیم کرتے ہیں تو غشاء الہی کے ماتحت یہ غلط ہے کیونکہ اسے خدا تو ہر ایک بدی سے پاک ہے۔ پس تیرا تمام نقص اور بدیوں سے پاک ہونا اس خیال کی تردید کے لیے کافی دلیل ہے۔ اس کے بعد دوسرے درجہ پر حضرت مسیح تھے کہ شاید انھوں

(بقیہ) حضرت عیسیٰ بن مریم زندہ مجدد العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں لفظ عیسیٰ سے مراد نہ فقط جسم ہے اور نہ ہی فقط روح بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ عیسیٰ۔ اس وجہ سے کہ متوفیک سے مراد مینیک ہوگی یعنی میں تجھے سولانے والا ہوں۔ یا مینیک ہوگی یعنی میں تجھے موت دینے والا ہوں۔ اور یہ امر صاف ظاہر ہے کہ نیند اور موت زندہ انسان کو لاحق ہوتے ہیں۔ نہ مردہ کو۔ اور یہ امر بالکل روشن ہے کہ ہر چار ضمیروں خطاب کا مخاطب وہی ایک عیسیٰ زندہ یعنی ہے۔ کیونکہ ضمیر خطاب معروضہ ہے۔ بلکہ بعد ضمیر تکلم اعرف المعارف ہے۔ اور چونکہ تقدیم عطف و تاخیر رابطہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ چاروں واقعات قیامت کے پہلے پہلے یعنی حضرت عیسیٰ زندہ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اور صیغہ اسم فاعل آئندہ زمانہ کے لیے بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ دیکھو و اتنا لجا علون ما علیہا صعبداً جوراً (کہف) یعنی اور ہم یقیناً اسے جو اس (زمین) پر ہے ہموار میدان سبز سے خالی بنانے والے ہیں۔ اور مرزا صاحب کو بھی اس آیت بنا عیسیٰ اتسی متوفیک کا الہام ہوا تھا حالانکہ مرزا صاحب اس الہام کے بعد بھی زندہ رہے (براہین احمدیہ ص ۵۱۹) اب اگر ہم متوفیک سے مراد مینیک لیں تو مطلب صاف ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو سوتے ہوئے اٹھالیا تاکہ آپ کو خوف لاحق نہ ہو۔ اور اگر متوفیک کے معنی مینیک کہے جائیں تو ہر چار ضمیروں خطاب کا مخاطب ایک عیسیٰ زندہ معینہ ہونے کے لحاظ سے تقدیم تاخیر کا قول کہا جائے گا جو قواعد عربیت کے خلاف نہیں کیونکہ تمام نحوویں کا اس پر اتفاق ہے کہ واو عاطفہ میں ترتیب حکایت اور ترتیب محکی عنہ کا تطابق ضروری نہیں۔ اور محاورات

نے خود ہی شرک کی تعلیم دی ہو تو اس کے لیے فرماتے ہیں مابکون لی ان اقول  
مالیس لی بحق کہ میں یہ تعلیم دے ہی کیسے سکتا تھا جبکہ میں نبی ہوں اور نبی تو  
وہی بات کہا کرتا ہے جس کا اسے حق ہوتا ہے اور یہ کلمہ کہنا کہ مجھے معبود مانو کسی نبی

(یقینہ) قرآنی بھی اس عدم وجوب ترتیب کی شہادت دیتے ہیں۔ دیکھو اللہ آخر حکم  
من بطون امہاتکم لاتعلمون شینا وجعل لکم السمع والابصار والافندۃ  
(محل) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیڑوں سے نکالا۔ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے  
اور تمہیں کان اور آنکھوں اور دل دیئے۔ اس آیت میں واو عاطفہ ہے اور مضمون اعراج من  
بطون الامہات ذکر میں مقدم ہے لیکن اس کا وقوع پیچھے ہوا کرتا ہے۔ اور مضمون جعل  
لکم السمع والابصار والافندۃ ذکر میں سوخر ہے لیکن اس کا تحقق پہلے ہوا کرتا ہے۔  
اور دیکھو اذ خلوا الباب سجدا وقلوا حطۃ (بقرہ) وقلوا حطۃ واذ خلوا  
الباب سجدا (اعراف) سورہ بقرہ کی آیت میں مضمون امر بیدخل الباب ذکر میں مقدم  
ہے اور مضمون امر بقول حطۃ ذکر میں سوخر ہے۔ اور سورہ اعراف میں ان ہر دو مضمونوں کا ذکر  
برعکس ہے اور ہر دو آیتوں میں واو عاطفہ ہے۔ اگر واو عاطفہ میں ترتیب حکایت اور ترتیب محکم  
عن کا تطابق ضروری تسلیم کیا جائے تو ان ہر دو آیتوں کے درمیان تعارض لازم آئے گا وہی  
کما تری۔ اگر کہا جائے کہ پھر متوفیک ذکر میں کیوں مقدم ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ حضرت  
عسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دو فرقوں کو افراط و تفریط تھا۔ ایک نصاریٰ کہ ان کو الہ مانتے  
تھے۔ دوسرے یہود کہ ان کو غیر ظاہر جانتے تھے۔ اور نصاریٰ کی غلطی یہود کی غلطی سے بڑی  
ہوئی تھی۔ کیونکہ غیر الہ کو الہ ماننا زیادہ بعید ہے نبی کو غیر نبی جاننے سے اگرچہ کفر دونوں میں  
ہے۔ اس لیے متوفیک کو جبکہ بمعنی میبک ہو مقدم کیا کہ اس میں ابطال ہے عقیدہ نصاریٰ کا کیونکہ  
موت مٹانی ہے الوہیت کے پھر رد فرمایا عقیدہ یہود کو اس طرح سے کہ ان کے لیے رفع الی

کاتق نہیں چنانچہ فرمایا ما کان لبشر ان یوتبه الله الكتاب والحکم والنبوۃ  
ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون الله ولكن کونوا ربانین بما  
کنتم تعلمون الكتاب و بما کنتم تدرسون۔ ولا یامرکم ان تتخذوا  
الملئکة والنبيين ارباباً ایا امرکم بالكفر بعد اذ انتم مسلمون۔ (آل

(بقیہ) السماء ثابت کیا جو سترزم ہے طہارت جسمانی کو اور تطہیر مطلق ثابت کی جو سترزم ہے  
طہارت روحانی کو۔ اس طرح دونوں فرقوں پر رد ہو گیا اور متوفیک کی تقدیم مناسب ہوئی۔  
چونکہ آیت فلما توفیتی یا بمعنی اتھی متوفیک و رافعک الی الخ کے وقوع کا بیان  
ہے اس لیے توفیتی یا بمعنی اتھی ہو گا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ اس سوال و جواب میں زمانہ رقابت  
زیر بحث ہے۔ علم حلیت زیر بحث نہیں۔ اس لیے علم ہونا یا نہ ہونا دونوں برابر ہیں۔ سوال یوں  
ہو گا کہ کیا آپ نے اے حضرت عیسیٰ دنیا میں اپنی زیر عمرانی کہہ کر حلیت جیسا الی تمی تو آپ  
جواب دیں گی۔ کہ جب سوتے ہوئے تو نے میرا رخ جسمانی کیا تو میری رقابت اور ذمہ  
داری ختم ہو چکی اور اپنی ذیوی پوری کر چکا۔ بعد کی حالت کا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ زمانہ تجدید  
اسلام میں بنی اسرائیل بلکہ کسی کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ صرف تجدید وترقی اسلام آپ کا فرض  
ہو گا اس لیے یہ زمانہ زیر بحث نہ ہو گا۔ اور اگر توفیتی بمعنی اتھی ہو تو یہ واقعہ قیامت کو ہو گا جیسا کہ  
قادیانی مناظر نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے پس اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ  
قیامت سے پہلے وفات پا چکے ہوں گے۔ آج وفات کا ثبوت نہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
کی غلط گوئی کا اثر اہم قرآن کریم کے الفاظ پر غور نہ کرنے سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ سوال علم سے نہ  
ہو گا۔ بلکہ صرف یہ سوال ہو گا کہ اے عیسیٰ تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو  
جیسا کہ انت قلت للناس اتخذونی و امی المہین من دون الله سے ظاہر ہے۔ پس  
در اصل اسی سوال کا جواب دینا حضرت عیسیٰ کے ذمہ ہو گا اس سے زائد نہیں چنانچہ وہ بھی صرف  
اسی سوال کا جواب دیں گے کہ میں نے نہیں کہا تھا جیسا کہ قال سبحانه تک ما یكون

عمران) کسی انسان کے لیے یہ بات شایاں نہیں کہ خدا اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ تم میرے بندے بنو۔ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ خدا پرست ہو کر رہو اس لیے کہ تم لوگ دوسروں کو کتاب الہی پڑھاتے رہتے ہو اور خود بھی پڑھتے رہے ہو اور وہ تم سے کبھی بھی نہیں کہے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو خدا مانو بھلا ایسا ہو سکتا ہے جب تم اسلام لا چکے ہو۔ پھر وہ تمہیں کفر کرنے کو کہے۔ اور اگر میں نے یہ بات کہی ہے تو تو اس کو جانتا ہے۔ تو میرے دل کی بات بھی جانتا ہے مگر میں نہیں جانتا بے شک تو علام الغیوب ہے۔“

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اچھا اگر صراحتاً آپ نے یہ تعلیم نہیں دی۔ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی تعلیم دی ہو جس سے وہ سمجھتے ہوں کہ تو الوہیت کا مدعی ہے اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ما قلت لہم الا ما امرتہی بہ کہ میں نے تو ان کو وہی بات کہی جس کا تو نے حکم دیا یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اس پر یہ سوال ہو سکتا تھا کہ تم نے اگر ایسی بات بھی نہیں کہی جس سے غلط فہمی

(تقریباً) ان اقول مالیس لی بحقی ان کنت قلنتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لہم الا ما امرتہی انک سے ظاہر ہے۔ اور فقرات ان اقول اور ان کنت قلنتہ اور ما قلت قائل توجہ ہیں۔

اسی زائد بات۔ اس کا بظاہر ان پر واجب نہ مفید اس لیے خاموشی اختیار کر کے استظہار بالرحمۃ کی طرف توجہ فرمائیں گے جس کی بنا پر وحمتی وسعت کل شئی اور ان رحمتمی سبقت غضبی پر ہے اور کہیں گے ان تعذبہم فاتہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم۔ یعنی ان نالائقوں کو اگر تو بخش دے تو کون تجھ کو روک سکتا ہے۔ سبحان اللہ اسلامی مناظر نے تو اس آیت کے مرکز سے جواب نکالا ہے لیکن قادیانی مناظر نے اس دلیل کی طرز استدلال میں صرف اپنے خیالات سے کام لیا ہے۔ ۱۲ مرتب

لگ سکے تو ہو سکتا ہے کہ وہ خود بخود اپنی مرضی سے تجھے پوجے لگے ہوں اور تو نے انہیں روکا نہ ہو۔ تو اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں و کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتی کنت انت الرقیب علیہم کہ ایسا بھی نہیں ہوا کیونکہ میں جب تک ان میں رہا تو میں ان کے عقائد اور اعمال سے غافل نہیں رہا بلکہ ہر وقت ان کی نگرانی اور محافظت کرتا رہا۔

میری موجودگی میں یہ عقیدہ ان میں نہیں آیا۔ اب سوال پیدا ہوتا تھا کہ پھر یہ عقیدہ ان میں کب آیا تو فرمایا فلما توفیتی کنت انت الرقیب علیہم یعنی مجھے کچھ علم نہیں اگر بگڑے ہوں گے تو میری وفات کے بعد بگڑے ہوں گے کیونکہ میری وفات کے بعد تو ہی ان پر نگران تھا وفات کے بعد کا حال مجھے معلوم نہیں۔

پس فقرہ و کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتی نے ہم دو طریق پر وفات مسیح پر استدلال کرتے ہیں۔ ایک تو اس طرح کہ مسیح علیہ السلام اقرار کرتے ہیں کہ نصاریٰ کا بگڑنا اور مجھے معبود لگانا اگر ہوا تو میری وفات کے بعد ہوا۔

نہ کہ میری موجودگی میں اور آیت لفسد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح ابن مریم سے ثابت ہوتا ہے کہ نزول قرآن کے وقت نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو خدا بنا چکے تھے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ دوسرا

طریق یہ ہے کہ مسیح نے اس آیت میں اپنی دو حالتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک نصاریٰ میں موجودگی اور ان پر نگران اور محافظ ہونے کی۔ اور دوسری ان کے اندر عدم موجودگی اور ان پر نگران نہ ہونے کی حالت اور ان دونوں کے درمیان حد

فاصل تو فی ہے۔ اور تیسری کوئی حالت آپ پر نہیں گزری۔ پس یا تو مانو کہ حضرت عیسیٰ نصاریٰ میں موجود ہیں یا وفات پا گئے ہیں۔ پہلی شق تو باطل ہے کیونکہ آپ خود بھی مانتے ہیں کہ وہ اس وقت ان میں موجود نہیں ہیں پس دوسری شق ثابت

ہوئی اور وہ وفات کی حالت ہے۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ مسیح نے اپنی تیسری حالت کوئی بیان نہیں کی۔ صرف دو ہی حالتیں بیان کی ہیں۔ ایک مادمیت فہیم کی اور دوسری کنت انت الرقیب علیہم کی اور یہ دوسری حالت توفی کے بعد کی ہے۔ پس اگر وہ زندہ ہیں تو ان کی نصاریٰ میں موجودگی اور ان پر نگران و محافظ ہونا ضروری ہے۔

مگر ان کی نصاریٰ میں موجودگی اور ان پر نگرانی آپ کے نزدیک بھی باطل۔ پس جو مستلزم باطل ہو وہ بھی باطل۔ اور دوسری حالت جو عدم موجودگی کی ہے وہ وفات کے بعد کی حالت ہے۔ پس مسیح کی وفات ظاہر ہے۔ چنانچہ یہی آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمائی ہے جیسا کہ بخاری میں آیا ہے کہ حضر کے دن چند صحابہ بچھڑ کر گئے بجائے جائیں گے تو آپ فرمائیں گے کہ یہ تو میرے صحابہ ہیں تو جواب دیا جائے گا لاندہری ما احد تو ابعداک تجھے نہیں معلوم کہ انھوں نے تیرے بعد کیا کیا باتیں کیں۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ افاقول کما قال العبد الصالح و کنت علیہم شہیداً ما دمت فہیم فلما توفیتی کنت انت الرقیب علیہم یعنی میں بھی کہوں گا جس طرح مسیح نے کہا

اس کا جواب اسلامی مناظر نے اس طرح دیا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں ہر حیثیت میں اشتراک ہو جس کی توضیح یہ ہے کہ التشبیہ ان یدل علی مشارکۃ امور الآخر فی معنی (مطلوب ص ۲۸۶) یعنی تشبیہ سے مراد بیان کرنا مشارکت ایک چیز کی ساتھ دوسری چیز کے کسی وصف میں۔ مثلاً زید کا لاسد میں اتنا ضروری ہے کہ زید اور اسد کی وصف میں مشارک ہوں جیسی شجاعت۔ اور یہ ضروری نہیں کہ زید شیر کی ہر ایک وصف میں مشارک ہو ورنہ لازم آئے گا کہ تشبیہ زید کا لاسد اس صورت میں صحیح ہو کہ زید سوائے ماہیت کے تمام عوارض شیر میں اس کا مشارک ہو۔ وہو کما تری۔ پس افاقول کما قال العبد الصالح۔ الخ

ہے کہ میں بھی ان پر نگران تھا جب تک کہ میں ان میں تھا مگر جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی ان کا نگران تھا فیصلہ ان ہولاء لم یزالوا مرندین علی اعقابہم منذ فارقتہم (بخاری۔ کتاب التفسیر) کہ تیری وفات کے بعد جبکہ تو ان سے جدا ہوا ان کی یہ حالت رہی کہ وہ مرتد بنے رہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی دو ہی حالتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک اپنی قوم میں موجودگی۔ اور دوسری قوم سے عدم موجودگی۔ تیسری حالت آپ پر بھی کوئی نہیں۔ پہلی حالت میں تو صحابہ نہیں بگڑے جن کو کہ حشر کے دن پکڑا گیا ہے اسی لیے آپ نے ان کے متعلق فرمایا کہ یہ تو میرے پیارے صحابہ ہیں۔ ان کا بگڑنا چونکہ آپ کی عدم موجودگی میں وفات کے بعد ہوا تھا اس لیے آپ فرماتے ہیں کہ فلما توفیتنی حکمت انت الوقیب علیہم کہ اے خدا جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی ان کا نگران تھا مجھے اس وقت کا علم نہیں۔ اس آیت کے پڑھنے کے بعد جواب دیا گیا کہ وہ مرتد ہو گئے تھے لہذا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اپنی دونوں حالتوں اور اپنی امت کے چند لوگوں کے مرتد ہوتے کو مسیح کی دونوں حالتوں اور ان کی قوم

بقیہ۔ میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشہد ہے اور قول عیسیٰ علیہ السلام مشہد یہ ہے اور وجہ تشبیہ کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ مقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مقول عیسیٰ علیہ السلام ایک الفاظ بعینہا ہوں۔ اور یہاں تو ضرورت سے زیادہ اہن الفاظ کے معنی میں بھی ایک نوع کی مشارکت ہے کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول تو فیعتنی سے مراد ان متنی لی جائے تو قبض روح کے معنی میں مشارکت ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبارت میں قبض روح مع الامساک مراد ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبارت میں قبض روح مع الارسال مراد لے جائے گی۔ اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول تو فیعتنی سے اتنی مراد ہو تو پھر ایک زیادہ نوعی مشارکت ہو جائے گی۔ ۱۲ مرتب

کے مرتد ہونے کے مطابق بیان فرمایا ہے اور اپنے متعلق وہی الفاظ استعمال فرمائے ہیں جو مسیح نے اپنے متعلق کہے۔ پس جس طرح کہ چند اصحاب کے بگڑنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے اسی طرح عیسائی قوم کے بگڑنے سے پہلے مسیح کی وفات ہو چکی ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم میں عدم موجودگی آپ کے وفات پا جانے کی وجہ سے ہے اسی طرح مسیح کی عدم موجودگی اپنی قوم میں ان کے وفات پا جانے کی وجہ سے ہے۔ فافہم۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ قلعہ توفیتی سے مراد یہ نہیں کہ جب تو نے مجھے وفات دی بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تو نے مجھے آسمانوں پر اٹھالیا تو یہ مندرجہ بالا وجہ سے باطل ہے۔ (۱) مندرجہ بالا حدیث اس کی تردید کرتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے حق میں استعمال فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ جس طرح مسیح اپنی قوم سے وفات پا کر جدا ہوئے ویسے ہی میں بھی وفات پا کر اپنی قوم سے جدا ہوا۔ (۲) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام علماء و فضلاء کو بدیں الفاظ چیلنج دیا تھا کہ اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا اشعار و قصائد نظم نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ باب تفضل سے خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی مثلاً قبض جسم کر کے آسمان پر اٹھانے کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حص ملکیت کا فردخت کرا کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا اور آئندہ اس کے کمالات حدیث دانی و قرآن دانی کا اقرار کر لوں گا۔ اس چیلنج پر تیس سال کا عرصہ گزر جانا اور اس لمبے عرصہ میں اس کا



جواب کسی سے نہ ہو سکتا اور تمام علماؤں کا عاجز آ جانا اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ اس چیلنج کے مطالبہ کو کوئی شخص پورا کر سکتا۔ اگر مفتی صاحب کو اپنی قابلیت اور علمیت جتلانا مقصود ہے تو وہ لغت عرب لقم و نثر قصائد عرب و دیگر کتب عربی و قرآن مجید و احادیث سے ایک ایسی مثال پیش کریں کہ جس میں اتونی باب تفعل کا کوئی مشتق استعمال ہوا ہو اور اس کا فاعل خدا تعالیٰ اور مفعول کوئی ذی روح چیز ہو اور پھر وہ قبض روح کے علاوہ آسمان پر اٹھانے کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہو۔ مگر کیا مفتی صاحب ایسی مثال پیش کریں گے۔ نہیں ہرگز نہیں (۳) لغت عرب میں کوئی ایک بھی ایسی مثال موجود نہیں ہے کہ جس میں تونی کا لفظ باب تفعل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل اور مفعول کوئی ذی روح چیز ہو اور پھر اس

WWW.NAFSEELSLAM.COM

اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ لفظ تونی کا معنی موضوع لہ مطلق قبض ہے نہ موت۔ ورنہ ان تینوں کی ضرورت تھی کہ فاعل خدا ہو اور مفعول ذی روح ہو۔ بے شک موت اور نیند وغیرہ تونی کے انواع ہیں جیسا کہ آیت اللہ یعقوبی الانفس حین موتہا والی لم تمت فی منامہا الخ سے ظاہر ہے۔ اور یہ زور دینا کہ تونی باب تفعل کا کوئی صیغہ ہو اور فاعل خدا ہو اور مفعول ذی روح ہو تو وہاں ضرور مراد معنی قبض روح ہوں گے۔ ایسا ہے جیسا کہا جائے کہ مصدر خلق کا کوئی صیغہ ہو اور فاعل خدا ہو اور مفعول آدم اور حوا نہ ہوں تو اس جگہ خلق سے ضرور مراد نطفہ سے پیدا کرنا ہوگی تو اس بنا پر یہ کہنا کب صحیح ہو سکتا ہے کہ خلق کے معنی نطفہ سے پیدا کرنا ہے بلکہ خلق کا موضوع لہ مطلق پیدا کرنا ہے۔ اور نیز جب تونی بمعنی موت تسلیم کرنے سے حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ مفصل گزر چکا ہے۔ تو پھر اس بات پر کیوں زور دیا جاتا ہے کہ تونی بمعنی موت ہے۔ اور اس زور دکھلانے میں قادیانی مناظر کو کیا فائدہ ہے۔ بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت مسلمانوں کو مخالفہ میں ڈالنا چاہتی ہے ۱۲ مرتب

کے معنی قبض روح کے نہ ہوں۔ توفی اللہ زیداً جب بھی بولا جائے گا تو اس کے معنی یہی ہوں گے کہ خدا تعالیٰ نے زید کی روح قبض کر لی اور وہ مر گیا۔ ملاحظہ ہو (۱) توفی اللہ فلانا قبض روحہ (اقرّب الموارث) (۲) توفاه اللہ امانہ الوفات الموت (المصباح) (۳) توفاه اللہ اے قبض روحہ (صحاح۔ قاموس) (۴) توفاه اللہ اذا قبض نفسه (لسان العرب) (۵) توفاه اللہ عزوجل اذا قبض نفسه (تاج العروس) (۶) توفاه اللہ تعالیٰ ای قبض روحہ (منتی الارب) (۴) قرآن مجید میں یہ لفظ زیر بحث آیتوں کے علاوہ اسی طریق پر تیس جگہ استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی کسی جگہ بھی قبض جسم مع الروح کے نہیں ہیں بلکہ قبض روح کے ہی ہیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں (۱) توفنا مع الابرار (آل عمران) (۲) توفنا مسلمین (اعراف) (۳) توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین (یوسف) (۴) واما نریک بعض الذی نعدہم اونسوفینک (یونس) (۵) حدیث میں جہاں کہیں مذکورہ بالا تحریر پر توفی کا لفظ وارد ہوا ہے تو وہ بھی آسمان پر لے جانے کے معنوں میں استعمال نہیں ہوا۔ اگر ہوا ہے تو مفتی صاحب کوئی مثال پیش کریں۔ نماز جنازہ میں جو دعا پڑھی جاتی ہے اس سے تو مفتی صاحب ناواقف نہیں ہوں گے کیونکہ اس میں بھی یہ لفظ قبض روح کے معنوں میں ہی استعمال ہوا ہے۔

پس مذکورہ بالا آیت قطعی اور یقینی طور پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔

دوسری دلیل: خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح ابن مریم۔ اور لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ۔ (مائدہ) کہ وہ لوگ جو مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور تثلیث کے

قائل ہیں کافر ہیں۔ ان دونوں آیات سے ظاہر ہے کہ مسیح ناصری کو معبود من دون اللہ مانا جاتا ہے۔ دوسری جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ویوم نحشرهم جمعاً ثم نقول للذین اشرکوا مکانکم انتم وشرکاءکم فزیلنا بینہم وقال شرکائہم ما کنتم ایانا نعبدون فکفی باللہ شہیداً بیننا و بینکم ان اءکنا عن عبادتکم لغافلین (یونس) ”اور جس دن ہم سب کو اکٹھا کریں گے پھر مشرکین کو یہ حکم دیں گے کہ تم اور جن کو تم نے خدا کا شریک بنایا تھا ذرا اپنی جگہ ٹھہرو پھر ہم ان کے درمیان پھوٹ ڈال دیں گے اور ان کے شرکاء کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے پس اب ہمارے اور تمہارے درمیان بس خدا ہی شاہد ہے۔ ہم کو تو تمہاری پرستش کی مطلق خبر نہیں۔“ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں ورنہ اگر انہیں زندہ مانا جائے اور پھر دوبارہ انہی کا مڑول ہوا اور آ کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ انہیں خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک بنایا جاتا ہے اور ان کی عبادت کی جاتی ہے۔ پھر حشر کے دن خدا تعالیٰ کے حضور کہیں کہ مجھے تو ان کی عبادت کرنے کی بالکل خبر نہیں۔ صریح

ایہ عجیب استدلال ہے۔ نہ اس دلیل میں حضرت عیسیٰ کا شخصی طور پر ذکر ہے اور نہ ہی کوئی ایسا لفظ ہے جس کا مفہوم موت ہو۔ اور اس استدلال کی بناء استغراق پر ہے جو بالکل صحیح نہیں ہو سکتا۔ ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس جو تثلیث کا اقوم ثالث ہے وہ ان کے شرک سے بے خبر ہو۔ وہو کماتری۔ اور نیز یہ عام دلیل ہے جو خاص منطوق دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی جیسا کہ انسا حلقنا الانسان من نطفۃ عام دلیل خلقہ من ثواب خاص دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور یہی وجہ ہے کہ مولوی نور الدین صاحب جن کی مرزا صاحب نے توثیق کی ہے لکھتے ہیں۔ لفظ جمع کا ہوتو اس سے مراد کلہم اجمعون نہیں ہوگا جب تک کہ تصریح نہ ہو بلکہ مراد بعض سے ہوتی ہے۔ (اخبار بدر مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۱۳ء ص ۱۴) ۱۲ مرتب

جھوٹ ہے جو کسی نبی کی شان کے شایاں نہیں۔ خدا تعالیٰ تو سچا ہے کہ وہ یہ جواب دیں گے۔ اور مسیح ناصری کا یہ جواب بھی صحیح ہوگا کیونکہ وہ وفات پا چکے ہیں جیسا کہ دلیل اول میں ہم بتا چکے ہیں کہ مسیح ناصری نے ایسی بات سے لاعلمی ظاہر کی ہے کہ انہیں خدا کے سوا معبود بنایا گیا ہے اور بتایا ہے اگر بنایا بھی ہو تو میری وفات کے بعد بنایا ہوگا جس کا مجھے علم نہیں۔ پس مسیح تو اس بات میں سچے ہیں لیکن وہ علام اپنے دعوے میں سچے نہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح زندہ ہیں۔ اور باوجود عیسائی قوم کو دیکھتے ہوئے کہ وہ ان کو خدا بنا رہے ہیں قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سامنے جھوٹ بولیں گے کہ مجھے تو ان کی عبادت کی بالکل خبر نہیں۔

تیسری دلیل :- لا ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم محض رسول ہیں آپ سے پہلے جو بھی رسول تھے وہ گزر چکے اگر آپ بھی گزریں یا قتل کئے جائیں تو تم کو اپنی اڑیوں پر نہیں پھر جانا چاہیے۔ اور اسلام کو نہیں چھوڑ دینا

الاسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس تیسری دلیل کا تفصیلی جواب بھی اس طرح دیا ہے جس کی توضیح یہ ہے کہ خلت بمعنی مات نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ یہ ہر دو فقرے قرآنی یعنی سنۃ اللہ النبی قد خلت ولن نجد لسنة الله تبديلاً متعارض ہوں۔ بلکہ خلت غلو سے ہے جس کے معنی نقل مکانی ہے و اذا خلوا الى شياطينهم یا زمانے کا گزرنا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ اور غلو ذی مکان اور ذی زمان کی صفت بالعرض ہوا کرتی ہے۔ پس بہر تقدیر آیت زیر بحث کے معنی یہ ہوں گے کہ جگہ خالی کر گئے یا گزر چکے ہیں جو شتر اس کے کئی رسول اور یہ معنی زندوں اور مردوں دونوں میں صادق آسکتے ہیں۔ جس طرح ہم کہا کرتے ہیں کہ اس شہر میں سے کئی حاکم ہو گزرے ہیں۔ یہ فقرہ اس حاکم کو جو مر گیا ہو اور اس حاکم کو جو تبدیل ہو گیا ہو اور اس حاکم کو جو بعد اختتام میعاد فری گھر میں چلا گیا ہو شامل ہے۔ ۱۲ مرتب

چاہیے۔ پس اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر رسول تھے فوت ہو گئے ہیں۔ پس اس آیت سے صبح کی وفات بین طور پر ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایک رسول تھے۔ اور لفظ غلت کیا بلحاظ لغت۔ خلا فلان ای مات (لسان العرب تاج العروس) اور کیا بلحاظ قرینہ فقرہ آیت افسان مات او قتل موت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دوسرے رسول فوت ہو گئے اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی فوت ہو گئے ہیں۔ (شان نزول) یہ آیت جنگ احد میں اس وقت نازل ہوئی جبکہ آپ کو قہر ماریٹی

الاسلامی مناظر نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے کہ جنگ احد کے واقعہ میں سائبہ کلید کی تردید ہے جو مہملہ سے ہو سکتی ہے۔ جو قوت موجبہ جزئیہ میں ہے اور اس کی تشریح یہ ہے کہ اگر ہم تسلیم کر لیں کہ غلت بمعنی مات سے تو پھر ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ جنگ احد میں جب یہ لفظ خبر از کسی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اور بعض لوگوں نے نبوت اور موت میں منافات سمجھی جو سائبہ کلید کا مصداق ہے اور ارشد ادکار راستہ اختیار کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے خیال باطل کی تردید کے لیے یہ آیت نازل فرمائی اور ظاہر کر دیا کہ نبوت اور موت میں منافات نہیں۔ پس الف لام الرسل میں استغراقی نہیں بلکہ جنسی اور جنس لا بشرط شے کے مرتبہ میں ہوتی ہے نہ بشرط لا کے مرتبہ میں۔ اور قد غلت من قبلہ الرسل فضیضہ موجبہ مہملہ ہے جو قوت موجبہ جزئیہ میں ہے۔ اور سائبہ کلید کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوتی ہے۔ اور آیت ولقد اتینا موسیٰ الکتاب و قفینا من بعدہ بالرسل کو غور سے پڑھنا چاہیے کہ یہی لفظ الرسل بعینہ جمع بالف و لام موجود ہے اور یہاں استغراقی افراد قطعاً باطل ہے۔ کیونکہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب دی اور اس کے پیچھے اس کے آئین پر کسی رسول بھیجے نہ یہ کہ سب رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھیجے گئے کیونکہ یہ معلوم ہے کہ حضرت موسیٰ سب سے پہلے رسول نہیں ہیں بلکہ کسی رسول آپ کے پہلے ہوئے اور کسی آپ کے بعد ۱۲ مرتب

نئے پتھر مارا جس سے آپ کے دو دانت شہید ہو گئے اور آپ کا خود آپ کے سر میں گھس گیا۔ اور آپ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے تو کفار نے یہ مشہور کر دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں تب مسلمان گھبرائے اور بعض نے میدان جنگ سے بھاگ جانے کا ارادہ کیا تو اس وقت یہ آیت مومنوں کی تسلی کے لیے نازل ہوئی اور اس میں یہ بتایا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تم نے خدا تعالیٰ پر قیاس کیا ہے کہ آپ کو مرنا نہیں چاہیے حالانکہ آپ تو ایک رسول ہی ہیں اس لیے آپ کو رسولوں پر قیاس کرنا چاہیے پس جس طرح کہ پہلے رسولوں کا خلو ہو چکا ہے اسی طرح ان کا بھی ہو جائے تو تمہیں گھبرانا نہیں چاہیے۔ پس آپ کی الوہیت کی تردید اور رسالت کا اثبات لفظ خلو سے کیا ہے اور خلو کی تفسیر موت اور قتل سے کی ہے کیونکہ افان مات او قتل کی جگہ اگر لفظ خلا رکھا جائے تو معنی ایک ہی ہوں گے۔ اور ان کا ایک ہی مفہوم ہو گا۔ لیکن اگر لفظ قد خلعت من قبلہ الوہیل میں خلو کا ایک طریقہ آسمان پر چلے جانا بھی تسلیم کیا جائے تو نہ ہی مات او قتل کہنا درست ہو سکتا ہے اور نہ ہی صحابہ کے خیال کی تردید ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح پر فلاں رسول زندہ ہے ویسے ہی آپ کو بھی زندہ رہنا چاہیے۔ چنانچہ ہمارے اس قول کی تائید و تصدیق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ سے ہوتی ہے جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پڑھا۔ جس میں آپ نے فرمایا

الاسلامی مناظر نے اس کا جواب اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح دیا ہے کہ حضرت ابو بکر کی نظر افان مات اس پر ہے۔ اسی لیے انھوں نے اس موقع پر یہ آیت بھی پڑھی انک مبست و انھم مبتون اور اس کی توضیح یہ ہے کہ قد خلعت من قبلہ الوہیل سالبہ کلیہ کی تردید ہے بلکہ حضرت ابو بکر کی نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے ممکن ہونے کے لیے لغائن مات اس پر ہے اس وجہ کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے جو حضرت ابو بکر نے اس وقت حاضرین کو پڑھ کر سنائی تھی۔ وہ آیت یہ ہے انک مبست و انھم مبتون یعنی اے پیغمبر تو (اپنے وقت مقررہ پر) مرنے والا ہے اور یہ کفار بھی اپنے اپنے اوقات مقررہ پر مرنے والے ہیں۔ ۲۔ مرتب

من كان يعبد محمدا فان محمدا قدماء و من كان يعبد الله فان الله حي لا يموت

کہ جو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا معبود خیال کرتا تھا تو وہ سن لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا گئے ہیں۔ اور جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ پھر آپ نے ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل کی تلاوت فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق جو استعجاب صحابہ کرام کے دلوں میں پیدا ہوا تھا اسے سابقہ رسول کی موت سے دور کر دیا اور بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فوت ہونا کوئی انوکھی بات نہیں بلکہ اس سنت میں وہ سب رسول داخل ہو چکے ہیں جو آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں حضرت ابوبکر کے اس خطبہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کا پہلا اجماع جس بات پر ہوا وہ یہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر بھی رسول تھے خواہ موسیٰ خواہ عیسیٰ علیہ السلام سب فوت ہو گئے ہیں اور

یہ قادیانی صاحبان کا عجیب اجماع ہے۔ یہ اجماع صحابہ نہیں بلکہ صحیح اجماع صحابہ ہے جس کو اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں لکھا ہے کہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت بالترغیح پکار رہی ہے کہ وہ صحابہ کے درمیان آیت وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته میں موتہ کی تفسیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام کو شخصی طور پر قرار دے کر آپ کا نزول ثابت کر رہے ہیں اور اس تصریح نزول کے موقع پر کوئی صحابہ نہ نفس مضمون یعنی نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کرتا ہے اور نہ حضرت ابو ہریرہ کے تفسیر موتہ کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دینے کو غلط کہتا ہے اور نہ آپ کے استدلال کو ضعیف قرار دیتا ہے پس صحابہ کا اجماع حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہوا نہ کہ وفات پر کیونکہ آیت وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام شخصی طور پر مذکور ہیں اور آیت قد خلت من قبلہ

الرسول کا الف لام بقرینہ لفظ قبل استفراق کا ہے جس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت

بات بالکل صاف ہے کہ عام دلیل خاص منطوق شخصی دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲ مرتب

اسحان اللہ کیا کہئے۔ جناب من! آیت قد خلت من قبلہ الرسول میں من قبلہ قرینہ اس بات کا نہیں کہ الرسول میں الف لام استفراقی ہے بلکہ یہ من قبلہ اس امر پر قرینہ قطعہ ہے کہ الرسول میں الف لام استفراقی نہیں ہے جیسا کہ اسی مضمون کی طرف اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اشارہ کیا ہے کہ اگر ہم بخوشنودی مناظر صاحب ان کے معنی لیں تو لازم آئے گا کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول نہیں۔ پس موجب کلیہ نہ ہوا۔ اور اس کی تشریح یہ ہے کہ اگر ہم بالفرض تسلیم کر لیں کہ غلت بمعنی ماتت ہے تو پھر ہم یہ نہیں تسلیم کرتے کہ الرسول میں الف لام استفراقی ہے۔ بلکہ ہم دھڑی سے کہتے ہیں کہ یہ الف لام استفراقی نہیں کیونکہ قد خلت من قبلہ الرسول میں من قبلہ الرسول کی لغت نحوی ہوگی یا الرسول سے حال نحوی ہوگا۔ اور یہ دونوں محققین باطل ہیں۔ شق اول اس وجہ سے باطل ہے کہ تمام نحویوں کا اتفاق ہے کہ لغت نحوی معنوی نحوی پر ذکر میں مقدم نہیں ہوتی اور شق ثانی اس لیے باطل ہے کہ بروئے قواعد نحو حال اپنے ذوالحال پر ذکر میں اس وقت مقدم کیا جانا چاہیے جب ذوالحال نکرہ ہو۔ اور ما نحن فیہ میں الرسول معرقہ ہے پس معلوم ہوا کہ من قبلہ غلت کے متعلق ہے۔ قادیانی مناظر کی رائے کے مطابق آیت قد خلت من قبلہ الرسول کے یہ معنی ہوئے کہ تمام رسول محمد ﷺ سے پہلے فوت ہو چکے ہیں اور یہ معنی بدیہی البطلان ہیں کیونکہ اس آیت کے پہلے فقرے ما محمد الا رسول ثابت ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اور فقرے قد خلت من قبلہ الرسول سے بوقت استفراق مراد لینے کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) رسول نہیں۔ وھل هذا الاحتماض فی القرآن وھو بدیہی البطلان۔

مرتب



صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل کے رسولوں سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں اور اگر الرسل سے مراد بعض رسول ہوتے تو ال کے لانے کی کوئی ضرورت نہ تھی بلکہ اس صورت میں ال کا لا نا مخل مطلب ٹھہرتا ہے اور نہ استدلال صحیح ہو سکتا تھا اور نہ ہی جنگ احد کے دن صحابہ کے دلوں میں پیدا شدہ شبہ کا ازالہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ معترض کہہ سکتا ہے کہ جب تمام کے لیے غلو بالموت یا قتل ضروری نہیں اور بعض اس سے مستثنیٰ ہیں تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان بعض مستثنیٰ میں کیوں داخل نہیں اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اس بات پر کس طرح صبر کرتے تھے۔ کہ صبح تو آسمان پر زندہ موجود ہوا اور رسول کریم فوت ہو جائیں۔ وہ اس گھائے سودے پر کبھی بھی راضی نہیں ہو سکتے تھے۔ ان کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے سوا کسی کی پرواہ نہیں تھی جیسا

کہ آپ کے ہر شیعہ میں حسان بن ثابت لکھتے ہیں۔

لَا أَكْبَهُتُ الْهَوَادِ لِلشَّاطِرِ فِعْمِي عَلَيْكَ الشَّاطِرُ

”میں تو ہتھیار نہ اٹھاؤں تجھے قتل کرنے کے لیے“

اور نیز وہ بات کہ آپ محض ایک رسول ہیں خدا نہیں ثابت نہیں ہو سکتی۔ اگر خلوی ایک صورت آسمان پر زندہ جانا بھی مان لی جائے۔ لیکن اگر الرسل سے مراد تمام رسول ہوں اور غلو بموت اور قتل سے ہی مانا جائے تو اعتراض بھی اٹھ جاتا ہے۔ اور پیدا شدہ شبہ کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور نیز یہی آیت صبح کے لیے بھی استعمال ہوئی ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ فرمایا ہے۔ اِذَا الْمَسْجِحِ ابْنِ مَرْيَمَ الْاَرْسُولِ قَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ يَسْ جَسْ طَرَحْ كَا سْ اَيْتِ مِنْ قَدْ خَلَّتْ مِنْ

اس آیت ما المسبح ابن مريم الارسل قد خلت من قبله الرسل میں بھی الف لام استفراقی نہیں ہو سکا ورنہ بروئے قواعد نحو یہ مذکورہ لازم آئے گا کہ (نحو بانند) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول نہیں۔ وهو کماتوی ۱۲ مرتب

قبلہ الرسل سے مسیح سے پہلے کے تمام رسول مراد ہیں اسی طرح ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے تمام رسول جن میں مسیح بھی شامل ہیں۔ مراد ہے۔ اگر یہ آیت نازل نہ ہوتی اور صرف ما المسیح ابن مریم الارسل کی ہی آیت ہوتی تو کوئی شخص یہ کہہ سکتا تھا کہ مسیح الرسل میں شامل نہیں اس لیے انھوں نے وفات پائی نہیں خدا تعالیٰ نے ما محمد الارسل والی آیت نازل کر کے مسیح کو جو پہلی آیت سے باہر تھا اس کو بھی مردوں میں شامل کر دیا تفکر فیہا حق التفکر۔

چوکی دلیل :- آیت لقد کفر الذین قالوا اللہ هو المسیح ابن مریم اور لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ سے ثابت ہے کہ مسیح کو خدا تعالیٰ کے سوا مجبور مانا جاتا ہے اور اس کی پرستش کی جاتی ہے۔ اس سے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اور سورہ نحل رکوع میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے - الذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وہم یخلقون اموات غیر احیاء و ما یشعرون ایان یموتون کہ وہ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں اور ان کی طرف خلق

السمان اللہ یہ کیا عجیب دلیل ہے نہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے اور نہ ہی کوئی ایسا لفظ ہے جس کے معنی موت کے ہوں۔ مناظر اسلامی نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس دلیل کا تفصیلی جواب دیا ہے کہ دیا ہی آیت والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وہم یخلقون اموات غیر احیاء قضیہ مطلقہ عامہ ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس فوت ہو چکے ہوں اور نیز آیت انکم میت و انھم میتون سے بھی اس کا قضیہ مطلقہ عامہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور توضیح اس کی یہ ہے کہ قضیہ مطلقہ عامہ وہ قضیہ ہے جس میں یہ حکم کیا جائے کہ محمول موضوع کے لیے کسی وقت ثابت ہے یا محمول موضوع سے کسی وقت مسلوب ہے اور اموات غیر احیاء اس آیت میں مطلقہ عامہ کا محمول ہے اور مطلب آیت کا

منسوب کرتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود عالم خلق سے ہیں۔ لیکن ان کو خدا تعالیٰ نے خلق کیا ہے وہ مردے ہیں زندہ نہیں اور ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ موت کے بعد قیامت کے دن کب اٹھائے جائیں گے۔ پس ان دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت مسیح تاصری وفات پا گئے ہیں کیونکہ ان کو خدا تعالیٰ کے سوا معبود مانا جاتا ہے اور آیت اموات غیر احیاء سے ثابت ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ کے سوا معبود مانے جاتے ہیں جن کی طرف خلق منسوب کی جاتی ہے اور ان سے دعائیں کی جاتی ہیں وہ مردہ ہیں زندہ نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مسیح تاصری بھی وفات پا گئے ہیں زندہ نہیں ہیں۔ فافہم۔

پانچویں دلیل :- ایما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقہ کانا یا کلان الطعام انظر بحیف نبین لهم الايات ثم انظر الی یوفکون المسیح ابن مریم تو ایک رسول ہی ہیں آپ سے

(یعنی) یہ ہے کہ جو معبودات باطلہ اللہ کے سوا پرستیں گئے جاتے ہیں وہ کسی وقت میں مرنے والے اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ تمام معبودات باطلہ مر چکے ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس جو تثلیث کا اقوم ثالث ہے فوت ہو چکا ہو تو پھر مرزا صاحب کی نبوت کا سلسلہ کیسا جاری رہا۔ اور نیز آیت انکم میت و انھم میون سے اموات غیر احیاء کے تفسیر مطلقہ عامہ ہونے کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نزول کے وقت زندہ تھے اور بعد میں بھی زندہ رہے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین جن کو میون کہا گیا زندہ تھے اور زندہ رہے۔ ۱۲ مرتب

۱۱۔ قادیانی مناظر نے اپنے دعویٰ وفات مسیح پر بہت دلائل پیش کئے ہیں جن سے ان کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسیحین پر اچھا اثر پڑے کہ انھوں نے بکثرت دلائل پیش کئے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ درحقیقت قادیانی مناظر نے ایک بھی ایسی دلیل نہیں بیان کی کہ جو مردے

پہلے رسول گزر چکے ہیں اور آپ کی والدہ صدیقہ ہیں۔ آپ اور آپ کی والدہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ اس آیت سے پہلے عیسائیوں کا قول پیش کیا ہے کہ عیسائی مسیح کو خدا بناتے ہیں حالانکہ مسیح خدا نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ آپ تو ایک رسول ہی ہیں۔ اس کے تین دلائل بیان فرمائے ہیں۔ (۱) قد خلت من قبلہ الرسل (۲) امہ صدیقہ (۳) کانا یا کلان الطعام۔ اس وقت میں جس سے وفات مسیح

(بقیہ) قواعد و محاورات عربیت دعویٰ وفات مسیح کو ثابت کر سکے۔ بلکہ سب مفاہات ہیں جیسا کہ اس مناظرہ سے اظہر من الشمس ہے اور اس دلیل کا اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح جواب دیا ہے کہ ایسا ہی آیت کانا یا کلان الطعام میں صیغہ ماضی ان کی ماں کی وجہ سے تغلیب ہے جیسے کانت من القاضین میں۔ اگر سوال ہو کہ ابن مریم کیا کھاتے ہیں تو ہم یہ حدیث سنائیں کہ لست کاحد کم اولست کھینکم انی بطعمتی رسی و بسقیتی۔ اور اس کی تشریح یہ ہے کہ کانا صیغہ مذکر کا ہے اور مذکر کو مؤنث پر غلبہ دے کر دونوں سے یعنی عیسیٰ اور مریم سے مذکر کے صیغہ کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے۔ جیسا کانت من القاضین میں۔ اور کانا کی ماضویت حضرت عیسیٰ کی ماں کی وجہ سے ہے یعنی حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں مریم صدیقہ بہ بیت جمہوی زمانہ گذشتہ میں کھانا کھایا کرتے تھے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جیسا کہ مریم صدیقہ فوت ہو چکی ہیں ویسا ہی حضرت عیسیٰ بھی فوت ہو گئے ہوں مثلاً جب یہ کہا جائے کہ مرزا صاحب اور ان کی بیوی صاحبہ دونوں مل کر زمانہ گذشتہ میں باغ کی سیر کیا کرتے تھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر بالفرض ان دونوں میں سے ایک صاحب فوت ہو جائیں تو دوسرے صاحب بھی ضرور فوت ہو جائیں۔ اگر سوال کیا جائے کہ اب حضرت عیسیٰ آسمان پر کیا کھاتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ طعام باطعمہ کا نام ہے یعنی جو طعام اور غذا ہو کر مایہ حیات بنے۔ اور طعام میں یہ ضروری نہیں کہ وہ خوب ارضی وغیرہ ہی ہوں۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو صوم الوصال سے نفی فرماتے ہیں۔

پر استدلال کرنا چاہتا ہوں وہ آخری فقرہ ہے اس میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مسیح اور آپ کی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے اور سب لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ انسان کیوں کھانا کھاتا ہے اور کیوں کھانا کھانے کا محتاج ہے۔ اس میں اصل بھید یہ ہے کہ ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل کا جاری ہے یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ و جدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پا کر معدوم ہو جاتا ہے اور دوسرے بدل مانتھل ہو جاتا ہے اور ہر ایک قسم کی غذا جو کھائی جاتی ہے اس کا بھی روح پر اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ امر بھی ثابت شدہ ہے کہ کبھی روح جسم پر اپنا اثر ڈالتی ہے اور کبھی جسم روح پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ جیسے کہ اگر کوئی روح کو یک دفعہ کوئی خوشی پہنچتی ہے تو اس خوشی کے آثار یعنی بشارت اور چمک چہرہ پر بھی نمودار ہوتی ہے۔ اور کبھی جسم کے ہنسنے رونے کے آثار روح پر بھی پڑتے ہیں اب جبکہ یہ حال ہے تو کس قدر مرتبہ خدائی سے یہ بعید ہوگا کہ اپنے اللہ کا جسم بھی ہمیشہ اثر رہے اور اسات پر اس کے بعد اور جسم آئے اور ماسوا اس کے کھانے کا محتاج ہونا بالکل اس مفہوم کے مخالف ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات میں مسلم ہے اب ظاہر ہے کہ مسیح ان تمام حاجت مند یوں سے بری نہ تھے جو تمام انسانوں کو لگی ہوئی ہیں۔ پس آپ کی حالت کا متغیر ہونا آپ کے حدوث کی دلیل ہے کہ آپ حادث اور کھانے کا محتاج ہونا اور بیرونی و اندرونی عوارضات سے متاثر ہونا اس بات کی دلیل ہے

(یقیناً) اور صحابہ عرض کرتے ہیں کہ ایک تو اصل یا رسول اللہ آپ پھر کیوں صوم الوصال رکھتے ہیں۔ تو اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ لست کما حدکم اولست کہنکم انی بطعمنی ربی و یسقینی (بخاری جلد اول ص ۲۹۳) یعنی میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے اللہ تعالیٰ طعام دیتا ہے اور پلاتا ہے۔ اس حدیث میں جو بارضی وغیرہ کے سوا کسی اور طعام کا بیان ہے۔ ۱۲ مرتب

کہ مسج خدا نہیں۔ پس اس آیت میں مسج کے کھانے اور اس کے حالات کے متغیر ہونے کو اس کی الوہیت کے بطلان کی دلیل بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی بصیغہ باضی بیان کر کے ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ اب نہیں کھاتے۔ پس وہی صورتیں ہیں کہ وہ زندہ ہوں اور کھانا نہ کھاتے ہوں پس اگر پہلی صورت تسلیم کی جائے تو ایک تو اس کی الوہیت ثابت ہوگی اور دوسرے خدا تعالیٰ نے جو دلیل دی ہے وہ صحیح نہیں ہوگی۔ کیونکہ جب وہ کھانے کا محتاج نہیں ہوگا تو غیر متغیر ہوگا اور اس کا کھانا کھانا اور متغیر ہوتا ہی اس کی الوہیت کو باطل کرنے کے لیے خدا تعالیٰ نے پیش کیا تھا۔ لیکن وہ دونوں باتیں اس کی زندگی میں نہیں پائی گئیں۔ اس لیے وہ صرف رسول ہی نہ ہوئے بلکہ خدا بھی ثابت ہوئے۔ اور نیز یہ آیت وما جعلنا ہم جسدًا لا یأکلون الطعام و ما کانوا یخالدون کے بھی خلاف ہوگی۔ چونکہ اس آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جن کی طرف خدا تعالیٰ وحی کرتا ہے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے جو کھانا نہ کھاتے ہوں پس زندگی کی حالت میں اس آیت کے مطابق کھانا ضروری ہوں اور قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت کھانا نہیں کھاتے۔ تیسرے حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ولا مستغنی عنہ ربنا (بخاری) کہ اے ہمارے خدا ہم اس کھانے سے مستغنی نہیں ہیں۔ پس کھانے سے پاک اور مستغنی صرف خدا تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ پس اگر مسج کو زندہ مان کر کہا جائے کہ وہ کھانا کھانے سے مستغنی ہیں اور کھانا نہیں کھاتے تو وہ ان کی الوہیت کی دلیل ہے۔ اب دوسری صورت یہی ہو سکتی ہے کہ وہ وفات پا گئے ہوں اور کھانا نہ کھاتے ہوں۔ اس کے سوائے تیسری صورت کوئی نہیں ہو سکتی۔ پس آیت کانا با کلان الطعام سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہیں۔

چھٹی دلیل: لاواصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا (مریم) صبح  
 علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے تاکید حکم دیا ہے کہ جب تک میں  
 زندہ رہوں نماز پڑھتا رہوں اور زکوٰۃ دیتا رہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ  
 دیتے ہیں تو کس کو؟ آیا فرشتوں کو یا خدا کو؟ اگر کہو کہ ان کے پاس تو بال نہیں وہ  
 زکوٰۃ کیسی دیں۔ تو ہم کہیں گے کہ خدا تعالیٰ کا خاص طور پر انہیں حکم دینا کہ جب  
 تک تم زندہ رہو زکوٰۃ دو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ زکوٰۃ دینے کے قابل تھے  
 ورنہ خاص طور پر ان کو حکم نہ دیا جاتا۔ دوسرے ہم کہتے ہیں کہ آسمان کا عرصہ تو دو  
 ہزار برس کا تو قریباً ہو چکا ہے اور آسمان میں مستحقین کا وجود بھی نہیں پایا جاتا پس  
 اس لیے مادمت حیا کی قید کی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے تو مادمت علی

اس چھٹی دلیل کا جواب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح دیا ہے کہ نماز کے  
 آسمان پر ادا ہونے میں تو کوئی اشکال نہیں۔ کیا آسمان جائے عبادت نہیں اور شب و روز  
 فرشتے تسبیح و ذکر الہی میں مشغول نہیں رہتے۔ اور زکوٰۃ کے متعلق دو جواب ہیں۔ پہلا یہ کہ  
 زکوٰۃ سے مراد پاکیزگی و طہارت ہے جیسا کہ بیشتر اس کے حضرت یحییٰ کے ذکر میں فرمایا  
 حنا من لدنا و زکوٰۃ (مریم) یعنی ہم نے یحییٰ کو اپنے پاس سے نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی  
 ہے اور نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پیشتر بشارت دی گئی ہے۔ لہذا لک غلاماً  
 ذکبنا (مریم) یہاں بھی لڑکا پاکیزہ مراد ہے۔ پس اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے  
 مجھے حکم کیا ہے کہ جب تک زندہ رہوں نماز ادا کرتا رہوں اور پاکیزہ رہوں۔ دوسرا جواب یہ  
 کہ زکوٰۃ سے مراد صدقہ مغرودہ ہے۔ لیکن فرضیت اداء زکوٰۃ اس وقت ہے جب انسان  
 صاحب نصاب ہو۔ میرے قادیانی مناظر صاحب پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرآن کریم  
 یا صحیح حدیث سے صاحب نصاب ہونا ثابت کریں پھر ہم زکوٰۃ کا مصرف بتائیں گے۔ ۱۱  
 مرتب۔ اللهم اغفر الکاتبہ ولو الذیہ وللمؤمنین۔

الارض کہنا ہی صحیح ہو سکتا تھا۔ مامت حیا۔ پھر اس کے علاوہ سوال یہ ہے کہ وہ کونسی نماز پڑھتے ہیں۔ اسرائیلی نماز یا محمدی؟ اگر کہو اسرائیلی تو ماننا پڑے گا کہ ابھی پہلی شرايع منسوخ نہیں۔ حالانکہ جمیع مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ پہلی شرايع منسوخ ہو گئی ہیں۔ اور اگر کہو محمدی نماز تو پھر یہ سوال ہے کہ ان کو کس نے بتائی۔ اگر کہو کہ نبی کریم یا صحابہ نے تو یہ غلط ہے کیونکہ ان میں سے آسمانوں پر کوئی نہیں گیا۔ اور اگر کہو کہ معراج میں بتائی ہوگی تو اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں۔ کیونکہ نمازوں کے فرض ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسج سے ملاقات ثابت نہیں۔ اور اگر کہو کہ وہ ان کو الہاماً بتائی گئی تو اس سے حضرت عیسیٰ کے دوبارہ نزول کو تسلیم کر کے ماننا پڑے گا کہ وہ بقرہ بھی نبی ہیں۔ کیونکہ شریعت کا ایک حصہ دونوں پر نازل ہوا۔ پس حضرت عیسیٰ اس وجہ سے نماز پڑھیں گے کہ وہ حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اور ایسا ہونا آیت خاتم النبیین کے خلاف ہے پھر علاوہ ازیں یہ سوال ہوگا کہ آیا حضرت عیسیٰ دارالعمل میں ہیں یا دارالجزاء میں؟ اگر کہو دارالعمل میں تو ان کو سب اعمال کا بجالانا ضروری ہے اگر کہو کہ وہ ایسی جگہ ہیں کہ جہاں وہ یہ اعمال بجا نہیں لا سکتے تو اس پر یہ سوال ہوگا کہ آیا وہ ایسے مقام پر بخوشی خاطر اپنے ارادہ سے ٹھہرے ہوئے ہیں یا مجبوری؟ اگر کہو کہ اپنے ارادہ سے تو یہ غلط ہے۔ اگر کہو کہ مجبوری تو پھر یہ سوال ہوگا کہ آیا شریعت محمدیہ کے احکام پر عمل کرنے سے تقویٰ اور تقرب الی اللہ میں ترقی ہوتی ہے۔ یا حنزل۔ اگر کہو حنزل تو یہ فریقین کے نزدیک باطل ہے۔ اگر کہو ترقی ہوتی ہے تو مسیح کو اس ترقی سے کیوں محروم کیا گیا ہے۔ اگر کہو کہ دارالجزاء میں ہیں تو دارالجزاء میں جانا وفات کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ اور دارالجزاء کا نام ہی جنت ہے اور جنتیوں کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ و ما ہم منها بمنحرجین کہ وہ جنت سے نکالے



نہیں جائیں گے۔ اس لیے مسیح دینا میں نہیں آسکتے اور اگر کہو کہ وہ اس دارالجزاء سے پھر دوبارہ دارالعمل میں بھیجا جائے گا تو اس سے مسئلہ متنازع کو صحیح ماننا پڑے گا۔ پس سوائے اس کے کہ اعمال نہ کرنے کا باعث وفات کو تسلیم کیا جائے اور مانا جائے کہ وہ زندہ نہیں ہیں اس لیے اب ان سب اعمال کے بجالانے کے مکلف نہیں ہیں اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ فافہم۔

ساتویں دلیل: یہ وسلم علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً مسیح علیہ السلام اپنی سلامتی کے تین دنوں کا ذکر فرماتے ہیں۔ ایک تو پیدائش کے دن دوسرے موت تیسرے بعث بعد الموت کے دن کا۔ حالانکہ اگر بغور دیکھا جائے تو اس وقت جبکہ تمام یہود آپ کے قتل کے درپے تھے اور چاہتے تھے کہ آپ کو جان سے مار دیں تو اس وقت آپ کو آسمان پر اٹھایا گیا ایک بڑا سلامتی کا دن تھا مگر اس کا آپ ذکر تک نہیں کرتے اس کا ذکر نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا اگر ہوا ہوتا تو ضرور اس کا بھی ذکر کرتے کہ اس دن بھی سلامتی ہے جس دن کہ مجھے آسمان پر اٹھایا جائے گا اور اس دن بھی سلامتی ہے

اس ساتویں دلیل کا جواب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح دیا ہے کہ عدم ذکر اس شے کی نفی لازم نہیں آتی۔ جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا (براہین احمدیہ ص ۵۴۵) اور نیز اس آیت سے جو شتر رفع اور نزول کا ایک فقرہ وسیع کے ساتھ ذکر ہے۔ چنانچہ فرمایا وجعلنی مبارکاً ابن ماریکست یعنی حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے برکت والا کیا ہے جہاں کہیں میں ہوں۔ ہم مقابلہ چند برکات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور برکات مرزا صاحب ذکر کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت: دشمنی۔ سد نفیض کا دور ہو جانا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔  
ولتذهب الشیحاء والتباغض والنحاسد (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ ص ۴۷۲)

جس دن کہ میں دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گا اور ان تین مواقع میں توسیع نبی ان کے شریک تھے۔ چنانچہ حضرت یحییٰ کے لیے بھی یہی تینوں باتیں خدا تعالیٰ نے فرمائی ہیں۔ پس جن دو اہم اور عظیم الشان واقعات کی مسیح کے ساتھ خصوصیت ہے یعنی آسمان پر جانا اور آسمان سے واپس آنا۔ یہ سلامتی کے ساتھ ذکر کرنے کے زیادہ قابل تھے۔ خصوصاً جبکہ یہ کلام وحی الہی کے ماتحت تھی۔

(بقیہ) مرزا صاحب کی برکت: بغض کی آگ لگ جاتی اور اپنی عداوت کا پید ہو جانا جس سے ایک دوسرے سے جدائی اور قطع تعلق بلکہ قطع رحم تک نکل رہے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت: مال کا کثرت سے ہو جانا حتیٰ کہ زکوٰۃ کے قبول کرنے والے نہیں ملیں گے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے و یفیض الغنای حتی لا یقبلہ

احد (مسکوٰۃ ص ۱۲۱)

DE AHLE SUNNAT WAL JAMAAT

مرزا صاحب کی برکت: مسلمانوں کا سخت محتاج اور فقر کی حالت میں ہونا۔ اگر ایک شخص خیرات کا دروازہ کھولے تو اس کثرت سے فقرام کا جمع ہو جانا کہ اسے دروازہ بند کرنا پڑے۔ اور بعض کا افلاس کے بارے ارتداد کی طرف مائل ہونا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت: دلوں میں آخرت کی تیاری کی فکر اور دنیا سے بے رغبتی کا پید ہو جانا۔ حتیٰ تکون السجدۃ الواحدۃ خیراً من الدنیا و ما فیہما (متفق علیہ مسکوٰۃ ص ۱۲۱)

مرزا صاحب کی برکت: لالچ اور طمع نفسانی کا بڑھ جانا حتیٰ کہ حلال و حرام کی تمیز نہ ہونا۔ رشوت ستانی اور خیانت اور غبن کا کثرت سے وقوع میں آنا۔ اور بعض کا لالچ کے مارے بے دینی اختیار کر لینا۔ عاقبت کو بھلا دینا۔ اور دنیوی فائدوں کو پیش نظر رکھنا۔

آٹھویں دلیل: خدا تعالیٰ بنی آدم کے لیے ایک قانون بیان فرماتا ہے۔ فیہا نحیون و فیہا تمونون و منها نخرجون کہ اے بنی آدم تم اسی زمین میں ہی زندگی بسر کرو گے اور اسی میں مرد گے اور پھر اسی سے اٹھائے جاؤ گے۔ پس یہ ایک عام قانون ہے جو ہر ایک فرد بشر پر حاوی ہے تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ کتب فیہا نحیون کے صریح خلاف آسمان پر زندگی بسر کریں۔ چنانچہ دوسری آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ مثلاً ولکم فی الارض مستقر و

(بقیہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت: کثرت سے بارش کا ہونا و ردودہ اور

سپلوں کا معمول: زیادہ ہونا اور جو امر عام خلق اللہ کے حق میں مضربوں ان کا رک جانا۔

مرزا صاحب کی برکت: خشک سالی اور ہر جنس کی گرانی خصوصاً آگنی دودھ کا کم ہو جانا اور آئے آرنی پیرایان اور دباؤں اور طاعون اور زلزلے اور بہت سی مصیبتیں دنیا میں عام طور پر برائی اور بے آرا می کا ہونا۔

خلاصہ جواب: یہ کہ القرآن کلمۃ واحدۃ ہے لہذا آیت بیل رفعہ اللہ الیہ اور آیت رافعک الی اور آیت وان من اهل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موته اور آیت وجعلنی مبارکاً ابن ما کنت قاتل غور ہیں۔ ۲۔ مرتب

اس آٹھویں دلیل کا مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ آیت فیہا نحیون و فیہا تمونون و منها نخرجون اور آیت ولکم فی الارض مستقر و متاع السی حین وغیرہ سے وفات عیسیٰ بن مریم ثابت نہیں کیونکہ یہ حصر بلحاظ طبعی و اصلی کے ہے یعنی انسان کے لیے طبعی اور اصلی مقرر زمین ہے لیکن عارضی طور پر آسمان میں رہ سکتا ہے خاص کردہ انسان جس کفرشتوں کے ساتھ کمال مناسبت ہو۔ جیسا کہ فرشتوں کا مقرر طبعی و اصلی آسمان ہے۔



ضروری ہے۔ پہلی شق تو آپ کے نزدیک بھی صحیح نہیں کہ وہ زمین پر زندہ ہوں۔  
پس دوسری شق ہی صحیح ہے کہ وہ وفات پا گئے ہیں اور زمین میں ہی مدفون ہیں۔

نویں دلیل: ابو اذفال عیسیٰ ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول  
اللہ الیکم مصداقاً لما بین یدی من التوراة و مبشراً برسول یاتئ من  
بعدی اسمہ احمد فلما جاءہم بالبینات قالوا هذا سحر مبین۔ بقول  
آپ کے اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح ناصری نے اپنی موت کے بعد آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بشارت دی ہے لیکن اگر ان کی حیات کو تسلیم کیا  
جائے اور مانا جائے کہ وہ پھر دوبارہ نزول ہوں گے تو اس آیت کا صریح خلاف ہو  
گا۔ اور ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پیشینگوئی کے مصداق نہیں  
کیونکہ اس وقت یہ صادق آئے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم مبعوث نہیں ہوئے بلکہ آپ کے قبل مبعوث ہوئے ہیں اور حضرت عیسیٰ  
آپ کے بعد میں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی صداقت مسلمہ  
فریقین ہیں۔ پس مسیح کا زندہ ہونا باطل ہو گیا اور ان کی وفات متعین ہو گئی۔

اس نویں دلیل کا اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ بعدی دونوں  
صورتوں یعنی بعد الموت و بعد القیوت کو شامل ہے۔ دیکھو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ تبوک کے موقع پر اہل دعیال کی خبر گیری کے لیے مدینہ میں  
جھوڑا تو اس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا  
انہ لانبی بعدی۔ ۱۲

دسویں دلیل: لاو من تعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون ہم جس کی عمر زیادہ کرتے ہیں تو اس کی بناوٹ میں اس کو الٹاتے گھٹاتے چلے جاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے ومنکم من یتوفی و منکم من یرد الی ارضہ العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا۔ (رجع) اور تم سے وہ ہے جس کو وفات دی جاتی ہے اور تم میں سے وہ بھی ہیں جن کو ارضل ترین عمر (انہجائی بڑھایا) کی طرف لوٹایا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ جاننے کے بعد نہ جاننے والا بن جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ ان آیات میں فرماتا ہے۔ کہ انسان دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو انہجائی درجہ کا بڑھایا پانے سے پیشتر وفات پا جاتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جن پر انہجائی درجہ کا بڑھایا آتا ہو جس کی وجہ سے ان کے تمام اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں اور ان کی قوتیں تزلزل ہو جاتی ہیں اور علم وغیرہ بھی باقی نہیں رہتا۔ پس مسیح بھی اس قانون طے بابہر میں آ رہے سکتے ہیں یا تو ان کو ان دونوں قسموں میں شامل کر دو رنہ مانو کہ وہ انسان نہیں بلکہ کچھ اور ہیں۔ اور اگر تم ان کو دوسری قسم میں شامل کر دو تو دو ہزار سال کی عمر میں سمجھ لو کہ ان کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔ یا پہلی قسم میں شامل کر دو کہ وہ وفات پا گئے ہیں۔ تیسری کوئی صورت خدا تعالیٰ نے بیان نہیں کی۔ پہلی صورت تو آپ کو بھی منظور نہیں اور نہ آپ تسلیم

اس دسویں دلیل کا اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح جواب دیا ہے کہ ان آیات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمیشہ کے لیے موت سے بچنے والا نہیں اعتقاد کرتے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ فوت ہو کر میرے مقبرے میں میرے پاس مدفون ہوں گے۔ ۱۲ مرتب

کرتے ہیں۔ پس دوسری صورت ہے کہ وفات پا گئے ہیں تسلیم کرنی پڑے گی۔

گیا رہوئیں دلیل: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لو کان

موسىٰ و عيسىٰ حيين لما و سعهما الا اتباعى (ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۳۶)

والیوقت والجواہر وغیرہ) کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری

پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اس حدیث میں تو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی

وفات کا اکتھا ذکر کیا۔ اور دو اور حدیثیں ہیں جن میں سے ایک میں تو صرف موسیٰ

کا نام آیا ہے اور ایک میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چنانچہ حضرت موسیٰ کے

متعلق فرمایا ہے لو کان موسیٰ حیا ما وسعه الا اتباعى اور تیسری حدیث جس میں صرف

حضرت عیسیٰ کا ذکر ہے جو فقہ اکبر مطبوعہ مصر ایڈیشن اول کے ص ۱۰۰ پر ہے۔

و یقتدی بہ لیظهر متابعتہ لنا <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کما اشار الیہ هذا المعنى صلعم

المفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرنسپل میں یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث صحاح ستہ

میں نہیں بلکہ مشکوٰۃ میں بردایت جاہل اس طرح ہے ولو کان موسیٰ حیا ما وسعه الا

اتباعى (رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں۔

اور نیز مشکوٰۃ میں ایک اور جگہ یہ حدیث یوں مذکور ہے ولو کان حیا دارک نبوتی لا یجتنبی رواہ

الدارمی۔ اور اس میں نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں۔ خلاصہ یہ کہ غیر مستند حدیث

کیوں پیش کی جاتی ہے۔ اس کا راوی کون ہے۔ احادیث مستندہ صحیحہ کے خلاف ایک منکر

حدیث کو پیش کرنا کونسا اسلام ہے۔ اور البیہاقیت والجواہر نے فتوحات مکیہ کا حوالہ دیا ہے۔

اور فتوحات مکیہ میں صرف لو کان موسیٰ حیا مذکور ہے۔ اور نیز وہ حدیث جس میں عیسیٰ کا ذکر ہے

بجاء شرط نمبر ۲ بوجہ اس کے کہ نص قرآنی اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے صحیح نہیں اور اگر اس

حدیث کے ان الفاظ کو بالفرض صحیح تسلیم کیا جائے تو تعارض بین الاحادیث کو دور کرنے کے

لیے اس کا یہ معنی ہوگا۔ لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین علی الارض الخ ۱۲ مرتب

لو کان عیسیٰ حیا ما وسعه الاتباعی یعنی مسیح موعود مہدی کی اقتدا کریں گے  
 تاکہ ظاہر کریں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہیں جیسا کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں اس دعا کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اگر  
 عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا چارہ نہ تھا۔ پس ان کا پیروی نہ کرنا  
 اس بات کی دلیل ہے کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔ اس دلیل کو میں ایک مثال سے واضح  
 کرتا ہوں جو یہ ہے مثلاً ایک ساکل ہم سے ایک روپیہ مانگے اور ہم جواب میں  
 اسے یہ فقرہ کہیں کہ اگر ہمارے پاس روپیہ ہوتا تو ہم دے دیتے تو اس فقرہ کا نتیجہ  
 اور مقصود اور آمل یہ ہے کہ ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے وہ میری پیروی  
 کرتے۔ فقیر یہ ہے کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔

www.NAFSEER.COM

بارہویں دلیل: ابوخیثمی ان عیسیٰ ابن مریم عاش مائتہ و  
 عشرين سنة والا زانی الا ذابہا علی داس ستین (رجح الکرام ص  
 ۳۲۸) وحاشیہ تفسیر جلالین زیر آیت متوکل مطبوعہ دہلی

حضرت عابد رضی اللہ عنہا سے متذکرہ میں حاکم اور حضرت فاطمہ الزہراء  
 رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنی مرض الموت میں فرمایا  
 ہے کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح نے ایک سو میں برس عمر پائی اور میری عمر

مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث اس وجہ  
 سے کہ نص قرآنی اور احادیث مستندہ صحیحہ کثیرہ کے متعارض ہے غیر صحیح بلکہ موضوع ہے ورنہ  
 مرزا صاحب کی عمر تیس سال ہونی چاہیے تھی۔ اگر بالفرض صحیح تسلیم کی جائے تو اس کا مطلب  
 یہ ہوگا کہ عیسیٰ بن مریم نے زمین پر یہ عرصہ گزارا کیا ہے۔ عیش خوردنی و آنچہ بدال زیست  
 نمائید (منتہی الارباب جلد ۳ ص ۲۲۸) ۱۲ مرتب



ساتھ برس کی ہوگی۔ اور مصنف رحمہ اللہ نے اس حدیث کو روایت کر کے لکھا ہے  
 رجالہ ثقات کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اور پھر جلالین کے حاشیہ پر جو یہ  
 حدیث بیان ہوئی ہے تو وہ ابن حجر نے روایت کی ہے۔ یہ حدیث بالوضاحت  
 دلالت کرتی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ برس کی عمر پا کر وفات پا  
 جائیں گے دیے ہی صبح ایک سو بیس برس کی عمر پا کر وفات پا گئے ہیں۔ اور اگر  
 انہیں زندہ تسلیم کیا جائے تو ان کی عمر آپ کے وقت میں ایک سو بیس نہیں بلکہ سات  
 سو برس کے قریب ہونی چاہیے۔ کیونکہ کسی کی زندگی میں جو زمانہ گزرتا ہے وہی  
 اس کی عمر ہوتی ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرما دیا اور اپنی مرض  
 الموت میں فرمایا کہ یہ بات بطور بصیرت کے لوگ یاد رکھیں کہ حضرت عیسیٰ ایک  
 سو بیس برس کی عمر پا کر وفات پا چکے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ  
 برس کی عمر پا کر وفات پا گئے۔ "THE NATURAL"  
 "تیرھویں دلیل: بعراج کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

المفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ میرے مناظر  
 صاحب کو بعراج کی تمام حدیثوں پر احاطہ نہیں۔ سنن ابن ماجہ میں ہے عن عبد اللہ ابن  
 مسعود قال لما كان ليلة اسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم لقي  
 ابراهيم وموسى وعيسى فنادوا الساعة قيدا و ابراهيم فسالوه عنها  
 فلم يكن عنده منها علم ثم سالوا موسى فلم يكن عنده منها علم فرد  
 الحديث الى عيسى ابن مريم فقال قد عهد الى فيما دون وجبتها فاما و  
 جبتها فلا يعلمها الا الله فذكر خروج الدجال قال فانزل فاقطعه الحديث  
 (سنن ابن ماجہ ص ۹۰۳) یعنی جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعراج کرایا گیا اس  
 رات آپ نے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی۔

و سلم نے مسیح ناصری اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کو ایک جگہ اکٹھے دیکھا ہے۔ بعض حدیثوں میں تو دوسرے آسمان میں اور بعض احادیث میں چوتھے آسمان میں اب سوال یہ ہے کہ مردوں کا مقام زندوں کا کیسے ہو سکتا ہے۔ البتہ مردوں میں وہی رہ سکتا ہے جو مردہ ہو نہ کہ زندہ۔ اب اس مقام کے متعلق ہم پوچھتے ہیں کہ آیا وہ مقام جنت تھا یا برزخ۔ اگر کہو مقام برزخ تو پھر بھی مسیح نہیں آسکتے اور نہ ہی وہ زندہ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ مقام برزخ مردوں کے لیے ہے نہ کہ زندوں کے لیے۔ اور مقام برزخ میں رہنے والا دنیا میں نہیں آسکتا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے حتیٰ اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون لعلیٰ اعمل صالحا فیما ترکت کلا انہا کلمۃ ہو قائلہا و من وراٰثمہم برزخ الی یوم یبعثون۔ پس جو برزخ مقام میں پہنچ گیا قیامت کے دن تک اس کا ٹھکانا برزخ ہی ہے نہ کہ دنیا اور اگر کہو کہ جنت میں ہیں تو جنت ہی مرنے کے بعد حاصل ہوتی

(بقیہ) تو ان سب میں قیامت کی بابت ذکر کر چلا۔ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا گیا آپ کو قیامت کے وقوع کی بابت کوئی خبر نہ تھی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ آپ کو بھی کچھ معلوم نہ تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باری آئی تو آپ نے کہا کہ ہاں قیامت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا مجھ سے عہد ہے لیکن قیامت کے واقع ہونے کا وقت سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ پھر آپ نے دجال کا ذکر کیا اور کہا پھر میں نازل ہوں گا اور اس کو قتل کروں گا۔ دیکھو اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی نزول ثانی کو بیان فرماتے ہیں۔ اس حدیث سے آفتاب نصف انتہار کی طرح روشن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قرب قیامت میں نازل ہونے کی بابت ذکر کر رہے ہیں اس حدیث کی تصریح کے مقابلہ میں قادیانی مناظر کی وہی اور خیالی باتوں کا کچھ اثر نہیں ۱۲۔ اللہم اغفر لکاتبہ ووالدیہ واستاذہ و من سعی فیہا۔

ہے اور پھر جو جنت میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کو پھر وہاں سے نکالائیں جاتا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما ہم منہا بمعرجین۔ پس کوئی صورت اختیار کرو معراج کی حدیث سے مسیح کی وفات اور اس کا دوبارہ دنیا میں نہ آنا ثابت ہے۔ چودھویں دلیل: طبقات کبیر محمد بن سعد جو کہ حالات شریفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالات صحابہ کرام بلکہ ابتدائی اسلامی تاریخ کی جز ہے اس کے جلد ثالث ص ۲۶ پر بھیرہ بن مریم سے روایت کی ہے کہ لما توفي علی ابن ابی

اے گو اس چودھویں دلیل کا جواب دینا اسلامی مناظر کا فرض نہیں تھا کیونکہ بروئے شرط نبی قادیانی مناظر کا فرض تھا کہ قرآن کریم اور حدیث کے سوائے کوئی دلیل پیش نہ کرتا اور اس نے امام حسن رضی اللہ عنہ کا قول تاریخی رتبہ میں پیش کیا ہے۔ لیکن پھر بھی اسلامی مناظر نے جواب دیا ہے۔ جس کی توجیح یہ ہے کہ بخلاف آیت فنفخن فیہا من روحنا (الانبیاء) و آیت فارسلنا الیہا روحنا (مریم) اور بخلاف حدیث شفاعت ولكن علیکم بعیسیٰ فانہ روح اللہ تعالیٰ (الشفاعہ ص ۳۶۶ جلد ۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ ہونے میں خصوصیت ہے اور اسی وجہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم سے روح کے ساتھ تعبیر فرمائی ہے اور اضافت روح کی طرف حضرت عیسیٰ ابن مریم کے اضافت بیان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عرج فیہا بالروح الذی ہو عیسیٰ ابن مریم الخ۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے فقرہ ولقد قبض استعمال فرمایا ہے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے لیے لفظ عرج فیہا بولا ہے۔ اور اسی کتاب طبقات ابن سعد کی یہ عبارت اس مضمون کی تائید کرتی ہے عن ابن عباس وان اللہ رفعہ بجسده و انہ حی الائن و سیرجع الی الدنیا فیکون فیہا ملکاً ثم یموت کما یموت الناس (طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۶) یعنی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسہ الحصری اٹھالیا ہے۔ اور وہ اس وقت زندہ ہے اور عتق رب دنیا میں دوبارہ آئے گا پھر اس میں بادشاہ ہوگا پھر وفات ہوگا جیسا اور لوگ فوت ہوتے ہو۔ ۱۲ مرتب

طالب قام الحسن بن علی فصعد المنبر وقال ايها الناس قد قبض  
 الليلة رجل لم يسبقه الاولون ولقد قبض في الليلة التي عرج فيها  
 بروح عيسى ابن مريم ليلة سبع وعشرين من رمضان بحيره ابن مريم  
 نے کہا کہ جب علی ابن ابی طالب فوت ہوئے تو حسن بن علی علیہما السلام کھڑے  
 ہوئے اور منبر پر چڑھ کر آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! آج رات وہ شخص فوت ہوا ہے  
 جس سے نہ تو پہلے بڑھے اور نہ پیچھے آنے والے لوگ ان کو پہنچیں گے۔ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جنگ پر روانہ فرماتے تھے تو حضرت جبریل ان کی دعویٰ  
 طرف اور حضرت میکائیل ان کی بائیں طرف سے اسے گھیر لیتے تھے۔ تو آپ نہیں  
 واپس ہوتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح دینا تھا اور واللہ یقیناً وہ اس معرف  
 و مشہورات میں فوت ہوا ہے جس کو تم جانتے ہو کہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 کی روح اوپر چڑھائی گئی تھی اور رمضان کی ستائیسویں رات ہے پس اس حدیث  
 میں صاف طور پر مسیح کے رفع روح کی خبر دی گئی ہے۔ پھر اس کی خاص تاریخ اور  
 خاص وقت بھی بتلایا گیا ہے اور وہ بھی ایسے الفاظ کے ساتھ جن کے کوئی اور معنی  
 نہیں ہو سکتے۔ پھر ایسی طرز سے کہ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سب مخاطبین  
 صحابہ اور تابعین اس وقت اور اس تاریخ کو اس وصف کے ساتھ پہلے سے جانتے  
 تھے کہ حضرت مسیح کی روح اس میں اٹھائی گئی۔ پھر مجمع بھی کوئی تھوڑا نہیں بلکہ  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کا موقعہ ہے اور اس اجتماع کے موقعہ پر امام حسن  
 رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح اٹھائی گئی نہ کہ جسم اور وہ  
 ستائیسویں رمضان کی ہے۔ اور اس وقت کوئی صحابیہ کوئی تابعی کوئی عالم بھی یہ نہیں

کہتا کہ حضور آپ کیا فرما رہے ہیں وہ بحمدہ العصری آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ اور اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور پھر اس پر طرفہ یہ کہ ہم کو بھی ساتھ شریک کرتے ہیں کہ یہ بھی اس کو جانتے اور مانتے ہیں کہ وہ فلاں رات میں فوت ہوئے ہیں۔ لیکن کوئی نہیں بولتا اور سب سکوت اختیار کر کے ان کی بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ دیکھ لو دنیا کی اصلاح کے لیے دو قدرتیں مبعوث ہوا کرتی ہیں۔ قدرت اولیٰ۔ وہ نبی کا وجود ہوتا ہے اور قدرت ثانیہ اس کے جانشین ہوتے ہیں۔ قدرت اولیٰ کی وفات ہوتی ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تو اس وقت قدرت ثانیہ کا پہلا فرد اٹھتا ہے اور آیت ما محمد الا رسول قد خلت

من قبلہ الرسل اور انک میت و انھم میتون اور آیت ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افان میت فہم الخالدون۔ وغیرہ آیات پڑھ کر مسیح کی وفات

ایک فقرہ جس میں عیسیٰ علیہ السلام کا شخص طور پر ذکر نہیں۔ اجماع صحابہ کمالا ایک خیالی امر ہے بلکہ اجماع صحابہ درحقیقت وہ ہے جس کو اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے حدیث والذی نفسی بیدہ لبوشکن ان بنزل فیکم ابن مریم الخ ذکر کر کے فرمایا افرأوا ان شتم و اتمن اهل الكتاب الا لبومنن به قبل موته اور اس تصریح نزول ابن مریم کے موقع پر کوئی صحابی نہ تو نفس مضمون یعنی نزول ابن مریم سے انکار کرتا ہے اور نہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ضمیر قبل موتہ کا مرجع ابن مریم کو قرار دینے کو غلط کہتا ہے اور نہ ہی آپ کے استدلال کو ضعیف قرار دیتا ہے اور قدرت ثانیہ کے چوتھے فرد کے فوت ہونے پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا ولقد فیض فی اللبلة النی عوج فیہا بروح عیسیٰ ابن مریم الخ اور اس عبارت کا صحیح مطلب وہی ہے جو گزر چکا ہے تو اس لحاظ سے اس موقع پر بھی حضرت عیسیٰ ابن مریم کے زندہ بحمدہ العصری مرفوع ہونے پر اجماع صحابہ ثابت ہووانہ کہ جیسا قادیانی مناظر نے زعم کیا ہے۔ ۱۲ مرتب

ثابت کرتا ہے اور سب لوگ اپنی خاموشی سے اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ پھر خلفاء اربعہ میں سے یعنی قدرت ثانیہ کا چوتھا فرد جب فوت ہوتا ہے تو موجودہ خلافت راشدہ کا آخری فرد بھی اٹھ کر حضرت مسیح کی وفات کو ثابت کرتا ہے اور اس کا اعلان کرتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری بحکمہ العصری آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ ان کی روح کا رُفَع ہوا ہے اور وہ وفات پا گئے ہیں۔

پندرہویں دلیل :- امام بخاری اپنی صحیح میں کتاب بدائع الخلق کے باب واذ کمر فی الکتاب مریم میں چند احادیث لائے ہیں جن پر غور کرنے سے ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گئے ہیں اور آنے والا ابن مریم اور ہے جو امت محمدیہ سے ہی ہوگا۔ چنانچہ پہلے وہ دو حدیثیں لائے ہیں (۱)

مشتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرنسپل میں اس طرح جواب دیا ہے کہ لفظ مسیح کے دو مصداق تشریف آریا مرزا صاحب کی ساخت و پرداخت ہے۔ کسی اسلامی کتاب میں۔ کسی امام۔ صحابی اہل مذہب کا کوئی قول سید نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کو علم حدیث اور اصول حدیث کی واقفیت نہ تھی ورنہ خود محدثین نے حضرت مسیح علیہ السلام کے مختلف حلیوں کی تطبیق دی ہوگی ہے۔ وہ یہ کہ گندم گون رنگت کو جب صاف کیا جائے تو سرخ معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے بال قدرے جیوت کے منافی نہیں ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ آپ کی تروتازگی کی حالت کا بیان فرمایا چنانچہ فرماتے ہیں کہ اسے خسر ج من دبعماس گویا آپ حمام سے ابھی غسل کر کے نکل رہے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ حدیث حلیہ میں تو اختلاف الفاظ سے دو مسیح آپ نے سمجھ لیے اور کہہ دیا کہ ایک میں دو حلیے جمع نہیں ہو سکتے ہیں مگر بلکلم۔ ”منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا، منم محمد داحم کو بتجبی باشد“ حضرت موسیٰ و حضرت محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کے دو مختلف حلیوں کا ایک شخص میں جمع ہونا کیسا تسلیم کیا گیا ہے۔ اور نیز صحیح بخاری جلد ۱ ص ۳۸۹ میں ہے۔

عن ابن عمر قال قال النبی ﷺ رایت عیسیٰ و موسیٰ و ابراهیم فاما  
عیسیٰ فاحمر یجد عریض الصدر (بخاری جلد ۲ ص ۱۵۵ مطبوعہ مصر) ابن  
عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے معراج کی رات موسیٰ و عیسیٰ و ابراہیم  
علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا حضرت عیسیٰ کا حلیہ یہ تھا کہ وہ سرخ رنگ کے ہیں اور  
بال گھنگریالے اور سینہ چوڑا ہے۔ (۲) عن نافع قال عبد اللہ ذکر النبی  
ﷺ و ارانی اللیلۃ عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجل آدم کا حسن  
مایری من ادم الرجال تضرب لمتہ بین منکیہ و فی الحدیث الثانی  
فاذا رجل آدم سبط الشعر رجل الشعر یقطر رأسہ ما و اصنعایدہ علی  
منکیہ رجلین یطوف بالبيت قلت من هذا فقالوا المسیح ابن مریم  
الحدیث ایک فرماتے ہیں کہ مجھے کعبہ کے پاس خواب میں دکھایا گیا کہ ایک آدمی  
جو گندم گوں ہے اور بہت عمدہ رنگ ہے اس کے بال شانوں کے درمیان تک  
ہیں۔ کنکھی کئے ہوئے بالوں والا ہے۔ دوسری روایت میں جو اس کے ساتھ متصل  
آئی ہے یہ ہے کہ وہ گندم گوں ہے اور اس کے سر کے بال سیدھے ہیں اس کے سر  
سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں۔ وہ دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے  
بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے تو انھوں نے کہا کہ یہ مسیح ابن  
مریم ہے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ مسیح سے آگے دجال طواف کر رہا ہے۔ ان دونوں  
حدیثوں کو لا کر امام بخاری نے یہ سمجھایا ہے کہ ابن مریم دو ہیں اور ان دونوں

(بقیہ) حدثنا احمد قال سمعت ابراہیم عن ابيه قال لا والله ما قال النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم لعیسیٰ احمر الخ۔ اس سے بھی صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ احمر اور آدم سے مراد  
ایک شخص ہے۔ کیونکہ اگر احمر و آدم دو شخص ہوتے تو ایک شخص کا سرخ رنگ اور دوسرے کا گندم گوں ہونا  
ناممکن اور غیر واقعی نہیں مانا جاسکتا تو پھر طبعی نفی کا کیا معنی۔ ۱۲ مرتب

حدیثوں میں اس پر دو دلیلیں دی ہیں۔ پہلی دلیل تو امام بخاری نے حلیتین سے دی ہے کہ ابن مریم کے دو حلیے بتائے گئے ہیں۔ ایک میں سرخ رنگ دوسرے میں گندی۔ ایک میں سیدھے بال دوسرے میں گھنگریالے بال۔ پس اختلاف حلیتین اس بات پر دال ہے کہ ابن مریم دو ہیں ایک نہیں۔ کیونکہ ایک شخص کے دو حلیے نہیں ہو سکتے۔ ہاں ایک نام دو شخصوں کا ہو سکتا ہے۔ دوسری دلیل یہ دی ہے کہ پہلے ابن مریم یعنی مسیح ناصری کو تو معراج کی رات مردوں کے ساتھ دیکھا ہے۔ اور دوسری حدیث میں جس میں ابن مریم کا ذکر ہے اس کو آئندہ آنے والے دجال کے پیچھے۔ پس زندہ مردوں میں نہیں جاسکتا اور مردہ زندوں میں نہیں آسکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابن مریم دو ہیں۔ معراج کی رات جسے دیکھا وہ اور ہے اور جس کو دجال کے پیچھے دیکھا وہ اور ہے۔ اس کے بعد اس ترتیب سے وہ دو حدیثیں لاتے ہیں

www.NAFSEELAM.com

۱۷ ایک نوادہ حدیث جس میں فاقول كما قال عبد الصالح و كنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم اور دوسری حدیث کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و اما مکم منکم۔ پہلی حدیث میں تو پہلے ابن مریم کی جسے معراج کی رات میں دیکھا دقات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور آیت کی بجائے حدیث پیش لائے ہیں۔ اس لیے کہ حدیث بیان کرنے میں ایک مزید فائدہ تھا وہ یہ کہ علماء جو توفیتی کے معنی رفعتی کے کرتے ہیں غلط ہیں۔ پس حدیث پیش کر کے بتا دیا کہ توفیتی کے معنی اقی کے ہیں اور انہی معنوں میں مسیح نے استعمال کیا ہے جن معنوں میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دوسری حدیث میں امام بخاری نے بتایا ہے کہ وہ ابن مریم جس کو آپ نے دجال کے پیچھے طواف کرتے دیکھا ہے اور جس کا کام اس حدیث سے پہلی حدیث میں کس صلیب اور قتل خنزیر بتایا گیا ہے وہ تم میں سے پیدا ہوگا کہیں باہر سے نہیں



آئے گا بلکہ وہ امت محمدیہ سے ہی ہوگا۔

پس! امامکم منکم ہی بتایا کہ وہ مسیح اسرائیلی جس کی وفات کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے وہ نہیں آئے گا بلکہ آنے والا مسیح اس امت محمدیہ سے ہی ہوگا چنانچہ وہ مسیح آگیا اور وہ حضرت سرزا غلام احمد قادیانی ہیں اور آپ نے باوازا بلند پکار کر کہا۔

۲ چوں مرا نورے پے قوم سبکی دادہ اند  
مصلحت را ابن مریم نام من بجاہادہ اند  
سوئے من اسے بدگماں از بدگمانہا ہمیں

www.nafiseh.com  
میدر چشم چون قمر تابم، چون قرص آفتاب  
MAAT کو چشم نا آنا کند در کار امام، افتادہ اند

۱ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرنسپل ۲ میں اس حدیث یعنی کیف انتم اذ نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم کا یہ جواب دیا ہے کہ و امامکم منکم حال ہے جس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے۔ کیف تھلک امتہ انسا اولہا و المہدی وسطہا و المسیح اخرہا (مشکوٰۃ ص ۵۷۵) ۱۲ مرتب

۲ قادیانی مناظر عجیب لیاقت کا آدمی ہے کہ جابجا مرزا صاحب کے اشعار پیش کرتا ہے حالانکہ اسلامی مناظر جس کے مقابلہ پر یہ اشعار پیش کئے جاتے ہیں وہ مرزا صاحب کو مفتری اور متہنی سمجھتے ہیں اور مرزا صاحب کو یہ نور بھی نرالا دیا گیا کیونکہ مرزا صاحب کے انوار کے چکار ہر طرف سے ایسے نمودار ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ مثلاً صائب کہتا ہے۔

بشتوید اسے طالبان کز غیب بکندایں ندا  
مصلحتے باید کہ درہر جا مفاسد زاوہ اند  
صادقہ وارنظر مولیٰ بانثاہا آدم  
صدور علم و ہڈی بروئے من بکشادہ اند

پیارو! غور کر دگر کرو۔ دیکھو یہود نے مسیح نامری کے وقت کہا کہ جب تک  
ایلیا آسمان سے نہ آئے تب تک ہم تجھے نہیں مانیں گے۔ کیا کوئی ایلیا آسمان سے  
اتر آیا نہ مطابق حدیث السعید بن وعظ بغیرہ نصیحت پکڑا اور ڈر جاؤ۔ اور اس  
بات پر مت زور دو کہ جس کی خرابی تم پر عیاں ہو چکی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہوا ہے کہ میری امت بھی یہود کا طریق اختیار کرے گی۔

THE NATURAL PHILOSOPHY

(بقیہ)

ارے خود غرض و خود کام مرزا	ارے منحوس نافر جام مرزا
غلامی جھوڑ کر احمد بنا تو	رسول حق باسحکام مرزا
سک و مہدی موعود بن کر	بچھائے تو نے کیا کیا دام مرزا
ہوا بحث نصارے میں باخ	سیحائی کا یہ انجام مرزا
سینے پندرہ بڑھ بڑھ کے گزربے	ہے آہستہ زعمہ اے قلام مرزا
تری تکذیب کی شمس و قمر نے	ہوا جنت کا خوب اتمام مرزا
ڈھویا قادیاں کا نام تو نے	کہیں کیا اے بد و بدنام مرزا
کہاں ہے اب وہ تیری پیشینگوئی	جو تھا شیطان کا الہام مرزا
اگر ہے کچھ بھی غیرت ڈوب مر تو	بظاہر اس میں ہے اتمام مرزا

مطابق شرط نمبر ۲ ہم نے مذکورہ بالا پندرہ دلائل وفات مسیح پر قرآن مجید وحدیث صحیح سے لکھے ہیں۔ جن پر غور کرنے سے ہر ایک عقلمند انسان صحیح نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے اور معلوم کر سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہیں۔

دستخط پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ

کرم داد۔ از دو لہیاں

دستخط جلال الدین شمس مولوی فاضل۔ مناظر منجانب جماعت احمدیہ از

قادیان

۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء

پندرہ دلائل کو غور سے پڑھا اور مفتی صاحب اسلامی مناظر نے جو ان کی تردید کی ہے وہ بھی نہایت تدبر سے ذہن نشین کی۔ جس لئے یہ ظاہر ہوا کہ اسلامی مناظر نے ہر ایک دلیل کے طرز استدلال کو شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں لکھ کر آیا تو انہوں نے اصل کتاب لکھ کر قادیانی مناظر کی کسی دلیل کا طرز استدلال وفات مسیح ابن مریم کو ثابت نہ کر سکا۔ بلکہ قادیانی مناظر نے جو قرآنی دس دلیلیں ذکر کی ہیں ان میں سے سوائے پہلی دلیل کے کسی دلیل میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کی وفات کا ذکر ہی نہیں۔ اور پہلی دلیل کے متعلق خود قادیانی مناظر نے تسلیم کیا ہے کہ یہ واقعہ قیامت کو ہوگا۔ اور قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ آج وفات کا ثبوت نہیں۔ ۱۲ مرتب

۲۔ قادیانی جماعت بڑے فخر سے یہ کہتی تھی کہ ہم وفات مسیح ابن مریم قرآن سے ثابت کر سکتے ہیں اور حیات مسیح ابن مریم پر ہمارے مخالف فریق کے پاس کوئی قرآنی دلیل نہیں بلکہ اگر پیش کرتے ہیں تو حدیث۔ اس مناظرہ میں ان کا یہ مصنوعی فخر بخوبی ٹوٹ گیا ہے اور قادیانی مناظر کو اپنے دلائل پر ایسی بے اعتباری اور بے اطمینانی تھی کہ اس نے زور دلائل میں چند ایسی احادیث بیان کر دیں جن کا حال گزر چکا ہے اور مفتی صاحب اسلامی مناظر نے شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں رد کر حیات مسیح ابن مریم کو قرآن کریم سے ثابت کیا جس کا قادیانی مناظر کوئی جواب نہ دے سکا۔ اگر حیات مسیح ابن مریم کو حدیثوں سے ثابت کیا جائے تو فن حدیث اس مضمون سے لبریز ہے۔ ۱۲ مرتب

تردید و دلائل وفات مسیح از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ فان

تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ و الی الرسول۔

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم آسمان ثانی یہ ہے وہ محترم

وہ ابھی داخل نہیں اموات میں ہے یہی مضمون بیس آیات میں

میں نہایت افسوس کرتا ہوں کہ میرے مناظر صاحب نے کوئی دلیل قرآنی

یا حدیثی پیش نہیں کی جس سے وفات ابن مریم ثابت ہو۔ آپ قرآن کریم کے

الفاظ میں غور کریں۔ آپ نے کوئی فقرہ ایسا پیش نہیں کیا جس سے بلحاظ الفاظ و

تو اعداد عربیت وفات ابن مریم ثابت ہو۔ مثلاً آیت واذ قال اللہ بعیسیٰ ابن

مریم انت قلت للناس اتخذونی ربی واذ قال اللہ یٰعیسیٰ ابن

مریم اتنا ہی ثابت ہوا کہ لما توفیتی وعدہ انی متوفیک ورافعک الی کے

وقوع کا بیان ہے۔ اب اگر بلحاظ آیت اللہ یعوفی الانفس حین موتھا و الی

لہم سمت فی منامھا۔ توفیتی سے انتہی مراد لی جائے تو اس سوال و جواب میں

زمانہ رقابت زیر تنقیح ہے۔ علم حلیث زیر بحث نہیں اس لیے علم ہونا یا نہ ہونا دونوں

برابر ہیں۔ سوال یوں ہو گا کہ کیا آپ اے حضرت عیسیٰ دنیا میں اپنی زیر نگینی کہہ

کر حلیث پھیلاتے تھے تو آپ جواب دیں گے کہ جب سوتے ہوئے میرا رفع

اس کا مطلب یہ ہے کہ قادیانی مناظر نے دلائل وفات مسیح ابن مریم اپنے دھم کے مطابق پیش کئے

ہیں لیکن قرآن کریم یا حدیث میں سے کوئی ایسی دلیل نہیں بیان کی جو بلحاظ الفاظ و تو اعداد عربیت وفات

ابن مریم کو ثابت کرے۔ ۱۲ مرتب

جسمانی ہوا تو میری ذمہ داری اور رقایت ختم ہو چکی اور اپنی ذیوٹی پوری کر چکا۔ اور اگر توفیق سے اتنی مراد لی جائے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ واقعہ قیامت کو ہوگا اور از استقبال کے لیے بھی آتا ہے۔ فسوف يعلمون اذا الاغلال فی اعناقهم۔ اور مولوی نور الدین صاحب اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں ”اور جب کہے گا اللہ۔“ (فصل الخطاب ص ۱۷۸) پس اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ ابن مریم قیامت سے پہلے وفات پا چکے ہوں گے۔ آج وفات کا ثبوت نہیں۔ اور ابن مریم کی غلط گوئی کا الزام قرآن کریم کے الفاظ پر نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ سوال علم سے نہیں ہوگا۔ بلکہ سوال صرف یہ ہوگا کہ اے عیسیٰ تو نے لوگوں کو کہہ کر حیلٹ پھیلانی تھی۔ چنانچہ وہ اسی سوال کا جواب دیں گے کہ میں نے نہیں کہا۔ رہی زائعات۔ اس کا جملہ نامہ ان پر واجب ہے مفید اس لیے خاموشی اختیار کر کے اس پر ربا لڑنے کریں گے اور کہیں گے ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفرلہم فانک انت العزيز الحكيم اور فاقول کما قال العبد الصالح میں یہ ضروری نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں ہر حیثیت میں اشتراک ہو۔ اور قال کا ماضی ہونا۔ اس کے متعلق اتنا کہنا کافی ہے کہ ماضی بمعنی مضارع بکثرت قرآن کریم میں وارد ہے ونفخ فی الصور۔ واشرق الارض ووضع الكتاب۔ جیمی بالنسب۔ قضی بینہم میں قال بمعنی القول ہو سکتا ہے اور ایسا ہی آیت

اور یہ امر کہ ماضی سے کیوں تعبیر فرمایا۔ سو گو بیان نکتہ کو اصل مقصود میں کوئی دخل نہیں مگر تہرما بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی حکایات بیان فرمائیں کہ میں قیامت میں اس طرح کہوں گا۔ اس بیان سے پہلے صحابہ یہ آیت سن چکے تھے واذ قال اللہ با عسی انت قلت للناس الی ان تعذبہم فانہم عبادک الایہ پس مقتضای بلاغت کا ہوا کہ حکایت کے ماضی ہونے کو بمنزلہ نکلنے کے ماضی ہونے کے قہرما کر ماضی استعمال فرمایا۔ یا یوں کہا جائے کہ قیامت کے

قد دخلت من قبله الرسل الخ کیونکہ خلت کا معنی مات نہیں۔ دیکھو سنۃ اللہ  
 الی قد دخلت اور دیکھو ولن تجد لسنة الله تبديلاً۔ بلکہ خلو کے معنی نقل مکانی  
 ہے۔ اور اذا خلوا الی شیاطینہم یا زمانے کا گزرنا بسا اسلفتم فی الایام  
 الخالیۃ اور ذی مکان اور ذی زمان کی صفت بالعرض ہوا کرتا ہے۔ اور جنگ احد  
 کے واقعہ میں سالہ کلیہ کی تردید ہے جو حملہ سے ہو سکتی ہے جو قوت موجبہ جزئیہ میں  
 ہے اور حضرت ابوبکر کی نظر افان مات الخ پر ہے۔ اسی لیے انھوں نے اس موقع پر  
 یہ آیت بھی پڑھی انکس میت و انھم میتون اور ویسائی آیت والذین یدعون  
 من دون الله لا یخلقون شیئاً و هم یخلقون اموات غیر احياء قضیہ مطلقہ  
 عامہ ہے ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس فوت ہو چکے ہوں۔ اور نیز آیت انک  
 میت و انھم میتون سے بھی اس کا قضیہ مطلقہ عامہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور ایسا ہی  
 آیت کانا یا کلان الطعام میں میضہ ماضی ان کی ماں کی وجہ سے تغلیب ہے جیسے  
 کانت من القانتین میں۔ اگر سوال ہو کہ ابن کریم کیا کھاتے ہیں تو ہم یہ حدیث

(بقیہ) روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول پہلے ہو چکے گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول صادر  
 ہو گا تو حضور کے قول کے وقت چونکہ وہ قول ماضی ہو چکا ہے۔ اس لیے میضہ ماضی سے تعبیر فرمایا۔  
 قرآن کریم میں بھی اس کی نظیر ہے۔ قال تعالیٰ یوم یاتی بعض ایات ربک لا یتفع نفساً  
 ایما نہا لم تکن امتت من قبل (الانعام) یہ یقینی بات ہے کہ تکلم کے وقت کے اعتبار سے کم تکن  
 امت مستقبل ہے مگر باعتبار وقت لا یتفع کے ماضی تھا اس لیے ماضی لائے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر بعض  
 جگہ تو مستقبل سے مستقبل کو بھی ماضی سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ قال تعالیٰ و علی الاعراف رجال  
 یعرفون کلاً بسمائهم ونا دوا اصحاب الجنة (الاعراف) اس میں یقیناً عدا بعد معرفت کے  
 ہے پھر معرفت کو مستقبل لائے اور عدا جو اس مستقبل سے بھی مستقبل ہے اس کو ماضی سے تعبیر فرمایا۔ ۱۲۔

سائیں گے لست کا حد کم اور لست کھینکھانی یطعمنی دہی و  
 یسفینی اور ایسا ہی آیت و اوصانی بالصلوة الخ کیونکہ نماز کے آسمان پر ادا  
 ہونے میں کوئی اشکال نہیں۔ اور زکوٰۃ کے متعلق یہ جواب ہے کہ زکوٰۃ سے مراد  
 پاکیزگی ہے جیسا و حساناً من لدنا و زکوٰۃ اور نیز لا ھب لک غلاماً زکياً  
 قابل غور ہے۔ اور اگر زکوٰۃ سے صدقہ مفروضہ مراد لیا جائے تو پہلے میرے  
 مناظر صاحب ابن مریم کا صاحب نصاب ہونا قرآن یا حدیث سے ثابت کریں  
 پھر ہم مصرف بتا دیں گے۔ اور ایسا ہی آیت والسلام علی یوم ولدت و یوم  
 اموت الخ کیونکہ عدم ذکر شے سے اس شے کی نفی لازم نہیں آتی۔ جیسا مرزا  
 صاحب کہتے ہیں کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا (براہین احمدیہ ص ۵۳۵)  
 اور نیز لفظ و سج اس سے بیشتر مذکور ہے۔ وجعل علی مبارک کا ابتما کنت اور ایسا  
 ہی آیت ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین اور آیت فیہا تحبون  
 و فیہا تموتون۔ کیونکہ یہ جبر لفظ مقرر طبعی کے ہے مانند ملائکہ کی۔ اور نیز جعل  
 تکوینی میں یہ لازم نہیں کہ محمول الیہ لازم ہو۔ وجعلنا اللیل لباساً وجعلنا  
 النهار معاشاً اور ایسا ہی مبشراً برسول الخ کیونکہ بعدی ہر دو صورتوں یعنی  
 بعد الموت اور بعد الغیوبت کو شامل ہے۔ دیکھو حدیث انت منی بمنزلہ  
 ہارون من موسیٰ الا انه لانی بعدی بوقت غیوبت فرمائی گئی۔ اور ویسا ہی  
 آیت و من نعمہ فنکسہ اور آیت و منکم من ینوفی و من مرید الی  
 ازل العمر کیونکہ ہم ابن مریم کو ہمیشہ کے لیے موت سے بچنے والا نہیں اعتقاد  
 کرتے اور ویسا ہی حال احادیث کا ہے۔ مثلاً لو کان موسیٰ و عیسیٰ حین  
 الخ کیونکہ یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں بلکہ مشکوٰۃ میں بروایت جابر رضی اللہ عنہ یہ  
 حدیث اس طرح پر ہے لو کان موسیٰ حیاً ما وسعہ الاتباعی الخ (رواہ احمد)

اور نیز بلحاظ شرط نمبر ۲ بوجہ خلاف قرآن ہونے کے غیر صحیح ہی اگر مانی جائے تو اس کا  
 معنی بقرینہ تطبیق بین الاحادیث حسین علی الارض ہوگا۔ اور ایسا ہی حدیث ان  
 عیسیٰ ابن مریم عباس مائة و عشرين سنة کیونکہ بصورت صحت اس کا  
 مطلب یہ ہے کہ ابن مریم نے زمین پر یہ عرصہ گزارا کیا ہے۔ عیش خوردنی و آنچہ  
 بدان زیت نماد (منتہی الارب جلد ۳ ص ۲۷۸)۔ اور حدیث معراج کے حعلق  
 یہ گزارش ہے کہ میرے مناظر صاحب نے معراج کی تمام حدیثوں پر نظر نہیں  
 کی۔ چنانچہ سنن ابن ماجہ میں ہے عن عبد اللہ ابن مسعود قال لما كان ليلة  
 اسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم لقي ابراهيم وموسى وعيسى  
 فذاكروا الساعة فبدأوا بابراهيم فسألوا عنها فلم يكن عنده  
 منها علم ثم سألوا موسى فلم يكن عنده منها علم فرد الحديث الى  
 عيسى ابن مريم فقال قد عهدت الي فيما دون و جبتها فاما و جبتها فلا  
 يعملها الا الله فذكر خروج الدجال قال فانزل فاقبله الحديث۔ اور  
 روایت طبقات ابن سعد کے متعلق اتنا کہنا کافی ہے کہ بوجہ خصوصیت روح اللہ  
 ہونے کے ابن مریم سے بالروح تعبیر کی گئی ہے اس کی تائید اسی طبقات ابن سعد  
 میں ہے يحيى عن ابن عباس و ان الله رفعه بجسده و انه حي الآن و  
 سير جمع الى الدنيا فيكون فيها ملكا ثم يموت كما يموت الناس۔ ایسا  
 ہی احادیث حلیہ۔ کیونکہ گندم گوں رنگت کو جب صاف کیا جائے تو سرخ معلوم  
 ہونے لگتا ہے۔ اور سیدھے بال قدرے جمودت کے منافی نہیں۔ کیونکہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم ابن مریم کا حلیہ تروتازگی کی حالت کا بیان فرمایا۔ چنانچہ بیان  
 فرماتے ہیں كانه خرج من ديماس كوايا آپ حمام سے ابھی غسل کر کے نکل  
 رہے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ حدیث حلیہ میں تو اختلاف الفاظ سے دو مسج آپ نے



سمجھ لیے۔ مگر حکم۔

منم مسیح زمان ومن کلیم خدا منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد  
حضرت موسیٰ و حضرت محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کے دو مختلف طیلوں کا ایک شخص  
میں جمع ہونا کیسا تسلیم کیا گیا ہے۔ اور حدیث کیف انتم اذا نزل ابن مریم  
فیکم و اماکم منکم میں اماکم منکم حال ہے جس کی تائید یہ حدیث  
کرتی ہے کیف تہلک امتہ انا اولہا والمہدی وسطہا والمسیح  
اخرہا (مشکوٰۃ)

دستخط: مفتی غلام مرتضیٰ - اسلامی مناظر  
دستخط: مولوی غلام محمد پریزینٹ اسلامی جماعت  
از گروہ ضلع پٹان

۱۱۸ اکتوبر ۱۹۲۲ء  
ترتیب دلائل حیات مسیح - از جلال الدین صاحب قادیانی مناظر  
بسم اللہ الرحمن الرحیم  
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پہلی دلیل حیات مسیح پر جو مفتی صاحب نے پیش کی ہے وہ آیت بل رفعہ  
اللہ الیہ ہے۔ اس آیت کے فقرہ بل رفعہ اللہ سے مفتی صاحب استدلال کرتے  
ہیں کہ وہ آسمان پر بحکمہ العصری زعمہ اٹھائے گئے۔ اور اس بات کے ثبوت میں  
لفظ رفع کی لغوی تحقیق پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لغت عرب میں رفع کے حقیقی  
معنی ”اوپر کی طرف اٹھانا“ ہے۔ آگے آپ نے مثالیں دی ہیں۔ مگر میں مفتی  
صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ لغت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا نام رافع ان  
معنوں میں استعمال نہیں ہوتا جیسا کہ لسان العرب میں لکھا ہے۔ و فی اسماء اللہ

الرافع ۱۔ الذی یرفع المومنین بالاسعاد و اولیاء بالتقرب اس کے سوا  
اور کوئی معنی خدا تعالیٰ کے نام رافع کے نہیں جبکہ مفعول ذی روح انسان ہو اور رفع  
کا فاعل خدا تعالیٰ ہو تو اس کے معنی سوائے تقرب اور اسعاد کے نہیں ہوتے۔ اور  
اگر ہوتے ہوں تو مفتی صاحب کوئی ایک مثال پیش کریں۔ پس مسج کے لیے جو  
لفظ رفع کا استعمال ہوا ہے وہ اسی طریق پر ہوا ہے کہ اس کا فاعل خدا تعالیٰ ہے

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ بل رفعہ اللہ الیہ میں بالظاہر  
سابق و سابق و مردے تو اعدا عریضہ ایسی رفع جسمانی مراد ہے جس کو اعزاز لازم ہے اور اعزاز بوجہ  
لازم ہونے کے معنی کنائی ہوں گے اور فن بیان کا قانون ہے کہ معنی حقیقی اور معنی کنائی دونوں معاً مراد  
لیے جاسکتے ہیں۔ لہذا الکتابیۃ مستعملۃ فی غیو ما وضعت لہ مع جواز اداۃ (مطلوب  
بحق حقیقت و مجاز) ۱۲ مرجب

قادیانی مناظر نے اس بات پر جو انور دیا ہے کہ رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہو اور مفعول ذی روح انسان ہو تو  
اس کے معنی سوائے تقرب اور اسعاد کے نہیں ہو سکتے بلکہ قادیانی مناظر نے ایک پرچہ کی تقریر میں یہ  
ظاہر کیا کہ اگر مفتی صاحب ایسی مثال پیش کریں کہ رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہو اور مفعول ذی روح  
انسان ہو اور معنی مراد سوائے تقرب اور اسعاد کے ہوں تو میں مفتی صاحب کو پچاس روپیہ انعام دوں  
گا۔ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں بعد ختم ہونے زور و جوش قادیانی مناظر کے  
اس کی تردید یوں کی کہ حدیث میں ہے ثم رفعت الی مسدرة المسھی (صحیح بخاری جلد ۱ ص  
۵۴۹)۔ دیکھو اس فقرہ میں رفعت کو ماضی مجہول الفاعل ہے لیکن جیسا کہ خلقت میں خلق ایسا فعل ہے  
جس کا فاعل درحقیقت خدا تعالیٰ ہے پس اس فقرہ میں رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہے اور مفعول ذی روح  
انسان ہے اور معنی مراد مسدرة انتہائی پر اٹھائے جاتا ہے۔ اگرچہ بطور کنایت اس رفع کو تقرب لازم  
ہے۔ اس موقع پر بعض فضلاء نے کہا کہ اب قادیانی مناظر سے پچاس روپیہ وصول کرو۔ لیکن  
مفتی صاحب اسلامی مناظر نے کہا کہ میں قادیانی کا روپیہ لینا پسند نہیں کرتا۔ ۱۲ مرجب

اور مفعول ذی روح انسان ہے۔ اور اس طریق پر ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ ان میں بادِ وجود سماء کا لفظ ہونے کے بھی آسمان پر لئے جانے کے معنی نہیں چنانچہ حدیث میں آتا ہے اذا تواضع العبد ورفعہ اللہ الی السماء السابعة (کنز العمال) کہ جب کوئی بندہ خدا کو ساری کرتا ہے تو خدا تعالیٰ ساتویں آسمان تک اس کا رفع کرتا ہے اور اسی طرح حدیث میں آیا ہے ما تواضع احد الا ورفعہ اللہ اسی طرح قرآن مجید سے مثالیں ملاحظہ ہوں

ولو شئنا لرفعناہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض (۲) فی بیوت اذن اللہ ان ترفع اور حدیث میں ان اللہ یرفع بهذا الکتاب اقواماً ویضع بہ الاخرین (ابن ماجہ) ان مثالوں سے واضح ہے کہ جب خدا تعالیٰ رفع کا فاعل ہو اور مفعول کوئی انسان ہو جیسا کہ سورج کے لیے وارد ہوا ہے تو اس کے معنی میں اٹھانا نہیں ہوتا۔  
 دوسری بات جو آپ فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ الیہ سے مراد آسمان کی طرف اٹھانا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ ہر ایک جگہ ہے تو اس کی تعیین آپ کس

المفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ لکھا ہے کہ بلحاظ سیاق و سباق و بروئے قواعد عربیت مجوزہ فریقین اس آیت میں فقرہ بل ورفعہ اللہ الیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہجرت العصری آسمان پر اٹھانے کے سوائے اور کوئی معنی مراد نہیں لیا جاسکتا۔ تو اگر لفظ رفع کسی اور جگہ کسی دیگر معنی میں مستعمل ہو تو معنی نہیں کیونکہ عربی لفظوں کے لیے مستعمل فیہ معانی کثیرہ ہوا کرتے ہیں الخ۔ اب قادیانی مناظر کا اس مضمون کو پڑھ کر اور سن کر بھراہی مثالیں پیش کرنا اس کی کم علمی کا نتیجہ ہے۔ اور نیز ان مثالوں میں ایک بھی رفع الی اللہ کی مثال نہیں اور اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اسی طریق سے تردید کی ہے ۱۲ مرتبہ قادیانی مناظر کی علی لیاقت پر انہوں نے کیونکہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ مضمون درج کیا ہے اور رفع الی اللہ سے حقیقی طور پر رفع الی اللہ مراد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ لامکان ہے اور بلحاظ صفت علم وغیرہ اس کو تمام مکانوں اور تمام کمینوں کے ساتھ ایک ہی نسبت ہے۔ بلکہ رفع الی اللہ سے مراد آسمان پر اٹھانا ہے جو فرشتوں پاک ہستیوں کا مقربہ جن کی شان میں لا یعصون اللہ ما امرهم و یفعلون ما یومرون (تحريم)

قرآن سے کرتے ہیں کہ اس سے مراد ضرور آسمان ہی ہے اور اگر اس بات کو تسلیم بھی کیا جائے تو معلوم ہوا کہ الٰہی انتہاء غایت کے لیے آتا ہے اور خدا تعالیٰ کے متعلق استویٰ علی العرش قرآن مجید میں وارد ہوا ہے اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ ساتویں آسمان پر ہے۔ تو پھر کیوں یہ نہ تسلیم کیا جائے کہ وہ ساتویں آسمان پر خدا تعالیٰ کے دائیں طرف بیٹھا ہے جو کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ کیوں دوسرے اور تیسرے یا چوتھے آسمان پر ٹھہرایا جاتا ہے۔ اگر مثال چاہیں تو قسم اتصوا الصبام الی اللیل پر غور کر لی۔ اور نیز ہم بتا چکے ہیں کہ رافع کے معنی جبکہ خدا تعالیٰ فاعل ہو مجسمہ العصری اٹھانا ہوتے ہی نہیں بلکہ رافع روحانی ہوتا ہے۔ تو آسمان وغیرہ کا جھگڑا ہی نہیں رہتا اور جو آپ نے مثالیں پیش کی ہیں ان میں سے کسی میں بھی ہماری شرائط پورے طور پر نہیں پائی جاتیں۔ اور حضرت مسیح موعود کی

(بقیہ) شہادت خداوندی ہے آج اس مضمون میں اسلامی مناظر نے آسمان کی تعین کا قرینہ اور دلائل بیان کر دیے ہیں اب قادیانی مناظر کا طلب قریم جماعت محض ہے ۱۲ مرتبہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ الرحمن علی العرش استوی سے مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عرش مکان ہے۔ جیسا کہ قدام الہ اسلام کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لامکان ہے بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ رحمان کن حیث الرحمانیت عرش پر مستوی ہے جیسا کہ حدیث قدسی ان رحمنی سیف غضبی سے ظاہر ہے۔ اور چونکہ رافع الی اللہ سے رافع الی السماء مراد ہونا دل ہو چکا ہے اس لیے بلحاظ اس امر کے کہ الٰہی انتہاء غایت کے لیے ہوتا ہے فقرہ بل رفعہ اللہ الیہ کا یہ مقتضا ہو گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں نہ یہ کہ ساتویں آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور پھر قادیانی مناظر نے جو مثال یعنی تم اتصوا الصبام الی اللیل اپنی تائید میں پیش کی ہے وہ مثال درحقیقت ہماری تائید کرتی ہے کیونکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ جب آفتاب غروب ہو جائے اور رات کا شروع ہو تو اسی وقت روزہ افطار کیا جائے اور اس میں ہماری تائید ہے۔ اور حسب تقریر قادیانی مناظر اس آیت کا یہ مطلب ہونا چاہیے کہ جب تمام رات گزر جائے تو آخری جزو رات میں افطار کیا جائے۔ دھوکا تری۔ ۱۲ مرتبہ

المنقذ صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ مرزا صاحب کی عبارتوں سے صرف یہ فائدہ حاصل کیا گیا ہے کہ رافع الی اللہ سے مراد مرزا صاحب کے نزدیک بھی آسمان کی طرف اٹھانے کا ہے اور رافع جسمانی ثابت کرنے کے لیے ہم نے بل کو میدان

عبارتیں جو پیش کی گئی ہیں ان سے بھی یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ رفع کے معنی بحسمہ  
الخصری زندہ اٹھا لینا مراد ہے بلکہ رفع روحانی جو دوسرے لفظوں میں تقرب کے  
معنی ہیں مراد ہے۔ اور مرنے کے بعد روحوں کا علیین میں جانا رفع کے منافی  
نہیں۔ اور روح کا مرنے کے بعد آسمان پر جانا مسلمانوں کا عقیدہ ہے اس لیے ہم  
یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مطابق آیت وھواللہ فی السموات و فی الارض زمین  
و آسمان میں ہے اس لیے مسیح کا رفع زمین کی طرف بھی ہوا اور آسمان کی طرف  
بھی۔ یعنی جسم چونکہ زمینی چیز تھی اس لیے وہ زمین میں چلا گیا اور روح چونکہ آسمانی  
چیز تھی وہ آسمان پر چلا گیا۔ اور روح و جسم کے درمیان تفریق کا نام ہی موت ہے۔  
اور پھر عجب بات یہ ہے کہ جیسے کہ جسم زمینی اور مادی چیز ہے اس کے اٹھانے  
والے بھی انسان ہیں۔ اور روح چونکہ لطیف اور آسمانی چیز ہے اس لیے اس کے

اٹھانے والے اور اٹھانے والے بھی فرشتے ہیں جو لطیف ہیں اور نظر نہیں آتے۔ اور آپ  
کی یہ وجہ کہ چونکہ یہود جسم مع الروح کو قتل کرنا چاہتے تھے اس بات کی دلیل ہے

(بقیہ) مناظرہ میں چھوڑ دیا ہے جو اس کا مقابلہ کر لیتے گا انشاء اللہ شکست کھائے گا جیسا کہ قادیانی  
مناظر نے شکست کھائی ہے اور مرزا صاحب نے مراحۃ آسمان کا لفظ بولا ہے جس میں کوئی تاویل نہیں  
ہو سکتی۔ اور فقرہ بل رفعہ اللہ الیہ بلحاظ سیاق آیت و قواعد عربیت حضرت علی علیہ السلام کے زندہ بحسمہ  
الخصری آسمان پر اٹھائے جانے کو ثابت کرتا ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں یہ کہنا کہ زمینی چیز زمین میں  
چلی گئی اور آسمانی آسمان میں چلی گئی۔ یہ خیالی اور ہیڈ بکوسلے ہیں جو بل رفعہ اللہ الیہ کے مدلول قطعی کا  
مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور نیز قادیانی مناظر نے ان خیالی اور وہی باتوں کے پیش کرنے کی وجہ سے دو  
شرطیں مذکورین نے تجاوز کی ہے۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچم نمبر ۳ میں اس کی تردید یوں کی ہے کہ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ بل الہالیہ میں  
ضمیر مفت مہللہ اور ضمیر مفت مشبہ دونوں کا مرجع ایک شے یعنی ہوگی اور لا تقولوا لمن یقتل  
فی سبیل اللہ امواتاً بل احياء میں مفت مہللہ امواتا ہے اور مفت مشبہ احياء ہے اور ان دو  
صفتوں کے ضمیروں کا مرجع من یقتل فی سبیل اللہ یعنی ہے نہ فقط من کیونکہ

کہ بل رفعہ اللہ میں جسم مع المروح ہی مراد ہے۔ غلط ہے کیونکہ قتل تو اخراج المروح من الجسد کا نام ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جو ایک جگہ مراد ہو۔ دوسری جگہ ضمیر سے بھی وہی مراد ہو۔ یہ غلط ہے کہ جب دو ضمیروں کا مرجع ایک ہو تو ضروری ہے کہ ایک ہی حیثیت سے اس کی طرف دونوں ضمیریں پھیری جائیں۔ قرآن مجید میں اس کے برخلاف مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ لَّيْلٌ أَمْوَاتٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ۔ اور اسی طرح اَنَا لِلَّهِ وَ اَنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کیونکہ اسی جسم اور روح کے ساتھ ہم خدا تعالیٰ کی طرف جانے والے تھیں۔ اور اعرابی زبان میں جائز ہے کہ ایک چیز کی طرف ضمیر اور معنوں کے لحاظ سے اور دوسری ضمیر دوسرے معنوں کے لحاظ سے پھیر دی جائے اور ایسا کرنے کا نام علم بدلیج میں صنعت استخدام ہے۔ چنانچہ مفسر معانی میں اس کی مثال نسقی الغنصا

www.nafseel.com

(بقول السکوتی) مَا لَا يَجْمَعُ إِلَّا بِصَلَةِ عِلَانَةٍ۔ ایسے مثالے اردو خزانوں اور انگریزی خزانوں کو دیا کریں۔ اور انا للہ وانا الیہ راجعون میں پہلے قول ابطایہ نہیں اس لیے یہ استنباط مع الفارق ہے اور نیز یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ دونوں ضمیریں مکمل مع الفیر سے ایک نئے بیہ مراد ہے۔ ۱۲ مرتب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ صنعت استخدام کے اختیار کرنے میں یہ ضروری ہے کہ وہ متفقہ حال اور وضوح دلالت کے متافی نہ ہو۔ کھو۔ علم البدیع ہو علم یعرف بہ وجوہ تحسین الکلام بعد رعایة المطابقة و وضوح الدلالة (مطلوب) اور نیز ایک مرجع بیہ قرار دینے سے قرینہ مانع ہو جیسا کہ وسعی الغضاد المساکبہ و ان ہم۔ شبو لایین جوانح و ضلوع پہلی ضمیر سے مراد مکان ہے اور دوسری سے بقرینہ شبوہ آگ ہے۔ اور وما فسلوه بقنب بل رفعہ اللہ الیہ میں صنعت استخدام اختیار کرنا متفقہ حال اور وضوح دلالت کے متافی ہے جیسا کہ پرچہ نمبر ۱ میں مفصل گزر چکا ہے اور نیز اس آیت میں ایک بیہ مرجع مراد لینے سے کوئی قرینہ مانع نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مناظر نے کسی سے طوطے کی طرح صنعت استخدام کا قصہ پڑھ لیا ہے اور اصل مابیت کا کچھ پتہ نہیں ورنہ اس آیت میں صنعت استخدام کا ذکر مذکور (۱۲ مرتب)

والساكنہ وانہم۔ شبوہ بین جوائحی و ضلوعی دی گئی ہے۔ پس اگر صرف رفع روحانی بھی لیا جائے تو عربی قواعد کی رو سے کوئی بھی اشکال لازم نہیں آتا۔ مگر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم جو اس کے معنی کرتے ہیں تو وہ مقرب کے کرتے ہیں۔ یہود کا مقصد قتل سے یہ تھا کہ وہ ثابت کریں کہ وہ نعوذ باللہ ملعون ہیں۔ کیونکہ استثناء ۲۳/۲۱ میں لکھا ہے کہ جو پھانسی دیا جاتا ہے وہ ملعون ہے لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ملعون نہیں بلکہ میرا مقرب ہے۔

اور دوسری وجہ کا یہ جواب ہے کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہم نے صلیب پر لٹکا کر قتل کر کے ملعون ثابت کرو یا مگر خدا تعالیٰ ان کی اس بات کی تردید کرتا ہے کہ انھوں نے ملعون ثابت نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ نے اس کو اپنا مقرب بنایا ہے پس یہاں پر قصر قلب بھی مائین تو ان کے خیالات میں ہو سکتا ہے۔ مخاطب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے ملعون کیا۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انھوں نے قتل نہیں کیا کہ وہ

۱۴ قادیانی مناظر نے توریت باب ۲۱ وغیرہ کو پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہا کہ جو مصلوب ہو وہ ملعون ہے اور بل البطالہ اور قصر قلب کے متفقاً پورا ہونے کی کوشش کی لیکن مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اس کی دو طریق سے تردید کی۔ اول یہ کہ بلحاظ آیت فاستلوا اہل الذکر انکم لتعلمون توریت کی طرف رجوع اس وقت جائز ہوتا جب ہم کو قرآن کریم سے یہود کا وہ عقائد جس کی دہاتلوہ تردید ہے معلوم نہ ہوتا۔ حالانکہ قرآن کریم نے یہود کے اس اعتقاد کو ان لفظوں میں وفولہم انما فسلنا المسیح عبسی ابن مریم رسول اللہ واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ دوم یہ کہ قادیانی مناظر نے قرآن کریم اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد ربیت سے تجاوز ہو کر توریت کے ساتھ جا کر پناہ لی جو یہود کی محرف منسوخ شدہ کتاب ہے لیکن توریت محرف منسوخ شدہ کتاب نے بھی اس بیچارے قادیانی مناظر کی امداد نہ کی۔ کیونکہ توریت میں یہ نہیں کہ جو مصلوب ہو وہ ملعون ہے بلکہ توریت کا یہ مضمون ہے کہ جو کسی جرم میں مصلوب ہو وہ ملعون ہے (استثناء باب ۲۱ ص ۳۰۳) اور قرآن کریم میں ہے۔

ملعون ہو بلکہ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے۔

اور تائید میں جو کسان اللہ اعزیزاً حکیماً کو پیش کیا ہے وہ کسی طرح بھی مفتی صاحب کی تائید نہیں کرتا۔ کیونکہ عزیز تو وہ ہوتا ہے جو غالب ہو۔ مگر مسیح کو آسمان پر لے جانے سے عزیز ثابت ہوتا ہے یا ضعیف ہونا؟ کیونکہ طاقتور غالب اپنی چیز کو مقابلہ کے وقت چھپایا نہیں کرتا۔ اور پھر اس سے تو اتنا ضعیف ثابت ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ اس کو آسمان پر اٹھالیا۔ پھر بھی اسے فکر پڑی کہ کہیں یہودی آسمان پر بھی آکر مسیح کو نہ لے جائیں۔ اس لیے اس کی بجائے مسیح کی شکل کسی اور کو دی تاکہ وہ اسے پھانسی پر لٹکا دیں۔ پس بتاؤ کہ اس طرح وہ عزیز ثابت ہوتا ہے یا ضعیف۔ بلکہ عزیز ہونا اس کا تب ہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی تمام

(بیت) انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الارض فساداً ان يقتلوا  
ويصلبوا ويقطع ايديهم واورجلهم من خلاف او ينفوا من الارض ذلك لهم خزي  
في الدنيا ولهم في الآخرة عذاب عظيم (ماکہ) پس اس سے واضح ہے کہ عند اللہ ملعون و غیر  
ملعون ہونے کا سبب صلاح و فساد ہے نہ قتل و صلب۔ قادیانی مناظر نے تورات کے پیش کرنے میں  
ایک تو دشرطیں مذکور ہیں سے تجاوز کیا ہے اور دوسرا اس نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ میرے پاس قرآن کریم  
اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد عربیت کے مطابق کوئی جواب نہیں۔ ۱۲ مرتب

قادیانی مناظر کے یہ خیالی اور وہی مضامین ہیں کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے مقدورات کو محدود و محدود  
سمجھ لیا ہے اور درحقیقت مطابق ان اللہ علیٰ کل شیء قدير اللہ تعالیٰ کے مقدورات غیر محدود  
غیر محدود ہیں۔ کسی کو یا نہ کوئی ہو فدا و سلاما کہہ کر نجات دیتا ہے اور کسی کو ہجرت کا حکم دے کر  
غلبہ دیتا ہے اور کسی کو دریا سے پار تار کر۔ اور اس کے دشمن کو غرق کر کے نجات عطا کرتا ہے اور کسی کو  
بوقت حملہ دشمنان آسمان پر اٹھا کر محفوظ کرتا ہے اور اس کے دشمنوں میں سے ایک شخص پر اس کی شکل  
ڈال کر باقی دشمنوں سے اس کو قتل کراتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ سب کان اللہ عزیز ان کے نتائج ہیں ۱۲



تدبیریں کر گزریں مگر خدا تعالیٰ اس کو بچالے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت کیا مخالفوں نے آگ میں ڈال دیا مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا یا نار کوئی برہ آؤ سلاما علی ابراہیم اور اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا واذبحکم ربک الذین کفروا الیٰ لیخرجوک انک انھوں نے آپ کو مکہ سے نکال دیا لیکن خدا تعالیٰ نے پھر ان پر غلبہ اور فتح عطا فرمائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کوئیں میں ڈال دیا مگر خدا تعالیٰ نے انہیں بچالیا۔ بس یہ عزیز ہونے کا ثبوت ہے۔ اور حکیم کہ وہ اس طرح اپنی حکمت سے دشمنوں کے پیچھے سے بچالیا کرتا ہے اور مطابق وعدہ کتب اللہ لا غلبن انسا ورسولہ رسولوں کو دنیا میں غلبہ دیتا ہے۔ اور جو حکمت آپ نے بیان فرمائی ہے اہل علم تو ضرور اس کی واردیں گے۔ جناب مفتی صاحب اگر مسیح کی پیدائش کلمہ کن اور نفع روح سے ہوئی تو کیا باقی آدمیوں کی پیدائش نفع روح سے نہیں ہوا کرتی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فیہرسل اللہ الملک فینفخ فیہ اور ثم سواہ و نفخ فیہ من روحہ میں ہر انسان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نفع روح ہوتا ہے اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کو آپ کو کامل خدا تسلیم کرنا چاہیے کیونکہ اس میں تو خدا تعالیٰ نے خود روح پھونکی۔ جیسا کہ فرمایا و نفخت فیہ من روحی دیکھئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان مثل عیسیٰ عند اللہ

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ بلحاظ فارسلنا الیہا روحہ (مریم) اور بلحاظ لم یمسسہ بشرو لم اک بغیا (مریم) کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فطرت میں ایک خصوصیت ہے جس کی وجہ سے ان کو فرشتوں کے ساتھ ایک خاص تشابہ ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مکیم فرما کر یہ اشارہ کیا کہ حکمت ایزدی کا یہی اقتضا ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مناسب فطرت جگہ دی جائے ۴ مرتب

کامل آدم خلقہ من تراب ثم قال له کن فیکون۔ صبح کی پیدائش کو کوئی عجیب قسم کی پیدائش خیال نہ کرو۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی طرف غور کر کے سمجھ لو کہ اس کی پیدائش میں اس سے بڑھ کر کون سی بات پائی جاتی ہے۔

پھر آپ نے حدیث پیش کی ہے۔ اور اس میں ایک تو لفظ نزول سے استدلال کیا ہے۔ مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اس سے ظاہر طور پر مع الجسم اترنا ہی مراد نہیں ہوتا۔ دیکھو قرآن مجید سے اس کی مثالیں۔ ان من شئنی الا عندنا عزز آتہ و ما تنزلہ الا بقدر معلوم۔ اور انزل الیکم من الانعام ثمانية ازاوج اور قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً۔ قد انزلنا علیکم لباساً اور انزلنا الحديد فیه باس شدید۔

اسلامی مناظرے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی پوری تردید کی ہے کہ میں نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ لکھا ہے اور اس حدیث میں نزول سے یہی معنی فرو آمدن مراد ہیں۔ ہاں جس جگہ نزول سے یہ معنی مراد لینے سے کوئی قرینہ نہ ملتا ہو تو وہاں حسب قرینہ معنی مراد ہوں گے اور یہ معنی نہیں الخ قادیانی مناظر کی عجیب لیاقت ہے کہ جن مضامین کی تردید میرے پرچہ نمبر ۱ میں موجود ہے۔ ان مضامین کو اس نے پھر بھی درج کر دیا ہے۔ دیکھو مثلاً انزلنا الحديد وغیرہ میں بقرینہ الحدید معنی پیدا ہونے کے لینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہاں نزول ہو وہاں پیدا ہونے کے معنی مراد ہوں گے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ حدیث فی نزول عند المنارة البیضا شرنی دمشق بین مہزودین واضعاً کفیه علی اجنحة ملکین (مسلم جلد ۱ ص ۴۰۱) کے معنی استغفر اللہ یہ ہوں گے کہ حضرت یحییٰ در نگین کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے پیدا ہوں گے اول تو یہ مطلب کیسا مہمل ہے۔ پھر افسوس کہ مرزا صاحب دعویٰ مسیحیت میں یہ صفت بھی نہیں پائی جاتی۔ ۱۲ مرتب

اور اس حدیث کے ظاہری معنی کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتے۔ ایک تو اس لیے کہ کون بے غیرت مسلمان ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کھودے جبکہ کوئی اپنے باپ کی قبر کو بھی کھودنا گوارا نہیں کرتا۔ اور من قبر واحد اور معی فی قبری بتا رہے ہیں کہ کج آپ کے ساتھ دفن ہوگا۔ اور حضرت عائشہ سے موطا امام مالک میں حدیث ہے کہ آپ نے اپنے حجرہ میں تین چاند رکھئے نہ کہ چار اور فتح الباری میں لکھا ہے۔ قول عائشہ فی قصة عمر كنت اريده ولا و ثرونہ

اسلامی مناظر نے اپنے پروجیکٹر ۳ میں اس کا یہ جواب دیا ہے کہ قبر سے مراد گورستان ہے اور یہ اعتراض جو قادیانی مناظر نے کیا ہے یہ تو نفوذ باللہ من ذالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے نہ مجھ پر ۱۲ مرتبہ

اسلامی مناظر نے اپنے پروجیکٹر ۳ میں اس کی تردید کی ہے جس کی تشریح یہ ہے کہ قادیانی مناظر نے حضرت عائشہ صدیقہ کی خواب کی صحیح تعبیر نہیں کی تھی اور صحیح تعبیر یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے خواب میں اپنے حجرہ میں تین چاند رکھے۔ نہ آفتاب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ مستغیر و مستغنی ہیں بمنزلہ آفتاب ہیں اور شیخین اور حضرت مسیح مجدد وقت ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہونے اور آپ کے نور سے مستغیر ہونے کی وجہ سے آپ کے مقابلہ میں بمنزلہ چاند کے ہیں و بیان جمیع ذالک ان جرم القمر فی نفسه کمدا رزق مظلم غیر نورانی کثیف صقيل النما يستضيء بضياء الشمس (شرح جہنمی ص ۹۰)

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاند ہی نہیں بلکہ آفتاب اور دو چاند یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی قبریں حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں ہو چکی ہیں اس لیے تیسرا چاند یعنی حضرت علی علیہ السلام کی قبر ہونی اور ان کا اس حجرہ میں مدفن ہونا باقی ہے۔ اور نیز اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاند کی صورت میں دکھائی دیتے تو آپ کے دفن کے وقت یہ حدیث کیوں پیش کی جاتی کہ انبیاء



ہوتا۔ سنی پیشگوئیوں میں حقیقت اور مجاز دونوں مراد ہو سکتی ہے۔ دیکھئے نہایہ ابن اثیر میں جعل منهم القردة و الخنازیر کے ماتحت لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ وہ حقیقی طور پر بندر بن گئے ہیں اور یہ بھی ہے کہ مجازی طور پر ان کو بندر اور سور کہا گیا ہو۔ اور پھر قسطلانی جلد ۵ ص ۴۹۹ میں یکسر الصلیب کے معنی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حقیقت کسر صلیب بھی ہو سکتی ہے اور عقیدہ صلیبی بھی مراد ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کے خیال کے ہی لوگ ہوتے تو پیشگوئی اسر عسکن لحوقانی اطولکن بدأ کو جھٹلا دیتے اور کہہ دیتے کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ حقیقت مسجد نہیں تھی۔

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت کا آپ مطلب نہیں سمجھے۔ آپ یہ

اسلامی مناظرے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس طرح تراویکی ہے کہ فن بیان میں ہے اما المجاز المفرد فهو الكلمة المستعملة في غير ما وضعت له في اصطلاح به الخطاب على وجه يصح مع قرينة عدم ارادته اى ارادة ما وضعت له (مطلوب ص ۳۲۸) اس تعریف مجاز سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ حقیقت اور مجاز مطلقاً جمع نہیں ہو سکتے نہ پیشگوئیوں میں اور نہ غیر پیشگوئیوں میں۔ تو قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ پیشگوئیوں میں حقیقت اور مجاز دونوں مراد ہو سکتے ہیں ثمرہ جہالت ہے۔ اور ابن اثیر اور قسطلانی کی تحریر کو پیش کرنا ایک تو دونوں شرطین مذکورین سے تجاوز ہے۔ اور دوسرا ان کی تحریر کا یہ مطلب ہے کہ حقیقت مراد ہے اور اگر حقیقت کا مراد لینا محذور ہو تو مجاز مراد ہو سکتی ہے۔ ۲۔ مرتب

۲۔ مرزا صاحب کی یہ عبارت ہے۔ ”بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں“ (ازالہ اوہام ص ۹۶۸) قانون فن بیان اور مرزا صاحب کا تسلیم امکان اور طوطیت دو شرطین مذکورین نے قادیانی مناظر کو عاجز کر دیا ہے۔ ۲۔ مرتب



کو آگاہ کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا قصہ بدوں کسی قسم کی تاویل اور کسی قسم کے استعارہ و مجاز کے کسی قوم نے تسلیم نہیں فرمایا۔ یہ میری بات سرسری نہ سمجھو۔ نمونہ کے طور پر دیکھ لو کہ ہمارے اکثر مفسرین حضرت مسیح کے قصہ میں الہی منسوفیک ورافعک میں کیا کچھ ہیر پھیر نہیں کرتے۔ "اب معاملہ صاف ہے پس حضرت خلیفۃ المسیح اول کا قول ہماری تائید میں ہے نہ کہ تردید میں۔ اور یہ آپ نے خلاف شرط کیا ہے۔ ہم نے دوسرے ائمہ کے حوالہ جات موت مسیح کے متعلق مثلاً یہ کہ حضرت امام مالک کا مذہب ہے کہ مسیح وفات پا گئے ہیں اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی وغیرہ اپنے سکوت سے ان کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کی وفات کے قائل ہیں۔ پیش نہیں کئے لیکن آپ نے خلاف شرائط بہت سی باتیں پیش کی ہیں۔ ہم نے یہ کبھی نہیں کہا کہ خلفاء مسیح موعود کی نیک نیتی ہوگی بات یا ان کے عقائد کے خلاف ہمارے عقائد ہیں۔ یا ان کی واجب الاتباع بات ہم ماننے کے

الاسلامی مناظرے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کے متعلق یہ کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک کا کسی طرح سے ذکر کرنا دو شرطین مذکورین سے تجاوز ہے اور پھر ان ائمہ رضوان اللہ علیہم کا ذکر قادیانی مناظر کو مفید بھی نہیں بلکہ مضر کیونکہ امام الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ و خروج الدجال و باجوج و ماجوج و طلوع الشمس من المغرب و نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء و سائر علامات يوم القيامة علی ماوردت به الاخبار الصحیحة حتی کانن (فقہ اکبر) اور یہی مذہب ہے کل ائمہ شافعیہ کا یعنی سب اسی عیسیٰ ابن مریم یحییٰ بن ماریہ کے نزول پر متفق ہیں چنانچہ ائمہ صحاح ستہ اور شیخ سیوطی وغیرہ کی تصریح سے ظاہر ہے۔ اور ائمہ مالکیہ کا بھی یہی مذہب ہے چنانچہ شیخ الاسلام احمد نواز دیلماسکی نے فواکہ دوائی میں تصریح کر دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اشراط ساعت سے ہے ۱۲ مرتب

لیے تیار نہیں ہرگز نہیں۔

۱۔ پھر جناب والا کو معلوم رہے کہ وفات مسیح ماننے سے عیسائیت کو تقویت نہیں پہنچتی بلکہ اس کی بچ کٹی ہو جاتی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح تھوڑی سی دیر کے لیے وفات پا کر آسمان پر زندہ اٹھالیا گیا۔ اور آپ کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ مسیح آسمان پر اٹھالیا گیا۔ اور تفسیروں میں ایسے کئی اقوال موجود ہیں کہ چند گھنٹے مسیح نے وفات پائی اور پھر وہ آسمان پر اٹھالیا گیا۔

۲۔ سچے جناب اس عقیدہ کو ماننے سے حضرت مسیح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل مانا پڑتا ہے۔ اور عیسائیوں کی تائید ہوتی ہے۔ قاعدہ ہے کہ جتنی

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ حیات مسیح ابن مریم مذہب اسلام کے مناسب ہے اور وفات مسیح ابن مریم مذہب اسلام کے نامناسب اور ناظرین کو غور کرنے سے ظاہر ہوگا کہ قادیانی مناظر نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کیونکہ قادیانی مناظر نے یہاں لکھا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام تھوڑی دیر کے لیے وفات پا کر آسمان پر زندہ اٹھالیا گیا۔ تو اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک موت اور معبودیت میں منافات نہیں۔ ہاں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات تسلیم کی جائے تو عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کی بچ کٹی ہو جاتی ہے۔ ۱۲ مرتب

۳۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ قادیانی مناظر کے یہ وجوہات بروئے قرآن کریم و حدیث نہیں بلکہ خیالی اور وہی ڈھکوسلے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ بروئے قرآن کریم اور حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفون ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر ہونا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں کیونکہ قرآن کریم اور حدیث کا یہ فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کمال الوہیت میں ہے اور انسان کا کمال عبودیت میں ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔



کسی کو پیاری اور محبوب چیز ہو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ مگر تکلیفوں کے وقت مسیح

(بقیہ) یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشاً والسماء بناءً و انزل من السماء ماءً فاخرج به من الثمرات رزقاً لکم (الآیہ) (پترہ پ) اس آیت میں خداوند کریم نے انسان کو عبادت کا امر فرمایا ہے جو اعلیٰ درجہ کی عبودیت کا نام ہے اور پھر ربکم اپنی صفت بیان کر کے یہ بتایا ہے کہ میری صفت ربوبیت یعنی کمال تک پہنچانا اس وقت کام کرتی ہے۔ جب انسان اعلیٰ درجہ کی عبودیت میں لگ جاتا ہے۔ اور پھر اپنی چند صفات بیان کر کے اخیر میں صفت و انسول من السماء ماءً فاخرج به من الثمرات رزقاً لکم کو ذکر کیا ہے اور اس میں یہ بتایا ہے کہ زمین جو پستی کا مظہر ہے پستی ہوئے کے آسمان سے جو بلندی کا مظہر ہے کس طرح فائدہ اٹھاتی ہے اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو عبادت یعنی اعلیٰ درجہ کی عبودیت میں لگا کر پستی کا مظہر بناتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بلندی سے بلند ہوتی ہے رحمت و برکات کا نزول ہوتا ہے۔ اور انسان جس قدر عبودیت میں ترقی کرتا ہے۔ اسی قدر زیادہ عند اللہ مقرب ہوتا ہے اور یہ امر بالکل روشن ہے کہ اللہ تعالیٰ الوہیت میں لاشریک نہ ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال عبودیت میں لاشریک نہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ان مقامات میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ درجہ کے اعزاز دینے کا ذکر ہے اور جہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس اعلیٰ اعزاز ملنے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں نقص پیدا ہو گیا ہو اس بات کی شہادت دی ہے کہ باوجود ایسے اعلیٰ اعزاز ملنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا بلکہ عبودیت میں ترقی کی ہے۔ دیکھو مباحسان السدی اسری بعبدہ اور فاوحی الی عبده ما اوحی اور ببارک الذی نزل الفرقان علی عبده میں باوجود مقامات اعزاز ہونے کے خدا تعالیٰ نے عبد کی اضافت اپنی طرف کر کے سمجھا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوا بلکہ ترقی ہوئی ہے۔

کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور آنحضرت کو زمین پر چھوڑا۔ آپ نے پتھر کھائے۔  
ایزیوں سے خون بہا۔ دودانت شہید ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسیح خدا تعالیٰ کو

(بقیہ) دینہ میں اپنی طرف اضافت نہ کرتا۔ اور اسی کمال عبودیت کا نتیجہ و دفعہ عنہ الک  
ذکر کہ ہے۔ اور اسی کمال عبودیت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل المرسلین بلکہ  
افضل الملائکہ المقربین ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قرب الہی  
اور رفعت منزلت میں بدرجہ فوقیت ہے اور اسی کمال عبودیت کا یہ اقتضاء ہے کہ از ابتداء  
پیدائش تا وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا رنگ رہے جو عبودیت کے مناسب ہو۔ یہی

وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر نہایت اسباب متفق ہوئے اور تمام حیاتی زمین  
پر لمسی اور زمین پرانی فوت ہوئے اور زمین میں ہی مدفون ہوئے جو پستی کا مظہر ہے۔ ایک  
شاعر نے کہا ہے۔

OF AHLESUNNAT WAL JANNAAT

فلک الافلاک پر قریاں زمین پر ناز میں مدتے جہاں کے خیمہ قریاں زمانہ کے حسین مدتے  
زمان قریاں زمین مدتے مکان قریاں کہیں مدتے میرا دل ہی نہیں قریاں میری جاں ہی نہیں مدتے  
نیاز و آکساری پر اللہ العالمیں مدتے اور حدیث میں ہے من توضع لله وفده الله ۱۲ مرتب  
یہ وہی دھوکو سہلے ہیں قرآن کریم کا تو یہ ارشاد ہے وبشر الصابرين الذين اذاصابتهم  
مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون اور بلحاظ آیت لقد كان لكم في رسول  
الله اسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر وذكر الله كثيراً (جزواۃ)  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسوۂ حسنہ کا ملہ میں اس لیے حکمت ایزدی کا یہ اقتضاء ہوا کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام انبیاء سے سخت ترین مصائب نازل کی جائیں تاکہ صبر کا ظہور بھی ہے  
نظیر رنگ میں ہو ۱۲ مرتب

آپ سے زیادہ محبوب ہے دوسرے اس کو اعلیٰ مقام پر پہنچایا گیا اور اپنے پاس لے  
 بٹھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین پر سلا یا۔ بتاؤ ان میں سے افضل کون  
 ہوا۔ تیسرے آپ نے مانا کہ مسیح کی پیدائش میں زمیعت کا کوئی دخل نہ تھا۔ اسی  
 وجہ سے ان کا آسمان پر جانا صحیح ہوا۔ مگر بتائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو  
 آسمان پر نہ گئے اس لیے ان میں زمین کا دخل ہوا۔ چوتھے وہ دو ہزار برس سے بغیر  
 کھانے پینے کے زندہ اور پھر اسی کو دوبارہ بھیجا جائے گا۔ اور قاعدہ ہے کہ جس کا  
 کام اچھا رہا ہو اس کو دوبارہ بھیجا جاتا ہے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم سے وہ افضل ہیں اور ان میں روحانیت اور قدوسیت زیادہ ہے اس  
 لیے ان کا دوبارہ بھیجا جانا حجت پر کیا گیا۔ پانچویں وہ اپنے آسمان پر جانے اور  
 ہزاروں برس زندہ رہنے اور پیدائش میں زمیعت سے پاک ہونے کی وجہ سے  
 تمام بنی آدم کے نمائندے ہیں۔ بتاؤ یہ عقائد صلیبی عقائد کی تائید کرتے ہیں یا  
 ہمارے عقائد کہ وہ وفات پا گئے ہیں مسیح ہے۔

یوحنا نصری رمانا قیامت زندہ سے فہمند مگر مدفون شرب را عداوند ایں فضیلت را  
 زبوائے نافہ عرفاں جو محروم ازل بودند پسندیدند در شان شبہ خلق ایں عدلت را  
 ہمہ عیسائی نرا از مقال خود مدد داوند دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را  
 پس وفات ماننے سے صلیبی عقائد پاش پاش ہو جاتے ہیں اور اس کی حیات  
 ماننے سے اسے پورا خدا مان لیا پڑتا ہے۔

اس عبارت سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قادیانی مناظر کا خدا کے کین ہونے کا اعتقاد ہے حالانکہ  
 تمام اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ لامکان ہے۔ ۲۔ مرتب  
 ایسے اشعار اسلامی مناظر کے مقابلہ پر پیش کرنے جن کے شاعر کو وہ مفتری سمجھتا ہے کمال  
 و وجہ کی جہالت ہے۔ ۲۔ مرتب

دوسری دلیل: آپ نے اس آیت میں ایک تالیسویں پر زور دیا ہے کہ اس کے معنی سوائے استقبال کے ہو ہی نہیں سکتے۔ آپ دعویٰ سے فرماتے ہیں کہ ”تمام محاورات قرآن وحدیث اس کی شہادت دیتے ہیں۔“ فی الحال میں آپ کے اس دعویٰ کو توڑنے کے لیے وہ مثالیں پیش کرتا ہوں غور سے پڑھیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وان منکم لمن لیبطن فان اصابکم مصیبة قال قد انعم اللہ علی اذلم اکن معہم شہیداً۔ ولئن اصابکم فضل من اللہ لیقولن کان لم تکن بینکم وینہ مودة یا لیتی کنت معہم فافوز فوزاً عظیماً۔** اس کے معنی بھی وہی پیش کرتا ہوں جو مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے کئے۔ ”اور تحقیق بعض تم میں سے البتہ وہ شخص ہیں کہ دیر کرتے ہیں نکلنے ہیں۔ پس اگر پہنچ

اسلامی مناظرے اس پر چھ برس اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ **وان منکم لمن لیبطن** وغیرہ میں بھی بلحاظ قاعدہ نحوی انقلاب جو ہم نے پیش کیا ہے۔ استقبال ہی مراد ہے۔ آپ بھی کوئی قاعدہ نحوی پیش کریں جس سے یہ ثابت ہو کہ بوقت دخول لام تاکید و نون ثقلیہ غیر استقبال بھی مراد ہو سکتا ہے آپ ہرگز پیش نہ کر سکیں گے۔ اور جب حسب شرائط مقررہ ہم قرآن کریم اور حدیث اور قواعد عربیت کے مطابق مناظرہ کر رہے ہیں تو آپ گھبرا کر ہر ایک فقرہ میں شرائط سے کیوں تجاوز کر رہے ہیں۔ اور کبھی شاہ رفیع الدین صاحب کا نام لیا جاتا ہے اور کبھی خلاف واقع امام مالک کا ذکر کیا جاتا ہے اور کبھی حال لٹھیندہم مسلمان کا ہے کیونکہ برقریر تسلیم استمرار استمرار استقبال مراد ہو گا اور قادیانی مناظرے جو قرآن کریم کا اس موقع پر یہ فقرہ یعنی **ولئن اصابکم فضل من اللہ لیقولن انک عیش** کیا ہے اس سے بھی اس کی چال نکلتی ہے کیونکہ ایک تالیسویں پر لام تاکید و نون ثقلیہ داخل ہے اور دوسرا شرط حرف ان داخل ہے جو نیز استقبال کے لیے آتا ہے فسان للاستقبال وان دخلت علی المعاضی (کا تیرا بن حاجب) کیا فان تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ والرسول کے طریق پر مباحثہ کرنا اسی کا نام ہے اگرچہ

جاتی ہے تم کو نصیبت۔ کہتا ہے تحقیق احسان کیا اللہ نے اوپر میرے جس وقت کہ نہ ہو امیں ساتھ ان کے حاضر۔ اور اگر پہنچ جاتا ہے تم کو فضل خدا کی طرف سے البتہ کہتا ہے کہ گویا نہ تھی درمیان تمہارے اور درمیان اس کے دوستی۔“ پھر آیت والذین جاہدوا فلنا لنہدبہم سبلنا میں استمرار کے معنی ہیں۔ خالص استقبال کے لیے نہیں۔

اور اعلیٰ خلیفہ اول کا جو قول آپ نے پیش کیا ہے وہ اس وقت کا ہے جبکہ آپ اس جماعت میں شامل نہیں تھے۔ اور ان معنوں پر مجھے مندرجہ ذیل اعتراضات ہیں۔

۱۔ کیا وجہ ہے کہ جب مجاہد اور ابن عباس جیسے بزرگ تابعی اور صحابی نے قبل موت سے مراد کتابی کی موت کی ہے وہ صحیح نہیں۔ وجہ بیان کریں اور لکھا ہے

اسلامی مناظرے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کی ہے کہ مولوی نور الدین وہ شخص ہے جس کی مرزا صاحب نے جو آپ کے تفسیر میں یوں لکھی ہے۔ اور تو جس کے بعد بھی مولوی نور الدین صاحب نے اس معنی میں کوئی ترمیم نہیں کی۔ ۱۲ مرتب

۲۔ اسلامی مناظرے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ مجاہد تابعی ہے جیسا کہ قادیانی مناظرے لکھا ہے اور قرآن کریم کی تفسیر میں تابعی کا قول پیش کرنا شرط نمبر ۲ سے تجاوز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تعلق قادیانی جماعت کا حال مانند افسوس منون بعض الکصاب و تکفرون بعض ہے ورنہ ہم اور قادیانی جماعت مانگن فیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول پر فیصلہ کریں۔ عن ابن عباس وان اللہ رفعہ بجسده و اللہ حی الن الآن و سبوح علی الدنیا فیکون فیہا ملکاً ثم یموت کما یموت الناس (طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۶) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسدہ الحصری اٹھالیا ہے اور وہ اس وقت زندہ ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے پھر بارشاہ ہوں گے پھر فوت ہوں گے جیسا کہ اوہ لوگ فوت ہوتے ہیں ۱۲ مرتب



العدواة والبغضاء کے خلاف ہیں کیونکہ اس میں فرمایا ہے کہ مسیح کے متبعین اور منکرین دونوں قیامت تک رہیں گے۔

۴۔ سیاق و سباق کے خلاف ہے کیونکہ پہلے اس کے فرمایا فلا یؤمنون الا قلیلاً کہ یہودی ایسے شریر ہیں کہ ان میں سے تھوڑے ہی ایمان لائیں گے۔ اور پھر کہہ دیا کہ سب ہی ایمان لے آئیں گے۔

۵۔ یہ معنی عبارة النص کے بھی خلاف ہیں۔ کیونکہ یہاں یہودیوں کی شرائط کا بیان کرنا مقصود ہے۔ اور یہ ان کی شرائط بیان ہوئی ہیں۔ چنانچہ اس کے آگے بھی ان کی شرائط کا بیان ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ پہلے شرائط بیان کر کے پھر اس کی تعریف کر کے پھر کہہ دیا کہ یہ بڑا بد معاش ہے۔ بتاؤ یہ طریق کلام شریفوں کا ہوا کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ بھی ان کی شرائط ہے کہ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ وہ صلیب پر نہیں مرا۔ یہ اہل کتاب مانتے رہیں گے کہ ہم نے اسے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا ہے۔ کیونکہ اگر یہ نہ مانیں تو ان کا مذہب باطل ہوتا ہے۔ ان میں سے جو نیک تھے ان کا آگے لکھنا

(بقیہ) اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تغلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا (چشمہ معرفت ص ۸۲/۸۳) پس آیت اغربنا بینہم العدواة والبغضاء سے مراد طول زمان ہے ورنہ یہ آیت اور آیت هو الذی ارسل رسولہ الخ متعارض ہوں گی۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں جو آیت وقولہم الاقلنا المسيح الخ اور آیت و ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موته کے درمیان ارتباط بیان کیا ہے۔ اس مضمون ارتباط میں غور کرنے سے یہ اعتراضات وار نہیں ہوتے۔ تو پھر قادیانی مناظر کا ان اعتراضات کو درج کرنا کی غلطی کا نتیجہ ہے۔ ۱۲ مرتب

الراسخون میں لگن کے لفظ علیحدہ بیان کیا ہے۔

۶۔ اور اگر خدا نخواستہ اہل کتاب نے سمجھوتہ کر لیا کہ ہم نہیں مانتے تو خدا تعالیٰ کو بھی مشکل پڑ جائے گی۔ کیونکہ اگر وہ مارتا ہے تو اس آیت کے خلاف ہوتا ہے۔ کیونکہ مسیح کا مرنا اور اہل کتاب کا مرنا ان کے ایمان لانے پر موقوف ہے۔

اور ۲۔ جو استشہاد ابو ہریرہ کا پیش کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ ان کا دوسرا استشہاد کہ ما من مولود یولد الا نفسہ الشیطان وقت ولادته الا مریم و ابنہا عیسیٰ پر آیت قافراً و ان شتتم انی اعیذھا بک وذریعتها من الشیطان الرجیم صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث میں مس شیطان کا وقت ولادت کا ذکر ہے۔ اور حضرت مریم کی والدہ نے جو دعا کی تھی تو وہ ان کی پیدائش کے بعد کی ہے۔ نہیں حضرت عیسیٰ کے مس شیطان سے محفوظ رہنے کا باعث مندرجہ بالا دعا قرار دینا بالکل غلط ہے اور اصول دہالوں نے لکھا ہے۔ "القسم الشانی من

ایہ بھی خداوند کریم کے ساتھ استہزاء ہے کہ نعوذ باللہ من اذالک ۱۲ مرتب۔

صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے کپڑے کو بچھائے گا پس وہ نہ بھولے گا اس بات کو جو میرے سے سنی ہے۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا کپڑا بچھا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان فرماتے رہے پھر میں نے اس کپڑے کو اپنے ساتھ چسپاں کر لیا اس کے بعد جو حدیث میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اس کو بھولا نہیں۔ سبحان اللہ ابو ہریرہ پر جو ایسا جلیل القدر صحابی ہے محض اس وجہ سے کہ اس کی روایت قادیانی مناظر کے مخالف ہے اعتراض کئے جاتے ہیں اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ ابو ہریرہ سے ابو ہریرہ حقیقی معنوں میں مراد نہیں عجیب لیاقت ہے اور اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں حقیقت و مجاز کا قانون بیانی بیان کر کے اور مرزا صاحب کا تسلیم امکان حقیقت ظاہر کر کے ایسی حدیثوں سے مجازات مراد لینے کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اب قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ اس حدیث میں مجازات مراد ہیں یہ محض دعویٰ بلا دلیل ہے اور دونوں شرطیں مذکورین سے تجاوز ہے۔ ۱۲ مرتب



الرواة هم المعروفون بالحفظ والعدالة دون الاجتهاد والفتوى كابي  
هريرة وانس ابن مالك“ (ملاحظہ ہوا اصول شاشی)

پس ابو ہریرہ کا یہ استشہاد صحیح نہیں۔ اور اسی آیت کے ماتحت نووی میں لکھا  
ہے کہ اکثر علماء نے موتہ کا مرجع کتابی کو ٹھہرایا ہے اور جو حدیث ہے اس میں مجاز  
ہی مجاز مراد ہے۔ اول تو اس کا راوی ابو ہریرہ ہے۔ جو حقیقی معنوں میں ابو ہریرہ  
مراد نہیں ہے۔ اور اسی طرح منکر۔ اتم۔ فیکم۔ اما منکم میں کم کے حقیقی مخاطب صحابہ  
ہیں اور مجازی طور پر ہم۔ اور اسی طرح ابن مریم بھی حقیقی نہیں۔ بلکہ مجازی مراد  
ہے۔

اور اجو آپ نے براہین احمدیہ سے عبارت پیش کی ہے وہ خلاف شرائط ہے  
کیونکہ وہ آپ کے دعویٰ سے پہلے کی ہے۔ مگر پھر بھی میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

اسلامی مناظرہ نے اپنے پراچہ نمبر ۲ میں اس طرح جواب دیا ہے کہ براہین احمدیہ کی عبارت کو پیش کرنا  
خلاف شرائط نہیں کیونکہ مرزا صاحب اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں۔ معلوم نہیں یہ کتاب کہاں اور  
کب ختم ہوئی۔ اس کتاب کا ظاہر باطن متولی خدا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کتاب کے  
مضامین تصدیق شدہ خداوندی ہیں۔ اور نیز اسلامی مناظرہ نے اپنے پراچہ نمبر ۱ میں براہین احمدیہ کی یہ  
عبارت پیش کر کے یہ لکھا ہے کہ میں نے اس عبارت کو بطور الزام نہیں پیش کیا بلکہ یہ بتانا ہے کہ جن  
دلوں مرزا صاحب کو الہام و مجیدیت کا دعویٰ تھا ان دنوں ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
زندہ ہیں حالانکہ قرآن داتی میں ان دنوں بھی اس کمال کا دعویٰ تھا کہ تین سو لاکھ قرآن کی حقانیت  
کے قرآن ہی سے دینے کے ثبوت میں براہین احمدیہ لکھی تھی۔ اگر مسئلہ حیات مسیح اس قسم کا غلط ہوتا کہ  
اس کی تردید قرآن مجید میں ہوتی تو ایسا قرآن دان قرآن کا حامی اس عقیدہ کو دل و دماغ میں رکھ کر  
میدان مناظرہ میں نہ آتا اور قادیانی مناظرہ مرزا صاحب کا کوئی قول ہمارے مقابلہ پر پیش نہیں کر  
سکتے۔ کیونکہ ہم بوجد اس اعتقاد کے کہ مرزا صاحب مفتری ہیں یہی سمجھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو  
عقیدہ براہین احمدیہ میں ظاہر کیا ہے وہ نیک نیتی سے ہے اور جو دعادی بعد میں کئے ہیں وہ بوجہ لالچ  
و طمع نفسانی کے ہیں ۱۲ مرتب

آپ نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔ ”اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ رہے۔ وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا۔ مخالفوں کے لیے قابل استناد نہیں۔ کیونکہ مجھے خود بخود علم غیب کا دعویٰ نہیں۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ خود نہ سمجھا دے۔“ (کشتی نوح ص ۷۴) پس جب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسے قابل استناد نہیں مانتے۔ اور اصولی طور پر بھی قابل استناد نہیں۔ کیونکہ اصحاب یعنی الاہواء ماکان علیہ حجت نہیں ہوتا۔ تو پھر کسی کا کیا حق ہے کہ وہ اسے پیش کرے۔ اس کی مثال تو ایسی ہے کہ کوئی شخص ۲۰ فٹول وجھک شطر المسجد الحرام کے نزول کے بعد بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کو بطور سند پیش کر کے کہے کہ آپ اس لیے رسول آخر الزماں نہیں ہیں کہ اس کا قبلہ مکہ ہونا تھا۔ اور آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے۔ اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی کے متعلق رد منہ القیومیہ ص ۸۰ میں لکھا ہے۔

۸۷ مکتوبات نمبر ۱۰۰ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے جو معارف توحید و جود و غیرہ کے بارے میں لکھے ہیں وہ محض عدم اطلاع سے لکھے گئے ہیں جب

الاصحاب کا ذکر بھی دو شرطیں مذکور ہیں سے تجاوز ہے ۱۲ مرتب

۱۲ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کی ہے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ مسئلہ حیات مسیح ابن مریم اعتقادات سے ہے اور تجویل قبلہ عملیات سے۔ اور نیز تجویل قبلہ الاموال معاملہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہے جس کو سب اہل اسلام نبی برحق اعتقاد کرتے ہیں۔ اور پہلے حیات مسیح ابن مریم کا قول کرنا اور پھر وفات کا قول کرنا۔ بھر زما صاحب کے ذریعہ ہے جن کو تمام اہل اسلام مفسری اعتقاد کرتے ہیں ۱۲ مرتب

۱۳ امام ربانی کا ذکر بھی دو شرطیں مذکور ہیں سے تجاوز ہے ۱۲ مرتب

مجھے کام کی اصل حقیقت معلوم ہوئی تو جو کچھ ابتداء اور وسط میں لکھا گیا اس پر شرمندہ اور مستقفر ہوا۔

پس باوجودیکہ شرائط میں یہ طے ہو چکا تھا کہ قیل دعویٰ مسیحیت کی تحریر پیش نہیں کی جائے گی۔ مگر آپ نے خلاف شرائط اسکے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں لکھیں۔

ہمارے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہے کہ قرآن مجید سے جو دلائل پیش کئے گئے ہیں ان میں سے ایک دلیل بھی حضرت مسیح کی حیات پر دلالت نہیں کرتی۔  
نافہم۔

دستخط قادیانی مناظر جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل۔ دستخط کردار

دو ایلیاں: پریزنٹڈ  
WWW.NAFSEISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY  
OF AHLE SUNNAT WAE JAMAAT"

از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

وقت تحریر پرچہ ایک گھنٹہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم

رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدہ من لسانی

یفقہوا قولی۔

۱۔ آپ نے لکھا ہے۔ ”وہ ابھی داخل نہیں اموات میں ہے یہی مضمون تمہیں

آیات میں“۔ آپ تمہیں آیات ہی نقل کر دیں جن میں یہ لکھا ہے کہ مسیح زندہ ہیں

مردوں میں شامل نہیں۔ اگر آیات تمہیں لکھ سکتے تو صرف لپیٹا رہ سورۃ رکوع وغیرہ

ی لکھ دیں۔ THE NATURAL PHIL

۲۔ آپ مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں نے کوئی آیت یا حدیث وفات مسیح

پر پیش نہیں کی۔ مگر بعد میں پھر خود ہی میرے دلائل پیش کردہ کی تردید بھی کرتے

۱۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ شعروں کا مطلب یہ ہے کہ تمام

قرآن کریم سے وفات ابن مریم ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ قرآن کریم سے حیات مسیح ابن مریم ثابت

ہے۔ اور کوئی قرآنی آیت حیات کے خلاف نہیں ۱۲ مرتب

۲۔ اگر قادیانی مناظر اسلامی مناظر کی عبارت پرچہ نمبر ۴ کا مطلب سمجھتا تو یہ اعتراض نہ کرتا۔ کیونکہ

اسلامی مناظر کا مطلب یہ ہے کہ قادیانی مناظر نے اپنے زعم کے مطابق دلائل وفات مسیح ابن مریم

پیش کئے ہیں لیکن قرآن کریم یا حدیث میں سے کوئی ایسی دلیل نہیں بیان کی جو لحاظ الفاظ و قواعد

عربیہ وفات ابن مریم کو ثابت کرے جیسا کہ تردید سے ظاہر ہے۔ ۱۲ مرتب

ہیں۔ تو پھر آپ کا یہ کہنا کہ میں نے کوئی آیت یا حدیث وفات مسیح پر پیش نہیں کی کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔

۳۔ آپ فرماتے ہیں کہ فلما توفیتی سے مراد انحضرتی ہے۔ قرآن شریف کہتا ہے کہ مسیح کی صرف دو حالتیں ہیں۔ اور دونوں کے درمیان حد فاصل توئی ہے اس سے ثابت ہوا کہ پہلی حالت میں کبھی توئی نہیں پائی گئی۔ اور پہلی حالت کا اختتام توئی سے ہوا۔ جس کے معنی حسب تفسیر آپ کے یہ ہوئے کہ مادامت کے زمانہ میں کبھی نہیں سوئے۔ اور یہ قرآن مجید کے الفاظ لا ناخذہ سنۃ ولا نوم۔ کا ترجمہ ہے جو مادمت کی حالت میں ان میں الوہیت کو ثابت کرتا ہے دوسرے توئی کی دو صورتیں ہیں۔ ایک نیند اور دوسری موت۔ قرآن شریف کہتا ہے کہ نیند کی توئی ایسی ہے جو بار بار آتی ہے۔ اور موت کے وقت جو توئی ہوتی ہے وہ ایسی ہے جو ایک ہی دفعہ ہوتی ہے۔ اور یہ آیت بتاتی ہے کہ یہ توئی ایسی ہے جو ایک ہی بار ہوئی۔ کیونکہ یہ دو حالتوں کے درمیان حد فاصل ہے۔ اور دونوں حالتوں کو علیحدہ علیحدہ کرتی ہے۔ اس لیے وہ موت ہی ہے نہ کوئی اور۔

۴۔ آپ لکھتے ہیں کہ تثلیث زیر بحث نہیں ہے۔ اس کے لیے علم ہونا یا نہ

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی تردید کی کی طرف یوں اشارہ کیا ہے کہ مطابق آیت اللہ جو فی الانفس حسین مو تھا توفیتی سے معنی انحضرتی مراد لینے صحیح ہیں۔ اور قادیانی مناظر حد فاصل کہہ کر محض عوام کو مغالطہ میں ڈالنا چاہتا اور نہ معاملہ صاف ہے کیونکہ جب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ لکھا ہے کہ توفیتی پیشگوئی انہی متوفیک ورافعک الہی کے وقوع کا بیان ہے تو نیز مع الرفع مرادگی جو حد فاصل بھی ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۲۔ اس مضمون کی تردید ہو چکی ہے۔ لیکن اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں بھی قادیانی مناظر کو یوں ہدایت کی ہے کہ آیت انتخاب تمام اس طرح ہے۔ واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم ۱۱ نہت

قلت للناس اتخذونی و امی الہین من

ہونا دونوں برابر ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ مسیح نے جواب میں یہ بات کہی ہے یا نہیں۔ اگر بغرض تسلیم مان بھی لیا جائے کہ وہ اس سوال سے باہر تھی۔ مگر مسیح نے جو جواب میں اس کا ذکر کیا۔ تو ان کا کہنا یہ جھوٹ تھا یا سچ۔ اگر جھوٹ تھا تو (نعوذ باللہ) نبی جھوٹا ٹھہرتا ہے۔ اگر سچ تھا تو ان کی وفات ثابت ہے۔ کیونکہ وہ اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں۔

۵۔ توفیتی کے معنی نیک کرنا بالکل اغلط ہیں۔ کیونکہ نیک کے معنی توفی کے اس وقت ہوتے ہیں جب کوئی قرینہ منایا لیل وغیرہ ہو۔ اور یہ مسلمہ فریقین ہے اور پھر

(بقیہ) دون اللہ قال سبحانه ما يكون لى ان اقول ما ليس لى بحق ان كنت قلته وقد علمته تعلم ما فى نفسى ولا اعلم ما فى نفسك انك انت علام الغيوب. ما قلت لهم الا ما امرنى به ان اعبد الله ربى و ربكم و كنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتى كنت انت الرقيب عليهم و انت على كل شئ شهيد. ان تعذبهم فانهم عبادك و ان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم۔ (ماکرہ) اور آیت کے الفاظ میں غور کر کے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرینہ بحث قول ہے نہ علم۔ دیکھو انت قلت للناس اور دیکھو ما يكون لى ان اقول اور دیکھو ما قلت لهم الا ما امرتنى یہ امر نہایت روشن ہے کہ سوال قول سے ہے۔ اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذمہ قول کے متعلق جواب دینا ضروری تھا نہ علم کے متعلق اور علم کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اور اس آیت میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے علم کی نفی کی ہے۔ ۱۲۔ امر تب ان کا دینی مناظر کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ توفی نیک کے معنی میں مجاز ہے بوجہ ضرورت قرینہ کے اور اجماع کے معنی میں حقیقت ہے بوجہ عدم ضرورت قرینہ کے اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا بالکل باطل ہے کیونکہ آیت اللہ بنو فی الانفس حين موتها وانى لم تمت فى منامها قبم مسك النہى قضیٰ علیہا الموت و يرسل الاخرى الى اجلى ممسى سے ثابت ہے کہ توفی کا حقیقی معنی اور موضوع انہ مطلق نہیں ہے۔ نہ امانت کیونکہ اگر توفی کا موضوع لامات ہوتا

سوال یہ ہے کہ جب کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ اور توئی باب تفضل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل اور مفعول کوئی انسان ہو تو اس کے معنی سوائے امانت کے کوئی نہیں ہوں گے۔ اگر ہوتے ہیں تو کوئی مثال پیش کرو۔ اور ہم پہلے پرچے میں اپنے معنوں کی تائید میں آیات اور لغت کے حوالہ پیش کر چکے ہیں۔ توفنی مسلماً اور توفنا مع الابرار اور اما نوبینک بعض الذی نعدہم اونتوفینک وغیرہ۔

۶۔ آپ لکھتے ہیں اگر توفنی سے مراد امتی لی جائے نہیں معلوم کہ جناب

(بقیہ) پھر حین موتھا التوفیر ہے گا اور الوئی کم تمت اس لحاظ سے کہ یہ الانفس پر معطوف ہے۔ اجتماع ضدین یعنی موت اور عدم موت لازم آئے گا وہو باطل۔ پس ثابت ہوا کہ توئی کا حقیقی معنی مطلق قبض ہے اور زندہ اور موت اس کے اقوال ہیں۔ نہ بالخص من موت موضوع ہے اور نہ ہی نیند اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ توئی باب تفضل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول انسان یا روح ہو تو اس جگہ معنی قبض روح یا امانت کے ہوتے ہیں۔ اس امر کا اعتراف ہے کہ توئی کے حقیقی معنی امانت کے نہیں ورنہ ان خودی کی ضرورت تھی۔ اس بات پر بڑی حیرانی و حجب آتا ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے معتقدین نے اس امر پر بڑا زور و جوش ظاہر کیا ہے اور کرتے ہیں کہ توئی باب تفضل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول ذی روح ہو تو اس جگہ قبض روح کے معنی ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس زور و جوش ظاہر کرنے سے مرزا ایت کو کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اگر متوکیک بمعنی مہیک تسلیم کیا جائے تو پھر بھی بروئے قواعد عربیت یہ آیت توئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر قطعی دلیل ہے اور اگر توفنی بمعنی امتی مانا جائے تو پھر بھی بروئے الفاظ جیسا کہ یہ آیت مخاطب حیات ابن مریم پر دلیل نہیں ایسا ہی یہ آیت مخاطب ابن مریم کی وفات پر دلیل نہیں اور آیت توئی اور آیت مخاطب کے متعلق مفصل تقریر بیان ہو چکی ہے۔ پھر مرزا انہوں کو اس زور و جوش سے کیا فائدہ ہوا۔ ۱۲ مرتب

۱۲۔ قادیانی مناظر نے ہر دو دن کی تقریروں میں تلفظ عموماً بکثرت غلط کیا اور خصوصاً قرآن مجید کو ایسا غلط پڑھا کہ حفاظ بے اختیار رول ہانٹنے لگے کہ اسے قادیانی صاحب اللہ قرآن مجید کو تو صحیح پڑھو۔

مفتی صاحب نے امتیعی کیسے لکھ دیا۔ ہم تو آپ کی شان سے بالکل بعید سمجھتے ہیں۔ غالباً انھوں نے امیت کو سقیت کی طرح سمجھ لیا ہے۔ کسی سے سنا ہوگا کہ سقیت واحد مخاطب مذکر ماضی کا صیغہ ہے۔ انھوں نے امیت سے بھی اسی وزن امیتہ بروزن سقیتہ پا کر واحد مخاطب ماضی کا صیغہ امیت بنا لیا۔ مگر جناب کو معلوم ہو کہ امامت میں ہمزہ زائدہ ہے اور سقیتہ میں سین اصلی ہے۔ اس لیے یہ لفظ امتیعی نہیں بلکہ امتی ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مفتی صاحب نے غلطی سے لکھ دیا ہوگا۔ کیونکہ انھوں نے تقریر میں بھی یہی بیان کیا تھا۔

(بقیہ) مگر وہ پہچانہ کیا کرے کہ صحیح پڑھنا تو اس کی طاقت سے باہر تھا۔ باوجود ایسے تلفظات کثیرہ کے مفتی صاحب اسلامی مناظر نے بلحاظ حدیث لکھل امیر ممالوی کوئی مواخذہ لفظی نہ کیا۔ اور اصل موضوع پڑ بلحاظ معانی مناظرہ کرتے رہے۔ لیکن قادیانی مناظر کو موضوع مناظرہ کے متعلق جب تا کا ہی ہوئی تو اس سے یہ مسئلہ امتیعی و امتیعی کا پیڑ دیا۔ اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ قادیانی مناظر نے اپنے دلائل و قیاسات میں ایک دلیل فلسفہ توفیقی اسخ بھی پیش کی جس کے جواب میں اسلامی مناظر نے کہا کہ اگر توفیقی بمعنی امتیعی ہو تو اس کی یہ تردید ہے اور اگر توفیقی بمعنی امتیعی ہو تو اس کی یہ تردید ہے جس سے اسلامی مناظر کا یہ مطلب تھا کہ اگر توفیقی بمعنی فیکد ہو تو یہ جواب ہے اور اگر بمعنی موافق ہو تو یہ جواب ہے۔ اب قادیانی مناظر کا یہ مواخذہ کرنا اس لحاظ سے کہ یہ مواخذہ لفظی موضوع مناظرہ سے چپاں ہیں لیس من داب المحصلین و المناظرین بل من داب المعجادلین و المکابرین۔ اور نیز یہ تلفظ ایسا نہیں جس کی لغت عرب میں صحت کی کوئی صورت نہ ہو۔ کیونکہ یہ صیغہ واحد مذکر مخاطب اصل میں امتیعی ہے جس میں دو حرف ایک جنس کے جمع ہیں۔ اب اگر تاء کو تاء میں اوقام کیا جائے تو امتیعی پڑھا جائے گا اور اگر تاء کو یاء کے ساتھ بدل دیا جائے تو امتیعی پڑھا جائے گا۔ اور دو حرف ایک جنس میں سے ایک حرف کا یاء کے ساتھ بدل دینا تخفیف کے لیے لغت عرب میں بکثرت آیا ہے۔ فصول اکبری میں ہے۔ ”دیابدل ے آید از یکے از دو حرف یا سه حرف تخفیف چوں دینار اصلہ دنار و املت اصلہ املت و قصیت اصلہ قصص امتیعی۔“



۷۔ ابھر آپ نے اذ قال کے معنی استقبال کے کرنے کے لیے مثال میں اذ  
الاعلال کو پیش کیا ہے۔ جناب مفتی صاحب کو شاید یہ معلوم نہیں کہ الاعلال فعل  
نہیں بلکہ اسم ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو کسی مولوی سے پوچھ لیجئے کہ آیا الاعلال اسم

(بقیہ) اور شافعیہ میں ہے والیاء بدل من احد حرفی المضاعف نحو املت و  
قصیت۔ اٹھنی۔ قادیانی مناظر نے یہ مجادلہ کے رنگ میں نہایت کمزوری دکھائی ہے۔ شجاعت  
تو یہ تھی کہ جیسا کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے قرآن کریم کے فقرہ ہبل دفعہ اللہ الہ کے  
ساتھ بردے مل ابطالہ وقصر قلب دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر اپنا دعویٰ حیات مسیح  
ابن مریم ایسا ثابت کر دیا ہے جس کے جواب دینے سے قادیانی مناظر ہی نہیں بلکہ کل کی کل  
قادیانی جماعت عاجز ہو گئی ہے ویسا ہی قادیانی مناظر بھی ایک فقرہ قرآن کریم کا ایسا پیش کرتا  
جس کے ساتھ دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر اپنا دعویٰ وفات مسیح ابن مریم ایسا ثابت کرتا  
جس کے جواب سے کم از کم اسلامی مناظر ہی عاجز ہو جاتا اور تمام حاضرین پر روشن ہے کہ  
قادیانی مناظر کے طول و طویل خیالی دوہی ڈھکوسلوں کو اسلامی مناظر نے دو شرطیں مذکورین  
کے تحت میں رہ کر مختصر فقروں کے ساتھ رد کر دیا ہے۔ واقعی اسلامی مناظر مناظرہ کرتا رہا اور  
قادیانی مناظر مدعی مناظرہ ہو کر حقیقت میں مجادلہ یا مکارہ کرتا رہا۔ ۱۲ مرتب  
اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کی ہے کہ قادیانی مناظر کا عقل کہاں گیا۔  
کیونکہ میں نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح لکھا ہے۔

اور اذ استقبال کے لیے بھی آتا ہے۔ فسوف يعلمون اذا غلغلا في اعناقهم۔ اس  
پہری عبارت سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ اذ الاعلال مثال کے اذ کے لیے ہے نہ ماضی کے  
لیے۔ اور ماضی کا یعنی استقبال آنے کے لیے میں نے اپنے اسی پرچہ نمبر ۲ میں نفی وغیرہ کے ساتھ  
مثال دی ہے۔ پس قادیانی مناظر کا اذ الاعلال میں ماضی کا ذکر کرنا نرانی جہالت ہے۔ ۱۲ مرتب

ہے یا فضل۔ اور نیز اس بات کی ضرورت کیا تھی۔ ہم نے خود استقبال کے معنی کئے تھے۔ آپ ہماری دلیل کو بغور پڑھیں کہ انھوں نے قیامت کے دن اپنی بریت کرتے ہوئے اپنی قوم کا بگڑنا اپنی موت کے بعد قرار دیا ہے۔ اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد کیا ہے۔

پھر ۲ جناب مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کل مشابہت

جناب من اسلامی مناظر کا یہ مذاق نہیں کہ الزام پر اکتفاء کرے۔ بلکہ اس کا مذاق تحقیق ہے سبحان اللہ صدائے آفتاب اپنے انوار و تجلیات ظاہر کرتے سے کبھی نہیں رک سکتا دیکھو کہ قادیانی مناظر نے خود ہی تسلیم کر لیا ہے کہ یہ واقعہ انت قلت للناس اتخذونی ارحم قیامت کو ہو گا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آج وفات ثابت نہیں ہوتی۔ مولوی گل احمد صاحب ساکن پٹنہ ڈاکخان نے بعد ازاں منظر فرمایا۔

عکس تیری چمک دیکھی اجائے میں اندھیرا ہے منور کس طرح ہو گا جسے گردش نے گھیرا ہے لڑائی باز کی اکثر ہوا کرتی ہے بازوں سے کوئی شیر جاؤ صوفی صوفی کو تو بھی اک شیرا ہے غلام مرزا پہلے تو کر لے علم کی تحصیل غلام مرتضیٰ سے کم بہت کچھ علم تیرا ہے

۱۲ مرتب

یہ خیال اور وہی باتیں پھر پھر پیش کی جاتی ہیں حالانکہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس کا جواب دے دیا ہے۔ اور پھر بلا ضرورت اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں بھی یوں تردید کی ہے کہ تعصیبہ میں یہ ضروری نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں ہر حیثیت میں اشتراک ہو جس توضیح یہ ہے کہ التشبہ ان یدل علی مشارکۃ امر لاخو فی معنی (مطلو ص ۲۸۶)

ضروری نہیں ہوتی۔ صحیح مگر کیا آپ یہاں صرف لہجہ میں مشارکت مانتے ہیں کہ میں صبح کے لہجہ میں کہوں گا۔ نہیں بلکہ آپ تو صبح کی امت کے واقعات کو اپنی امت کے واقعات پر قیاس کر کے اپنا وہی جواب دیجئے ہیں جو صبح کا ہے اگر حدیث میں ان واقعات کی تشریح نہ ہوتی تو آپ یہ بات کہہ بھی سکتے تھے مگر اب تو حدیث میں جن واقعات میں مشارکت تھی تشریح کر دی گئی ہے۔

۹۔ قد غفلت کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ غلو کے معنی نقل مکانی کے ہوتے ہیں۔ مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آیت میں مکان کا تو ذکر نہیں۔ اس لیے نقل

(بقیہ) یعنی تفسیر سے مراد بیان کرنا مشارکت ایک چیز کی ساتھ دوسری چیز کے کسی وصف میں مثلاً زیر کالاسد میں اتنا ضروری ہے کہ زید اور اسد کسی وصف میں شریک ہوں۔ یعنی شفاعت۔ اور یہ ضروری نہیں کہ زید شیر کی ہر ایک وصف میں شریک ہو ورنہ لازم آئے گا کہ تشبیہ زید کا اسد اس صورت میں صحیح ہو کہ زید سوا کے ہاں ہمت کے تمام اوصاف میں اس کا شریک ہو۔ وہ جو کمزوری۔ پس فاضل کما قال العبد الصالح ارج میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشہد ہے اور قول عیسیٰ علیہ السلام مشہد ہے اور وجہ تشبیہ کے لیے اتنا کافی ہے کہ مقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مقول عیسیٰ علیہ السلام ایک الفاظ بعینہا ہوں۔ اور یہاں ما نحن فیہ میں تو ضرورت سے زیادہ ان الفاظ کے معنی میں بھی ایک نوع کی شراکت ہے۔ کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول توفیقی سے مراد اُمّی لی جائے تو قبض روح کے معنی میں شراکت ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبارت میں قبض روح مع الامساک مراد ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبارت میں قبض روح مع الامساک مراد لی جائے گی اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول توفیقی سے اُمّی مراد ہو تو پھر ایک اور زیادہ نوعی مشارکت ہو جائے گی۔ ۱۲ مرتب۔

۱۱۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس دلیل قد غفلت ارج کا جواب دیا ہے لیکن چونکہ قادیانی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کے متعلق ادھر ادھر کی باتیں کی ہیں اس لیے اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں بھی یوں تردید کی ہے کہ آیت مسنة الله النبی قد غفلت۔

زمانی ہی خلوص سے مراد ہو سکتی ہے۔ اور اس سے مراد یہی ہے کہ زندگی کا زمانہ گزار کر وفات پا گئے۔ نیز ہم نے لغت کے حوالہ جات سے ثابت کیا تھا کہ خلوص کے معنی مرنے کے ہیں۔ اب میں ایک شعر بھی پیش کرتا ہوں جو یہ ہے۔

اذا سید منا خلا فام سید قول لما قال الکوام فعول

تمام شرح نے یہاں خلا کے معنی مسات کے کئے ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کی آیات (۱) تھلک امة قد دخلت لها ما کسبت اور آیت وان من قریۃ الا خلا فیہا نذیر اور آیت قد دخلت من قبلہا اعم وغیرہ سب میں خلوص سے

(بقیہ) کا قادیانی مناظر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اگر ہم قادیانی مناظر کو خوش کرنے کے لیے یہ تسلیم کر لیں کہ قد دخلت من قبلہ الرسل میں خلعت بمعنی بات ہے تو پھر بھی یہ دلیل وفات مسیح ابن مریم کو ثابت نہیں کرتی۔ کیونکہ الرسل میں الف لام استغراق نہیں اس وجہ سے کہ قد دخلت من قبلہ الرسل میں من قبلہ یا الرسل کی لغت نحوی ہوگی۔ یا الرسل سے حال ہوگا۔ اور یہ دونوں شقیں باطل ہیں۔ شق اول اس وجہ سے باطل ہے کہ تمام نبویوں کا اتفاق ہے کہ لغت نحوی معنوت نحوی معنوت نحوی پر ذکر میں مقدم نہیں ہوتی۔ اور شق ثانی اس لیے باطل ہے کہ بروئے قواعد نحو حال کی تقدیم اس وقت ہونی چاہیے جب ذوالحال نکرہ ہو۔ اور انھن فی میں الرسل معروف ہے۔ پس معین ہوا کہ من قبلہ خلعت کے متعلق حرف لغو ہے۔ اور قادیانی مناظر کی رائے کے مطابق آیت قد دخلت من قبلہ الرسل کے یہ معنی ہوئے کہ تمام رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ اور یہ معنی بدیہی البطلان ہیں کیونکہ اس آیت کے پہلے فقرے یعنی ما محمد الا رسول سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور فقرے قد دخلت من قبلہ الرسل سے بوقت استغراق مراد لینے کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ من ذالک رسول نہیں۔ وھل هذا الا لتافض فی القرآن وھو بدیہی البطلان۔ پس ثابت ہوا کہ من قبلہ اس بات کا قرینہ قطعیہ ہے۔ کہ الرسل میں الف لام استغراق نہیں بلکہ جنس کے لیے ہے جو بلا بشرط شے کے مرتبہ میں ملحوظ ہوتی ہے بشرط لا کے مرتبہ میں۔ ۱۲ مرتب

مراد موت ہے۔ اور جو آیت و اذا خلوا الى شياطينهم ہے اس میں صاف قرینہ نقل مکانی کا موجود ہے۔

۱۰۔ احباب نے لکھا ہے کہ جنگ احد کے واقعہ میں سالیہ کلیہ کی تردید ہے جو مہملہ سے ہو سکتی ہے۔ مفتی صاحب اصطلاح تو لکھنا جانتے ہیں۔ مگر حقیقت سے واقف نہیں۔ مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ صحابہ تو صحابہ دنیا میں کوئی انبیاء کو ماننے والا اس بات کا قائل نہیں کہ کوئی نبی نہیں مرا۔ جو سالیہ کلیہ ہے بلکہ ان کو تو عیسائیوں کے قصہ کی وجہ سے یہ خیال ہو سکتا تھا کہ بعض نبی فوت نہیں ہوئے جو سالیہ جزئیہ ہے اور جس کی تردید موجبہ کلیہ سے ہونی چاہیے اور موجبہ کلیہ یہ ہے کہ

افسوس کہ قادیانی مناظر نے مفتی صاحب اسلامی مناظر کے پرچہ نمبر ۲ کی عبارت کو نہیں سمجھایا عوامیہ خیالی باتیں کی ہیں۔ کیونکہ اسلامی مناظر کی عبارت پرچہ نمبر ۲ کا یہ مطلب ہے کہ جنگ احد میں جب یہ غلط خبر اذ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ اور بعض لوگوں نے نبوت اور موت میں منافات سمجھی جو سالیہ کلیہ کا معنی ناقض ہے اور ارتداد کا راستہ اختیار کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے خیال باطل کی تردید کے لیے یہ آیت نازل فرمائی اور ظاہر کر دیا کہ نبوت اور موت میں منافات نہیں۔ پس الف لام الرسل میں استغراق نہیں بلکہ نفی۔ اور جنس لا بشر طائے کے مرتبہ میں ہوتی ہے۔ نہ بشر طالا کے مرتبہ میں اور قد خلعت من قبلہ الرسل قضیہ موجبہ مہملہ ہے جو قوۃ موجبہ جزئیہ میں ہے۔ اور سالیہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوتی ہے۔ اور آیت ولقد اتینا موسیٰ الکتاب و قضینا من بعده بالرسل کو غور سے پڑھنا چاہیے کہ یہی لفظ الرسل بضمینہ جمع بالف و لام موجود ہے اور یہاں استغراق افراد قطعاً باطل ہے کیونکہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب دی اور اس کے پیچھے اس کے آئین پر مبنی رسول بھیجے۔ نہ یہ کہ سب رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھیجے گئے کیونکہ یہ معلوم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سب سے پہلے رسول نہیں لیا بلکہ مکی رسول آپ کے پہلے ہوئے اور مکی آپ کے بعد ۱۲ مرتب

قد خلت من قبله الرسل کہ سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ پھر مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ موجبہ جزئیہ سے تردید ہونی چاہیے کیوں کیا موجبہ کلیہ سے تردید نہیں ہو سکتی۔ کل رسولوں کے فوت شدہ ہونے سے بعض رسولوں کا فوت شدہ ہونا بھی لازم آتا ہے۔ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ مفتی صاحب نے یہ عدم علم کی وجہ سے لکھا ہے یا جان بوجھ کر۔ جان بوجھ کر تو میں کہہ نہیں سکتا۔

۱۱۔ آپ کا یہ لکھنا کہ حضرت ابو بکر کی نظر افان مات پر تھی تو اس پر سوال یہ ہے کہ وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہتے تھے کہ آپ کو فوت نہیں ہونا چاہیے کیا وہ سمجھتے تھے کہ بعض زندہ ہیں یا سب؟ ظاہر ہے کہ وہ بعض کو زندہ مانتے تھے۔ پس انہیں کی تردید مقصود تھی۔ جب یہ ثابت ہو جائے کہ کوئی بھی زندہ نہیں تو انہوں نے مان لیا۔ اس لیے زیادہ تر نظر قد خلت من قبله الرسل پر ہی

www.NAFSEISLAM.com

۱۲۔ آپ فرماتے ہیں والدین بدعون من دون اللہ الایۃ قضیۃ مطلقہ عامہ ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس فوت ہو گئے مگر جناب مفتی صاحب! آپ کو

۱ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس کی تردید کی ہے اور اس نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں قادیانی مناظر کو ہدایت کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس لحاظ سے کہ صحابہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے متعلق اضطراب تھا اس لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے افسان ممکن او فتل کہہ کر ان کا اضطراب رفع کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ایہا الناس من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات و من کان یعبد رب محمداً فان اللہ حی لا یموت (مواہب لدینہ) ۱۲ مرتب

۲ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس دلیل یعنی والدین بدعون من دون اللہ لایخلفون شیئاً و ہم یخلقون اموات غیر احواء و ما بشعرون ایان یموتون (نحل)

معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں ان معبودانِ باطلہ کا ذکر ہے جن کی طرف خلق منسوب کی جاتی ہے اور وہ عالمِ خلق سے ہیں نہ عالمِ امر سے اور ان سے دعائیں کی جاتی ہیں۔ پہلے روح القدس کے متعلق یہ تینوں صفات ثابت کر دیں پھر اعتراض کریں لیاقتی رہا یہ کہ یہ قضیہ مطلقہ عامہ ہے اس سے ان کا مرے ہوئے ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ یہ آپ کی خوش

(لغیہ) کا جواب دیا ہے۔ اور پھر اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں بھی قادیانی مناظر کی من گھڑت باتوں کا جواب دیا ہے کہ روح القدس جو تثلیث کا اقسامِ ثالث ہے۔ ان معبوداتِ باطلہ میں داخل ہے جن کا اس آیت میں بیان ہے **يَوْمَ لَا يَخْلَقُ لِلْكَافِرِينَ عَلَيْهِمْ سَعِيرًا** اور **لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا** اور وہم یخلفون یہ تمام صفات روح القدس میں پائی جاتی ہیں۔ اور اسمِ موصول میں عموم ہے۔ اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ وہ عالمِ خلق سے ہے نہ عالمِ امر ہے عجیب بات ہے کیونکہ جو چیز امر اللہ سے پیدا ہو کیا وہ عالمِ خلق اور مخلوق اللہ کے ہیں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ خداوند کریم نے معبوداتِ باطلہ کی معبودانیت کو کئی رنگوں میں باطل کیا ہے۔ اول اس طرح کہ **لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا** یعنی وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور معبود خالق ہوتا ہے۔ دوم اس طرح کہ وہم یخلفون یعنی وہ پیدا کئے جاتے ہیں اور معبود مخلوق نہیں ہوتا۔ سوم یہ کہ ان پر نبی وقت من اللادقات موت آنے والی اور معبود پر موت کا آنا ناممکن ہے۔ چہارم یہ کہ ان کو علم نہیں کہ کب زندہ کئے جائیں گے اور معبود عالم الغیب والشہادہ ہے۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں یوں ہدایت کی ہے کہ چونکہ اس آیت میں معبوداتِ باطلہ کی معبودیت باطل کرنا مقصود ہے اس لیے تاکیداً اموات غیر احیاء فرمایا۔ اور اگر یہ قضیہ مطلقہ عامہ نہ ہوتا اگر کوئی شخص یا کوئی قوم اس وقت کسی زندہ شخص کو معبود قرار دے۔ تو اس کو اس آیت کی رد سے جیتے جی کس طرح مردہ تسلیم کر سکتے ہیں۔ پس آیت اپنے مطلب میں غیر کالی رہے گی جس سے قرآن کریم پاک ہے۔

نہی ہے۔ کیونکہ اگر تمام معبودان باطلہ کو مرے ہوئے بھی مان لیا جائے تو پھر بھی مطلقہ عامہ کا اطلاق صحیح ہوگا اور یہاں محل موت مراد لینا بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ غیر احیاء اس کی تردید کر رہا ہے اور اس کے معنی کوئی نہیں بنے بالکل مہمل کلام ہو جاتی ہے کہ ”وہ مرنے والے ہیں زندہ نہیں۔“ باقی رہا اس کی تائید میں انک مبست پیش کرنا یہ صحیح نہیں۔ بے شک کسی حافظ سے پوچھ لیں کہ اس میں انک مبست غیر حسی و انہم میتون غیر احیاء نہیں ہے۔ اور نیز آیت اموات۔ الذین کی خبر ہے۔ اور اسم موصول استغراق کے لیے ہوتا ہے اس لیے کوئی فرد اس سے باہر نہیں۔

۱۳۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ کسانا یا کلان الطعام میں تغلیب مریم کی وجہ سے کی گئی ہے حالانکہ یہاں تردید صرف مسیح کی الوہیت کی مقصود ہے پہلی آیات پڑھ لیں۔

(بقینہ) اور قادیانی مناظر لکھتا ہے کہ اگر تمام معبودان باطلہ کو مرے ہوئے بھی مان لیا جائے تو پھر بھی مطلقہ عامہ کا اطلاق صحیح ہوگا۔ افسوس کہ قادیانی مناظر کو خود تو مطلقہ عامہ کے مفہوم اور صداق کے درمیان فرق معلوم نہیں اور خلاف تہذیب اسلامی مناظر کے متعلق لکھتا ہے کہ اصطلاح تو لکھ جانتے ہیں۔ لیکن حقیقت سے واقفیت نہیں۔ ۱۲ مرتب

اسجان اللہ قادیانی مناظر کا کیا علم و فضل ہے کہ ایک مقام پر تو اس اسم موصول سے روح القدس کو خارج کر رہے ہیں جو معبودات باطلہ سے ہے اور اس مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ اسم موصول والذین یدعون۔ استغراق کے لیے ہے کوئی اس سے فرد باہر نہیں۔ ۱۲ مرتب

۱۴۔ قادیانی مناظر صاحب لکھتے ہیں۔ حالانکہ یہاں تردید صرف مسیح کی الوہیت کی مقصود ہے۔ پہلی آیات پڑھ لیں۔ قادیانی مناظر کے علم پر رونا آتا ہے۔ دیکھو اس آیت کا سیاق سہاقیوں ہے۔ لفظ کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ و ما من الہ الا الہ واحد



اور دوسرے تغلیب جب مذکور مونث اکٹھے ہوں تو مذکر کی طرف سے ہوتی ہے جیسے القمر ان سورج چاند کے لیے کہا جاتا ہے شمس ان نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ شمس عربی زبان میں مونث ہے اور کانت من القانتین تو بالکل آپ کے مدعا کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ نے تغلیب مونث کی مثال دی ہے۔ اور طعام کے متعلق تو

(بقیہ) کو ان لم ینتھوا عما یقولون لیمن الذین کفروا منهم عذاب الیم افلا یبصرون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور رحیم۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقة کانا یا کلان الطعام انظر کیف نبین لہم الایات ثم النظر النبی یوفکون۔ (ماکہ) یا امر بالکل ظاہر ہے کہ ان آیات سے مقصود امر ہیں۔ اثبات توحید۔ ابطال الوہیت۔ عیسیٰ اور مریم۔ اثبات توحید کے لیے فرمایا صا من الہ الا الہ واحد۔ اور ابطال الوہیت کے لیے فرمایا ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقة کانا یا کلان الطعام یعنی عیسیٰ اور مریم کی اصیانج ولی الطعام ان کی الوہیت کو باطل کرتی ہے اس آیت میں حضرت مریم کا ذکر اس لیے ہے کہ جیسا نبیوں میں سے بعض فرقوں کے نزدیک حضرت مریم بھی الوہیت کے مرتبہ تک پہنچ چکی ہیں جیسا کہ اسی سورۃ کے اخیر میں ہے انت قلت للناس اتخذونی و امی الہین من دون اللہ (ماکہ) اس مضمون بالا سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ کانا یا کلان الطعام میں حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم دونوں کی الوہیت کا ابطال مقصود ہے نہ صرف مسیح کی الوہیت کا۔ پس قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ یہاں تو دید صرف مسیح کی الوہیت کی مقصود ہے جہل مرکب کا ثمرہ ہے۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ جان اللہ قادیانی مناظر نے کیا گل کھلایا ہے کیونکہ میں نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ لکھا ہے۔ (کسا یا کلان الطعام میں میتہ ماضی ان کی ماں کی وجہ سے) اور میری مراد اس سے یہ ہے کہ کانا میتہ ماضی کا حضرت مریم کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ اس وقت طعام نہیں کھاتے۔ اور پھر میں نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں لکھا ہے (تغلیب ہے جیسے کانت من القانتین میں) اور اس سے مراد میری یہ ہے کہ مذکور مونث اکٹھے ہو گئے۔

سوال یہ ہے کہ ایسٹعنی ربی و یسقینی میں طعام مادی مراد ہے یا غیر مادی۔  
ظاہر ہے کہ غیر مادی مراد ہے ورنہ وصال کا روزہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ اور کسانا یا  
ککلان الطعام میں زیر بحث طعام مادی ہے۔ غیر مادی نہیں۔ اور آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم مادی کھانے کے متعلق فرماتے ہیں ولا مستغنی عنہ ربنا۔ نیز اس  
کے متعلق ثابت کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو یہ کھانا کھلاتا ہے۔

۱۴۔ اوصافی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ کے متعلق جو اشکال تھا اس کو پہلے پرچہ میں  
کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ اور زکوٰۃ کے متعلق یہ کہتا ہوں کہ قرآن مجید میں  
جہاں کہیں صلوٰۃ اور زکوٰۃ اکٹھے آئے ہیں وہاں فریضہ زکوٰۃ مراد ہے نہ کہ محض  
پاکیزگی جیسے اقیمو الصلوٰۃ والزکوٰۃ۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ میں ان کے لیے

(بقیہ) جس میں تذکیر کو ثابت پر غلبہ دے کر مذکر کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے اور قادیانی مناظر ایسے  
انجیل المرتب ہیں کہ بات تو ہماری بیان کر رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم تردید کر رہے ہیں۔ ۱۲  
OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT

افسوس کہ قادیانی مناظر بے ربط اور بے اصل باتیں کہتے جاتے ہیں۔ کیونکہ طعام من حیث  
هو هو مایطعمہ کو کہتے ہیں یعنی جو طعام اور غذا ہو کر مایہ حیات بنے۔ مادی ہو یا غیر مادی ہو جیسا کہ اس  
حدیث سے واضح ہے لست کاحد کم یطعمنی ربی و یسقینی (بخاری جلد ۱ ص ۲۶۳)  
دیکھو۔ یعنی جس کا اصل ماخذ طعام ہے اور کسان یا ککلان الطعام میں زیر بحث احتیاج الی الطعام  
ہے مادی ہو یا غیر مادی کیونکہ مطلق احتیاج الی الویست کو باطل کرتی ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۲۔ اسلامی مناظر نے اس پرچہ نمبر ۴ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ میں نے حنتاً من لدنا و  
زکوٰۃ کو پیش کیا ہے۔ قادیانی مناظر نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ جہاں  
صلوٰۃ اور زکوٰۃ اکٹھے مذکور ہیں وہاں زکوٰۃ سے مراد صدقہ مفروضہ ہے۔ یہ استدلال استقرائی ہے۔  
اور استقرائی ظنی دلیل ہوتی ہے یقینی نہیں ہوتی۔ پس اس سے اتنا تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ بے شک قرآن  
شریف میں اکثر جگہ ایسا ہی وارد ہے۔

نصاب اور ان کا مالدر ہونا ثابت کروں عجیب بات ہے۔ یہ تو اتب تھا کہ میں ان کو زندہ ماننا ہوتا۔ یہ تو آپ پر لازم آتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر وہ صاحب مال نہیں تھے۔ تو ان کو تکلیف بالحال کیوں دی تھی۔ اور جعلی مبارکاً اینما کنت تو صلوٰۃ اور زکوٰۃ کو آسمان کے لیے بھی ثابت کر رہا ہے کہ ان کو یہ احکام بجالانے چاہئیں۔

۱۵ سوال السلام علی کی وجہ بیان کریں کیوں ان دو خاص دنوں کا ذکر نہ کیا۔ اگر جعلی مبارکاً میں وہ دن آپ کے ہیں تو کیا یوم اموت وغیرہ نہیں آپ کے ان کی وجہ ذکر بیان کرو۔

۱۶۔ مع آیت ولکم فی الارض مستغفر جب الیہ آپ کے نزدیک مقرر طبعی پر دلالت کرتی تھی۔ تو مستغفر کو چھوڑ کر آسمان پر کیوں چلا گیا؟ اور فہما

(تقریباً) مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر آئے اس جگہ خواہ مخواہ صدقہ مفروضہ ہی مراد لیا جاتا ہے۔ کیونکہ لغت اور عقل اس کی شہادت نہیں دیتے۔ ۱۲ مرتب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ لکھا ہے۔ پہلے میرے مناظر صاحب ابن مریم کا صاحب نصاب ہونا قرآن کریم یا حدیث سے ثابت کریں۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ ابن مریم کا کسی وقت صاحب نصاب ہونا ثابت کریں۔ ۱۲ مرتب

۲۔ یہ وہی باتیں ہیں۔ ۱۲ مرتب

۳۔ اس آیت کا کافی جواب گزر چکا ہے۔ اور قادیانی مناظر کے یہ خیالات تو ہات و پیر فعل ما بشاء اور ان اللہ علی کل شیء قدیر کے خلاف ہیں۔ ۱۲ مرتب

نمونوں بتا رہا ہے کہ یہاں میعاد کا ذکر ہے کہ موت تک زمین میں رہنا ہوگا۔  
معلوم نہیں آپ جعل کے جال میں کیوں پھنس گئے۔

۱۷۔ اور آیت ہر رسول یاتسی ۲۔ من بعدی اسمہ احمد میں بعد  
غیو بت اور موت دونوں کو شامل ہے۔ اب سوال ہے کہ آیا منفرد آیا مجتمعاً اگر مجرد  
غیو بت مراد ہے تو لانا نبی بعدی کو مثال میں پیش کر کے آپ نے ثابت کر دیا کہ اس  
حضرت کے بعد بھی نبی آ سکتا ہے۔ اور نیز محض غیو بت مراد لینے کے لیے کوئی  
آیت میں قرینہ بتانا چاہیے۔ اور اگر جمعاً تو ہمارا مدعا ثابت ہے۔

۱۸۔ معمر سے مراد نبی عمر یا نے والا ہے نہ ہمیشہ کی عمر۔ کیونکہ منکس

۱۔ جب جعل ہو جی تو ایسی مناظر کو سمجھ نہ آیا تو کہہ دیا کہ آپ جعل کے جال میں کہاں پھنس  
گئے ۱۲ اسباب

۱۲۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ بعدی میں مطلق غیو بت  
ہے اور غیو بت بالموت اور غیو بت بغیر الموت اس کے انواع ہیں۔ چونکہ لاتبسی بعدی میں  
نکرہ چیز نفی میں ہے اس لیے اس کا یہ مطلب ہے کہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیو بت  
بالموت کے وقت کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیو بت بغیر الموت کے  
وقت کوئی نبی ہو سکتا ہے کیونکہ نکرہ چیز نفی میں مفید استغراق ہے۔ اس سے تو مرزا صاحب کی  
نبوت بروزی وغیرہ بھی باطل ہو گئی۔ اور ساتھی من بعدی میں بعدی اثبات میں واقع ہے اور  
اثبات میں غیو بت کے ایک نوع کا تحقق کافی ہے یعنی غیو بت بالموت ہو یا غیو بت اس طرح  
پر ہو کہ ابن مریم آسمان پر اٹھانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں۔ ۱۲ اسباب

فی الخلق ہونے کے لیے یا ازل العر تک پہنچنے کے لیے دوامی زندگی کی شرط نہیں۔

۱۹۔ یہ ابھی آپ نے خوب کہی کہ حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ چونکہ خلاف قرآن ہیں۔ اس لیے میں نہیں مانتا جب تک آپ اسے خلاف قرآن نہ ثابت کریں اس وقت تک آپ کا یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس حدیث کو بڑے بڑے آئمہ نے لکھا ہے۔ مثلاً الیواقیت والجوہر جلد ۲ ص ۲۳ میں امام عبد الوہاب شعرانی نے اور مدارج السالکین میں امام ابن قیم نے اور تفسیر ابن کثیر میں حافظ ابن کثیر نے۔ تو صرف آپ کے کہنے کی وجہ سے ہم کیونکر اسے درست مان لیں۔ اور آپ نے علی الارض کی قید بڑھا کر ثابت کر دیا کہ ہمارا مدعا ثابت ہے۔ اور اصل حدیث کے وہی معنی ہیں جو ہم نے کہے ہیں اور آپ صرف عن الظاہر کرتے ہیں۔ جس کا دوسرا نام حمل علی الجوار ہے اور اس کے لیے کسی قرینہ کی ضرورت ہے وہ قرینہ پیش کریں۔ اور صحاح ستہ میں کسی حدیث کا بیان نہ ہونا کسی محدث نے وجہ ضعف کی قرار نہیں دی۔

۲۰۔ اور عمرؓ والی حدیث کا بھی اس میں جواب آ گیا ہے۔ اور نیز اس طرح

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حسین اربع آیات وما قتلوه یقیناً بل وقعه اللہ الیہ کے بالکل خلاف ہے اور یہ وہ آیت ہے جس کا قادیانی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ اور اگر حسین علی الارض مراد لی جائے تو یہی آیت دو دیگر آیات و احادیث حیات قرینہ ہوں گی۔ ۱۲ مرتب

۲ اگر اس عمر والی حدیث کو حسب تشریح قادیانی مناظر لیا جائے تو اس پر یہ اعتراض وارد ہوگا کہ چونکہ قادیانی مناظر کے زعم میں مرزا صاحب نبی ہیں اس لیے مرزا صاحب کی عمر تیس سال ہونی چاہیے تھی۔ ۱۲ مرتب

تو ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساٹھ برس کی عمر زمین پر گزاریں گے۔ اور باقی کہیں اور۔ حدیث میں تو مقدار ربائش کا ذکر ہے نہ کھانے پینے کا۔ اور عمر کا بتانا مقصود ہے۔

۲۱۔ معراج کی حدیث کے متعلق جو ہم نے سوال کیا تھا وہ ایسے کا ویسا ہی قائم ہے جو صحیح بخاری وغیرہ کی حدیث کے مطابق پڑتا ہے کہ وہ فوت شدہ انبیاء میں کیوں گئے۔ ان کامروں میں کیا کام۔

۲۲۔ طبقات کبیر کی روایت پر جو آپ نے جرح کی ہے وہ بھی صحیح نہیں۔ افسوس ہے کہ آپ نے روایت کے الفاظ پر غور نہیں کیا۔ اس میں صبح کو روح سے تعبیر نہیں کیا گیا۔ بلکہ روح کو صبح بن مریم کی طرف مضاف کیا گیا ہے۔ آپ مضاف اور مضاف الیہ کے فرق کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔

پھر روح صبح میں صبح کی روح کو کوئی خصوصیت نہیں۔ تمام پاک لوگوں کے ارواح خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہیں اور اسی کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ معراج کی حدیث جو سنن ابن ماجہ سے میں نے پیش کی ہے اس کے جواب دینے کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راوی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ان کا نزول بیہیمہ نہ بمثلہ بیان فرماتے ہیں۔ تو پھر اس کا کیا جواب ہو سکتا ہے۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ میں تو مضاف اور مضاف الیہ کے فرق کو جانتا ہوں کیونکہ اس عبارت یعنی عروج بروح عیسیٰ الخ میں حضرت عیسیٰ سے تعبیر بالروح کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہاں اضافت نہ ہو کیونکہ بروح عیسیٰ میں اضافت بیان ہے یعنی عروج بالروح اللہی ہو عیسیٰ الخ یہ قادیانی مناظر کا کمال ہے کہ لفظ تعبیر بالروح کو اضافت کے معنی سمجھتا ہے۔ ۱۲ مرتب

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی۔ ہم تو ایسے خیال سے بیزار ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ درجہ جانتے ہیں کہ شعر

صد ہزاراں یوسے پیغم دریں چاہ وقتن      وال مسیح تا صری شدا زدم او بی شمار  
اور

تمت علیہ صفات کل مزیدۃ      نعمت بہ نعماء کل زمان

اور المہدی فی وسطہا کو پیش کرنے سے تو شیعوں کا عقیدہ ماننا پڑتا ہے کیونکہ ڈیڑھ ہزار برس امت کا زمانہ ہو تو ساڑھے سات سو برس ان کو زندہ ماننا پڑے گا۔ تب مسیح کو مل سکتے ہیں۔

چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے اسی لیے میں اسی پر ختم کرتا ہوں۔ والسلام۔ مناظر  
مجاہد جماعت احمدیہ

جلال الدین خٹک۔ مولوی قاضی احمد علی  
پریزیڈنٹ

چوہدری حاکم علی صاحب احمدی

ایہ سب تلخیصات ہیں ورنہ مرزا صاحب کے اس شعر پر غیبت نہیں آتی۔

مہم مسیح زمان و کلیم خدا      مہم محمد واحد کہ بتجلی باشد

۱۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ حدیث و کیف تہلک امۃ انا اولہا و المہدی وسطہا و المسیح اخرہا میں میرے اوپر شیعوں کے ہم اعتقاد ہونے کا الزام لگایا گیا ہے۔ جناب من ہر بات میں المہدی کے مخالف نہیں بلکہ اس بات میں اتفاق ہے کہ حضرت امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت موجود ہوں گے۔ یہ دوسرا اختلاف ہے

کہ اب پیدا ہو چکے ہیں۔ یا نہ اب رہے

اللہم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ۔

پس باوجودیکہ شرائط میں یہ سب ہو چکا تھا کہ قبل دعویٰ مسیحیت کی تحریر پیش نہیں کی جائے گی۔ مگر آپ نے خلافت شرائط اس کے علاوہ اور بھی بہت سی یا تئیں لکھیں۔

ہمارے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہے کہ قرآن مجید سے جو دلائل پیش کئے گئے ہیں ان میں سے ایک دلیل بھی حضرت مسیح کی حیات پر دلالت نہیں کرتی۔  
فافہم۔

دستخط قادیانی مناظر جلال الدین صاحب شمس۔ مولوی فاضل  
دستخط کرمداد و الیال۔ پریزیڈنٹ

۱۱۹ کوبر ۱۹۲۲ء بسم اللہ الرحمن الرحیم

از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العليم الحكيم۔

فان تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ و الرسول۔

اللہ کا اسم و افع کا معنی اعزاز و ہندہ رفع روحانی اور رفع جسمانی دونوں کو لازم ہے جو معنی کنائی ہے اور جس کا حقیقت کے ساتھ معاً مراد لینا جائز ہے اور اذا تنوا صنع العبد رفعہ اللہ الی السماء اور ولوشنا لوفعناہ بہا اور فی بیوت اذن اللہ ان ترفع اور ان اللہ یرفع بهذا الكتاب اقواما و یضع بہا اخرین وغیرہ میں رفع جسمانی مراد نہ ہونا ہم کو معترض نہیں اور اس کے خلاف نہیں کہ بل رفعہ اللہ الیہ میں بلحاظ سیاق و سباق و بلحاظ قواعد عربیہ مجوزہ مناظرہ رفع جسمانی مراد ہو جیسا کہ پہلے پرچہ میں بیان کیا گیا۔ اور میرے مناظر صاحب نے کوئی مثال رفع الیہ یعنی الی اللہ کی نہیں پیش کی۔ اور الرحمن علی العرش استوی کا معنی



استوا من حیث الرحمانیت ہے اور آپ تحریف کر کے عیسائیت کے ہم عقیدہ ہونے کا الزام نہ لگادیں۔ اور ثم اتحموا الصيام الى اللیل کا یہ مطلب ہے کہ رات تک روزہ کو پورا کرو اور رات ہوتے ہی افطار کیا جائے۔ اور مرزا صاحب کی عبارتوں سے فقط یہ فائدہ حاصل کیا گیا ہے کہ رفع الی اللہ سے مراد آسمان کی طرف اٹھائے جاتا ہے۔ اور رفع جسمانی ثابت کرنے کے لیے ہم نے مل کو میدان مناظرہ میں چھوڑ دیا ہے جو اس کا مقابلہ کرے گا انشاء اللہ شکست کھائے گا۔ اور مرزا صاحب نے آسمان کا لفظ بولا ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ جناب قرآن کے الفاظ میں بحث کریں دوسری باتوں کو چھوڑ دیں اور ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتا بل یعنی مبطلہ یعنی اموات اور صفت مشبہہ یعنی احواء دونوں کے ضمیروں کا مرجع ایک من یقتل ہے نہ ا من کیونکہ الموصول ما لا ینضم جزاء الابصلۃ وعائد اور صنعت استخدا م میں یہاں ضروری ہے کہ وہ مقتضا جال اور موضوع دلالت کے منافی نہ ہو۔ اور نیز ایک معنی مرا ولینے کو وہاں قرآن مجید ثابت کریں۔

۱۔ کیونکہ صنعت استخدا م تحسین کلام کے وجہ سے ہے اور تحسین کلام کے وجہ میں یہ ضروری ہے کہ قواعد فن معانی و قواعد فن بیان کے منافی نہ ہوں جیسا کہ تعریف فن بدیع سے ظاہر ہے البدیع ہو علم یعرف بہ وجوہ تحسین الکلام بعد رعاية المعطابقۃ و وضوح الدلالۃ (مطلوب) اور اگر وما قتلوه وما صلبوه وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں صنعت استخدا م اختیار کی جائے تو وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں جو بل الباطل اور قصر قلب ہے ان کے منافی ہوگی۔ پس یہاں صنعت استخدا م کا اختیار کرنا بدعے فن بدیع جائز نہیں۔ ۲۔ مرتب اور ما نحن فیہ میں یعنی وما قتلوه وما صلبوه وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں ہر چار ضار منسوب متصل سے ایک معنی یعنی بمی زعہ بحمدہ الحصری مراد لینے پر کوئی قرینہ نہ دیکھ سکتے ہیں۔

جیسا کہ۔ افسی الغضا والساکیہ و ان مم۔ شبوہ بین جوانح  
وضلوع۔ پہلے ضمیر سے مراد مکان ہے اور دوسری ضمیر سے بقرینہ شبوہ آگ  
ہے۔ قرآن کریم نے وفولہم انا قتلنا المسیح۔ اس کے ساتھ یہود کا اعتقاد  
بیان کر دیا تو اب تورات استثناء باب ۲۱ آیت ۲۲ وغیرہ کو پیش کرنے میں میرے  
مناظر صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ میرے پاس قرآن کریم اور قواعد عربیہ کے  
مطابق کوئی جواب نہیں بلکہ توریت میں بھی وہ مصلوب ملعون قرار دیا گیا ہے جو کسی  
جرم میں مصلوب ہوا اور ۳۰ ولیم بمسنی بشر ولم اک بغیا کی خصوصیت کے  
لحاظ سے حکم سے معنی صحیح ہیں۔ میرے مناظر صاحب نے دیدہ دانستہ یا کسی  
وجہ سے دوسرے پرچہ میں ایسے مضامین درج فرمائے ہیں۔ جن کی تردید میرے

(بقیہ) بلکہ بل ابطال اور قصر قلب قطعی طور پر اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ہر چہ انبیاء سے مراد

حضرت عیسیٰ زعمہ جسد العصری ایک ہی ایچہ ہیں۔ ۱۲ مرتب  
اور کچھ اس شعر میں مستند استخدا م ہے کیونکہ ضمیر محمد و جو الساکیہ میں ہے اور ضمیر منصوب جو شبوہ  
میں ہے دونوں کا مرجع الغضا ہے اور ضمیر محمد سے مراد بقرینہ الساکیہ مکان ہے اور ضمیر منصوب سے  
مراد بقرینہ شبوہ آگ ہے۔ اور یہاں مستند استخدا م اھیار کرنا تو اہل معانی کے معانی ہے اور نہ ہی  
تو اہل معانی کے۔ اور نیز یہاں قرآن موجود ہیں جو ایک معنی مراد لینے سے روکتے ہیں۔ ۱۲ مرتب۔

۱۲ کیونکہ لحاظ آیت فاستلوا اہل الذکر انکم لتعلمون بھی توریت کی طرف رجوع اس  
وقت جائز ہوتا جب ہم کو یہود کا وہ اعتقاد جس کی دماغی قوت دیدہ ہے قرآن کریم سے معلوم نہ ہوتا  
جیسا کہ تکلم لا تعلمون سے روشن ہے۔ اور قرآن کریم نے اپنے اس فقرے فولہم انا قتلنا  
المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کے ساتھ یہود کے اس اعتقاد کو واضح طور پر بیان کر دیا  
ہے تو اب قادیانی مناظر کا قرآن کریم اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد عربیت سے رد گردانی کر کے  
توریت کو پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جواب دینے سے عاجز ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۲ ترجمہ۔ اور حالانکہ نہ مجھے کسی نے نکاح کر کے چھوایا ہے اور نہ میں بدکار ہوں۔ ۱۲ مرتب

پر چاول میں موجود ہے۔ مثلاً نزول انزلنا الحديد وغيره میں بقرینہ الحدید وغیرہ اور معنی مراد لینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہاں نزول ہو وہاں پیدا ہونے کے معنی مراد ہوں گے ورنہ لازم آئے گا کہ حدیث فی منزل عند المنارة البضا شرقی دمشق بین مہزودین واضعا کفہ علی اجنحة ملکین کے معنی (استغفر اللہ) یہ ہوں گے کہ عیسیٰ دور تکین کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے پیدا ہوں گے۔ اور قبر سے مراد گورستان ہے۔ یہ اعتراض تو (نفوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے نہ مجھ پر۔ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خواب میں تین چاند دیکھنے کی تعبیر اس کی عفت کو بالائے طاق رکھنے سے کی گئی ہے ورنہ صحیح تعبیر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ آفتاب ہیں اور شہنشاہ اور مسیح موعود بمنزلہ چاند کے ہیں۔ مرزا صاحب کے اقوال ہم پر حجت نہیں ہو سکتے بلکہ آپ پر۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ حقیقت و مجاز جمع ہو سکتے ہیں بالکل فن بیان کے خلاف ہے۔ ہاں حقیقت اور معنی کئی جگہ ہو سکتے ہیں۔ کنایت اور مجاز میں شاید آپ فرق نہ سمجھتے ہوں گے۔ اور مولوی نور الدین صاحب کا فقرہ (ہر جگہ) آپ کو کوئی تاویل کرنے نہیں دیتا۔ کیونکہ الاعتبار لعصوم اللفظ لالخصوص المورد اور قرآن و حدیث کو چھوڑ کر امام مالک وغیرہ کا نام لیتا یہ آپ کی کمزوری ہے کیونکہ میں تو من حیث انا مسلم مناظر ہوں۔ پس بس اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمین میں مدفون ہونا اور حضرت عیسیٰ کا آسمان پر ہونا اس سے حضرت عیسیٰ کا افضل ہونا نہیں ثابت ہوتا۔ کیونکہ افضل یا غیر افضل ہونا ہم بدوئے قرآن کریم اور صحیح حدیث کے سمجھیں گے۔ اور قرآن اور

ایہ حدیث صحیح مسلم میں ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اس منارہ سفید کے پاس جو دمشق کی شرق کی جانب واقع ہے دور تکین کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے۔ ۱۲ مرتب

۱۲ یعنی لفظ کا علوم معتبر ہوتا ہے اور خصوصیت نزول شان ملحوظ نہیں ہوتی۔ ۱۲ مرتب

حدیث کا یہ فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کمال الوہیت میں ہے اور انسان کا کمال عبودیت میں ہے۔ قرآن کریم میں ہے ایسا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم الی و النزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لکم اس آیت میں خداوند کریم نے انسانوں کو عبادت کا حکم فرمایا ہے جو اعلیٰ درجہ کی عبودیت کا نام ہے اور پھر اپنے چند صفات ذکر کے اخیر میں صفت و انزل من السماء الخ کو بیان فرمایا ہے۔ اور اس میں یہ بتایا ہے کہ زمین جو پستی کا مظہر ہے آسمان سے جو بلندی کا مظہر ہے کس طرح فائدہ اٹھاتی ہے۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو عبادت یعنی اعلیٰ درجہ کی عبودیت میں لگا کر پستی کا مظہر بناتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات کا نزول ہوتا ہے۔ اور انسان جس قدر عبودیت میں ترقی کرتا ہے اسی قدر عند اللہ زیادہ مقرب ہوتا ہے۔ اور یہ امر بالکل روشن ہے کہ اللہ تعالیٰ الوہیت میں لاشریک نہ ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال عبودیت میں لاشریک نہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ان مقامات میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ درجہ کے اعزاز دینے کا ذکر ہے اور جہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس اعلیٰ اعزاز ملنے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں نقص پیدا ہو گیا ہو اس بات کی شہادت دی ہے کہ باوجود ایسے اعلیٰ اعزاز ملنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا بلکہ عبودیت میں ترقی ہوئی ہے دیکھو۔

ایسا آیت تمام اس طرح ہے ایسا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذین جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء و النزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لکم۔ (البقرہ) یعنی اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور انہیں جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی بنو۔ وہ جس نے زمین کو تمہارے لیے قرار گاہ بنایا اور آسمان کو تمہاری اور اوپر سے پانی اتارنا پھر اس کے ساتھ تمہارے لیے پھلوں سے رزق نکالا۔

۱۔ سبحان الذی اسری بعبدہ اور دیکھو! فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔

یہ کیا کمال اعزاز کا مقام ہے کیونکہ ملک الملوک ایک اپنے مقرب فرشتے جبریل کو براق دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجتا ہے اور حسب ارشاد الہی دست بستہ ہو کر عرض کرتا ہے کہ حضور براق پر سوار ہو کر آیات الہیہ کا معائنہ کیجئے۔ ایسے اعلیٰ اعزاز کے مقام میں یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں کسی قسم کا نقص آگیا ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سبحان الذی اسری بعبدہ یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے میرا یا اپنے بندے کو۔ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لفظ عبد کے ساتھ تعبیر کر کے اور پھر عبد کو اپنی طرف مضاف کر کے اس بات کی شہادت دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا اور نہ اس سے لفظ عبد کے ساتھ تعبیر کر کے اپنی طرف اضافت نہ کرتا۔ ۲۔ المرتب

یہ آیت باقی کے ساتھ یوں ہے دنیا فندلی فکان قاص فوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔ یہ کیا اعلیٰ اعزاز و اکرام کا مقام ہے۔ اور اس کا بیان یہ ہے کہ دنیا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات کے قریب ہوئے اور اس کی صفات کے مظہر اتم ہوئے۔ فندلی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات کے قریب ہوئے۔ فکان قاص فوسین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مقدار و کماتوں کے ہوا۔ یعنی دائرہ وجود کو جب خط مستقیم نے قطع کیا تو دو کماتیں پیدا ہو گئیں۔ ایک کمان و جب اور دوسری کمان امکان اور اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اتنا فرق رہا کہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممکن الوجود او ادنیٰ یہ فرق بھی نہ رہا۔ اب وہم پیدا ہوتا تھا کہ

اور دیکھو تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده۔ اور ملاحظہ ہواضافت عبد  
طرف اللہ کی اسی وجہ سے مورد فضل الک ذکر کہ ہے اور اسی کمال عبودیت کی  
وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل المرسلین ہیں اور آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ  
السلام پر قرب الہی اور رفعت منزلت میں بدرجہا فوقیت ہے۔ اور اسی کمال  
عبودیت کا یہ اقتضاء ہے کہ از ابتداء پیدائش تا وفات آپ کا ایسا رنگ رہے جو  
عبودیت کے مناسب ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی پیدائش پر زمینی اسباب منعقد  
ہوئے اور تمام حیاتی زمین پر بسر کی۔ اور زمین پر ہی فوت ہوئے اور زمین میں ہی  
مدفون ہوئے جو پستی کا مظہر ہے۔ ملک افلاک سے قربان۔ الخ  
اور دوسری دلیل کے متعلق جو یہ قول پیش کیا گیا ہے وان منکم لمن

(بقیہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں عبودیت نہیں رہی بلکہ الوہیت آگئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
فما اوحی الی عبده ما اوحی۔ اور عبودیت کے ساتھ شہادت دہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
عبودیت میں ذرہ بفرق نہیں۔ THE NATURAL  
لیہ آیت تمام اس طرح ہے تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیكون للعلمین نذیراً۔  
یعنی ہر کسے والی وہ ذات ہے جس نے اپنے بندے (محمد) پر کتاب حق اور باطل کے درمیان فرق  
کرنے والی نازل کی اس لیے کہ وہ تمام دنیا کی اصلاح کرے۔ یہ بھی اعلیٰ مقام اعزاز کا ہے۔ ۱۲۔  
مرتب

۱۱۔ حضرت امیر ایم غلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی واجعل لی لسان صدیق۔ اے خدایا  
لوگوں میں میرا ذکر خیر جلا دے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال عبودیت کا یہ ثمرہ ہے کہ بغیر  
عرض کرنے کے خداوند کریم ان کو رفیع الذکر کر کے فرماتا ہے وفعلاً ذکور کہ اے محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم آیا ہم نے تیرا ذکر بلند نہیں کیا۔ وہ غلیلی رنگ ہے اور یہ محبوبی رنگ ہے۔ ۱۲۔ مرتب  
۱۳۔ کھنڈ کے ایک پٹرت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری پڑھتے پڑھتے عشق محمدی نصیب  
ہوا۔ اور وہ پٹرت صاحب نہایت فصیح شاعر تھے۔ انھوں نے یہ اشعار بصورت نظم فرمائے۔

لیطنتن وغیرہ۔ اس کے متعلق ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں مراد استقبال ہے بلحاظ قواعد نحو۔ آپ بھی کوئی قاعدہ نحوی پیش کر بس جس سے یہ ثابت ہو کہ بوقت دخول لام تاکید دون ثقلہ غیر استقبال بھی مراد ہو سکتا ہے آپ ہرگز پیش نہ کر سکیں گے۔ اور جب حسب شرائط مقررہ ہم قرآن کریم اور حدیث اور قواعد عربیت کے مطابق مناظرہ کر رہے ہیں تو آپ گھبرا کر ہر ایک فقرہ میں شرائط سے کیوں تجاوز کر رہے ہیں۔ اور امام مالک کا کبھی نام لیا جاتا ہے اور کبھی شاہ رفیع الدین کا نام لیا جاتا ہے۔ کیا فسان ۱۔ تنازعہ علم الخ کے طریق پر بحث کرنا اسی کا نام ہے۔ اور یہی حال لٹھہ بنہم پسلنا کا ہے۔ مولوی نور الدین صاحب کی مرزا صاحب نے جو آپ کے پیغمبر تھے تو شیخ کی۔ اور بعد نویشن بھی مولوی صاحب مدوح نے اس معنی میں کوئی ترجمہ نہیں کیا۔ جناب تابعی کا نام اور مذکور کیوں کرتے ہیں۔ اور امین عباس رضی اللہ عنہما صحابی کو ہم غارت سلیم کرتے ہیں دیکھئے۔

DE AHLESUNAT WAL JAMAAT

(بقیہ)

ملک افلاک پر قرباں دس پر ناز میں مدتے جہاں کے خیر و قرباں زمانہ کے حسن مدتے  
زمانہ قرباں دس مدتے مکاں قرباں میں مدتے میرا دل ہی نہیں قرباں میری جاں ہی نہیں مدتے  
عجاز و انکساری پر لہ العالمین مدتے ۱۲ مرتب

ایہ آیت اس طرح ہے۔ فان تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ والرسول انکمتم تو منون باللہ والیوم الآخر یعنی اگر کسی چیز میں باہم جھگڑا کرو تو اسے اللہ (قرآن) اور رسول (حدیث) کی طرف لے جاؤ اگر تم اللہ پر اور آخر کے دن پر ایمان لاتے ہو۔ دیکھو قرآن کریم کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ امر متنازع فیہ اور مختلف فیہ میں قرآن کریم اور حدیث نبوی کے مطابق اس تنازع و اختلاف کو رفع کرو ورنہ تم مومن نہ ہو گے۔ اور قادیانی مناظر نے نہ اس قرآنی فیصلہ کو ملحوظ رکھا ہے اور نہ ہی اپنے شرائط مجوزہ کا پاس خاطر کیا ہے۔ ۱۲ مرتب۔

عن ابن عباس وان الله رفعه بجسده وانه حي الآن و  
 يرجع الى الدنيا فيكون فيها ملكاً ثم يموت كما يموت الناس  
 (طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۶) اور الی یوم القيمة کا مطلب حسب قواعد عربیت  
 یہ ہے کہ یہ چاروں واقعات قیامت سے پہلے پہلے ہو جائیں گے۔ اور آیت  
 اغربنا بينهم العداوة والبغضاء سے مراد طول زماں ہے ورنہ یہ آیت اس آیت  
 علی الدین کلہ۔ کیونکہ مرزا صاحب اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ایک  
 عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے (چشمہ معرفت) سبحان اللہ۔ جن باتوں کا جواب مکمل  
 طور پر پرچہ نمبر ۱ میں درج ہے اس سے چشم پوشی کر کے پھر بھی طوطے والی بات سیکھی  
 ہوئی پیش کی جاتی ہے۔ اور واہ راہ۔ ابو ہریرہ سے ابو ہریرہ حقیقی معنوں میں مراد  
 نہیں۔ اور براہین احمدیہ کی عبارت کو پیش کرنا خلاف شرائط نہیں۔ کیونکہ مرزا  
 صاحب اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں میں نے معلوم نہیں کہ یہ کتاب کہاں اور کب  
 ختم ہوگی۔ اس کتاب کا ظاہر باطن متولی خدا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ  
 اس کتاب کے مضامین تصدیق شدہ خداوندی ہیں۔ اور آپ مرزا صاحب کا کوئی  
 قول مجھ پر حجت نہیں قائم کر سکتے۔ اور فول ۳۔ وجھک شطر المسجد

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسدہ الحصری  
 اٹھالیا ہے اور وہ حضرت عیسیٰ اس وقت زندہ ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ پس بادشاہ ہوں  
 گے پھر فوت ہوں گے جیسا کہ اور لوگ فوت ہوتے ہیں ۱۲ مرتب  
 اس کتاب چشمہ معرفت میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ "اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے  
 کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی  
 بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔" (ص ۱۲) ۱۲ مرتب  
 یعنی میں نے اپنے منہ کو مسجد حرام کی طرف کر دیا۔ ۱۲ مرتب



الحصام کا معاملہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ مسئلہ حیات مسیح اعتقادیات سے ہے اور تحویل قبلہ عملیات سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرے مناظر صاحب شرائط مقررہ سے دور مراحل جا رہے ہیں۔ اور انھوں نے میرے پرچہ نمبر ۱ کا کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر گھبرا کر تو رات محرف کتاب کو اپنا بیجا قرار دیا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ کتاب بھی ان کی امداد سے انکاری ہے۔

اور آیت حسى ا و اذا اجاء احدہم الموت قال رب ارجعون  
لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت کلا انها کلمۃ ہو قائلہا و من ورائہم  
برزخ الی یوم یبعثون۔ (مومنوں) میں ظالمین کا ذکر ہے اور نیز اس آیت کا  
مصدق وہ لوگ ہیں جن پر موت آ جائے۔ اور حضرت مسیح ابن مریم کو یہ آیت  
شامل نہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ میرے مناظر صاحب نے تہذیب کو جواب  
دے کر کلا کو ابن مریم کے لیے کلا کہا۔ اور چونکہ ابن مریم کی تو ہیں ہم برداشت  
نہیں کر سکتے اور نہ ہی ابن مریم اس کے مصداق ہیں اس لیے مطابق جزاء مبینہ  
سیہ مشلھا ہم اتنا عرض کرتے ہیں کہ بقول میرے مناظر کے مصنوعی مسیح موعود  
اس آیت کا مصداق ہے۔ اور یہ کلا ان کے لیے کلا ہے۔

دستخط۔ مفتی غلام مرتضیٰ اسلامی مناظر۔

دستخط۔ مولوی غلام محمد۔ پریزیڈنٹ اسلامی جماعت۔

از گھوٹ ضلع ملتان۔

۱۔ یعنی جس وقت تمہارے ایک پر موت آ جائے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب مجھے واپس لوٹانا کہ  
میں اعمال صالحہ بجالاؤں۔ یہ بات ہر گز نہیں ہوگی۔ یہ صرف ایک بات ہے۔ جو وہ کہہ رہا  
ہے۔ اور ان کے پیچھے ایک برزخ ہے قیامت کے دن تک۔ ۱۲ مرتب

۱۹۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء پرچہ نمبر ۳

## از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم  
رب اشرح لی صدری الآیۃ۔

۱۔ مفتی صاحب مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں شرائط کے خلاف لکھتا ہوں۔ حالانکہ میں نے شرائط کے خلاف نہیں کیا۔ بلکہ مفتی صاحب خود شرائط کے خلاف کر رہے ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح موعود کا براہین احمدیہ کا حوالہ اور خلیفہ اول کا قول اور دوسرے پرچے میں حضرت ابن عباس وغیرہ کا قول سب باتیں خلاف شرائط

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں بھی اس کی پوری تردید کی ہے کہ دعویٰ نبوت کی جو تاریخ مرزا صاحب اور ان کے سربراہین بیان کرتے ہیں وہ ہمارے بحث میں۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی علت الہام ہے اس لیے جب سے وہ کلمہ ہیں جب سے ہی وہ اپنے دعوے میں نبی ہیں۔ اور بوقت تصنیف براہین احمدیہ مرزا صاحب کلمہ تھے۔ اور نیز اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں براہین احمدیہ کی عبارت نقل کر کے یہ لکھا ہے ”میری مراد کوئی الزامی جواب دینا نہیں ہے بلکہ یہ بتانا ہے“ الخ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی مناظر نے براہین احمدیہ کی عبارت الزامی نہیں کی بلکہ مرزائی کارگیری جتلائی ہے اور ابن عباس صحابی ہیں تو ان کا ذکر شرط نمبر ۲ کے مطابق ہے۔ اور کمال تو قادیانی مناظر نے کیا ہے کہ شرط نمبر ۱ کا یہ جھٹکنا تھا کہ ذمہ دلائل میں قرآن کریم اور حدیث نبوی کے سوائے کوئی دلیل پیش نہ کی جائے لیکن قادیانی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱۰ میں حضرت امام حسن کا قول تاریخی رنگ میں پیش کر دیا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ قادیانی مناظر اپنے پیغمبر اور اپنے پیغمبر کے خلیفہ مولوی نور الدین صاحب کی باتیں سخی نہیں چاہتا۔ حالانکہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں لکھا ہے کہ میں نے مولوی نور الدین کے اقوال بحیثیت خلیفہ ہونے کے پیش نہیں کئے بلکہ اس حیثیت سے کہ مرزا صاحب نے مولوی صاحب کی دینی رنگ میں اعلیٰ درجہ کی توثیق کی ہے۔ ۱۲ مرتب

ہیں جو انھوں نے لکھی ہیں۔

۲۔ آپ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا نام رافع رافع جسمانی اور روحانی دونوں کو شامل ہے۔ یہ بالکل لغت کے خلاف ہے کیونکہ لغت کا حوالہ جو میں نے پیش کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے معنی رافع جسمانی قطعاً نہیں ہوں گے۔ اور آپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ایسی مثال پیش کرو جس میں الی بھی موجود ہو۔ مگر اس کی مثال پیش کرنا میرے ذمہ نہیں۔ کیونکہ لغت والوں کے حوالہ سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے نام رافع کے معنی چاہے صلہ الی ہو یا نہ ہو اس کے معنی رافع جسمانی کے نہیں ہوتے۔ اور میری مثالیں آپ کے مدعا کو باطل ثابت کرتی ہیں کیونکہ الیہ سے آپ آسمان مراد لیتے ہیں۔ کہ آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ اور حدیث میں بادِ وجود آسمان کا لفظ موجود ہونے کے لئے اس کے معنی آسمان پر ملے جانا نہیں ہیں۔ اس لئے روح کا علیین میں ملے جانا ہی مراد ہے پس حضرت مسیح موعود کا

الاسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۸ میں پھر دوبارہ قادیانی مناظر کو یہ ہدایت کی ہے کہ میری مراد یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کا نام رافع رافع جسمانی اور رافع روحانی دونوں کو شامل ہے۔ بلکہ میری مراد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کی رافع جسمانی یا رافع روحانی کرے تو اس رافع کو اعزاز لازم ہے جو معنی کنائی ہوں گے اور لازم و ملزوم دونوں معامرا ہو سکتے ہیں جیسا کہ فن بیان میں مصرح ہے۔ اور اس دفعہ اللہ الہ میں رافع جسمانی و اعزاز دونوں معامرا ہیں۔ ۱۲ مرتب

۳۔ واہ رہے قادیانی مناظر صاحب۔ آپ کے فہم و ادراک پر فسوس۔ مرزا صاحب نے فقط علیین کا لفظ ہی نہیں کہا بلکہ آسمان کا بھی کہا ہے اور پھر قادیانی مناظر نے علیین اور آسمان میں غیریت سمجھی ہے حالانکہ حدیث میں بروایت براہِ امین عازب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا روح فرشتے کے کراہانوں سے گزرتے ہوئے جب ساتویں آسمان پر پہنچے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اکتبوا کتاب عبدی فی علیین اور علیین ساتویں آسمان میں سے ایک موضع کا نام ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۳۴) ۱۲ مرتب

قول بالکل حدیث کے مطابق ہے اور آپ کا حدیث کے خلاف اور الی تو دوسری مثالوں میں بھی ہے۔ مثلاً انی مہاجر الی ربی اور فزد الی اللہ اور انا الیہ راجعون اور اتوب الیہ وغیرہ میں کسی کے معنی آسمان پر لے جانا نہیں پس الی کا لفظ ثابت نہیں کرتا کہ آسمان پر جائیں۔ پھر تم انموا الصیام الی اللیل میں میں نے بتایا ہے کہ صبح کو ساتویں آسمان تک جانا چاہیے تھا۔ یہ کیا وجہ ہے کہ وہ دوسرے آسمان پر ٹھہر جائیں۔ اور آپ مانتے ہیں کہ استوا صفت رحمانیت کے لحاظ سے ہے۔ اور صبح کا آسمان پر لے جانا بھی صفت رحمانیت کے ماتحت ہے تو دوسرے آسمان پر کیوں رکھا گیا اور اوپر کیوں نہیں لے جایا گیا؟

اسلامی مناظر نے اپنے پرنمبر ۵ میں یوں کہا ہے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ ان مثالوں میں سے کوئی ایسی مثال نہیں جس میں رفع الی اللہ یا عروج الی اللہ یا صعود الی اللہ ہو اور سر ادا الی غیر اسماء ہو۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرنمبر ۵ میں کھول کر یوں کر دیدی ہے کہ قادیانی مناظر نے اپنی تائید میں آیت نم اتموا الصیام الی اللیل پیش کی ہے اور اس کو اتنا پیچ نہیں کہ یہ آیت میری تردید کر رہی ہے کیونکہ الی کا مدخول اللیل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب آفتاب غروب ہو جائے تو رات ہوتے ہی افطار کرو۔ یہ مطلب نہیں کہ جب تمام رات گزر جائے تو رات کے اخیر جزو میں افطار کرو۔ اور یہی آیت بدل رفعه اللہ البہ سے جب الی اسماء مراد ہے اور مدخول الی کا اسماء ہے تو اس میں اتنا ضروری ہے کہ رفع الی اسماء ہو یہ ضروری نہیں کہ ساتویں آسمان پر رفع ہو۔ اور قادیانی مناظر کا یہ فقرہ (اور صبح کا آسمان پر لے جانا بھی صفت رحمانیت کے ماتحت ہے، تو دوسرے آسمان پر کیوں رکھا گیا اور اوپر کیوں نہ لے جایا گیا) داد دینے کے قابل ہے۔ ارے قادیانی صاحب جلیات رحمانیہ کا ظہور اسی میں محصور ہے کہ صبح کو دوسرے آسمان سے اوپر لے جایا گیا ہو۔ ۱۲ مرتب

۳۔ آپ نے بل کے متعلق لکھا ہے اور میں ۱۔ جو معنی کئے ہیں وہ بل  
اضرابیہ کے لئے کرکئے ہیں۔ کیونکہ ۲۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صلیب پر لٹکا کر مارا ہوا  
جھوٹا نبی ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپ نے استثناء کتاب کا مطالعہ نہیں کیا۔ کیونکہ

اس عبارت سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ قادیانی مناظر کے نزدیک بل البطالیہ اور ہے اور بل اضرابیہ اور  
ہے حالانکہ درحقیقت ابطال اضراب کا ایک نوع ہے ۱۲ مرتب۔

۲۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں پھر اس کی یوں تردید کی ہے کہ توریت کا ہم نے مطالعہ کیا ہوا  
ہے لیکن قرآن کریم کی آیت فاسئلوا اهل الذکر انکم لاتعلمون میں فقہہ انکم  
لاتعلمون توریت کی طرف اس مانجن فید میں رجوع کرنے کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ یہ وہ کا وہ  
عقیدہ جس کی وہما فسلوہ الخ تردید ہے قرآن کریم نے اپنے اس فقرے وفولہم انما قتلنا  
النسب غیسی الخ کے ساتھ صاف طور پر بیان کر دیا ہے۔ اور نیز قرآن کریم میں ہے انما  
جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا  
او یقطع ابدہم واولہم من خلاف او یقتلوا من الارض ذالک لہم عزی فی الدنیا  
ولہم فی الآخرة عذاب عظیم۔ (مائدہ) کسی سوائے اس کے نہیں کہ ان لوگوں کی جزا جو خدا اور  
اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا صلیب پر  
لٹکایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں الٹے کاٹ دیئے جائیں یا ان کو جلاوطن کیا جائے یا ان کے لیے  
دنیا میں خوارگی ہے اور آخرت میں ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا۔ دیکھو کہ اس آیت سے صاف طور پر  
معلوم ہوتا ہے کہ لعنتی ہونے کا باعث جرم و عصیان ہے نہ صلیب پر لٹکا کر مارا جانا۔ اور نیز توریت  
محرّف منسوخ شدہ میں مطلقاً قتل بالصلیب کو موجب لعن قرار نہیں دیا گیا بلکہ خاص اس شخص کو ملعون  
قرار دیا گیا ہے جو کسی سخت جرم واجب الصلیب کی سزا میں مصلوب ہو جیسا کہ سیاق و سباق عبارت  
سے ظاہر ہے (استثناء باب ۲۱ ص ۳۰۳) اور یہود کا رسول اللہ کہنا بطور استہزاء و افتخار ہے اور نبوت و قتل  
میں منافات نہیں جیسا کہ افسان مات او فضل انقلبتم علی اعقابکم سے ظاہر ہے کیونکہ اس  
آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ موت یا قتل سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ فوت شدہ یا مقتول نبی نہیں تھا۔ ۱۲

مرتب

اس میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا۔ اور صلیب پر جولاٹا یا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ اور آیت افسس ۱۰ اہل الذکر پر ہی غور کر لیتے۔ علماء اس سے کیا مراد لیتے ہیں۔ اور سبب بنی اسرائیل وغیرہ آیات سے ثابت ہے کہ ہر ایک آیت اس میں سے محرف و مبدل نہیں اور قرآن مجید سے بھی ان کا یہی مقصد ظاہر ہے۔ یعنی وہ آپ کو جھوٹا قرار دے کر لعنتی ثابت کرنا چاہتے ہیں اور خدا نے بل کے ساتھ اس کی تردید کی ہے اور بل سے ترقی کے لیے بھی ہوتا ہے۔ ملاحظہ وہ مسلم

۱۔ قادیانی مناظر نے یہاں فاسس ۱۰ اہل الذکر لکھا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کا اخیری فقرہ انکم لتعلمون بوجہ مفر ہونے کے قصد آؤ کر نہیں کیا۔ اس معاملہ میں قادیانی مناظر کی یعنی وہی مثال ہے جو کسی نے ایک بے نماز کو کہا کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے تو اس نے نماز نہ کرنا کہا کہ قرآن کریم کا یہ فقرہ لا تفسروا الصلوٰۃ تو نے نہیں پڑھا تو اس شخص نے کہا کہ کیا تم بھی پڑھو انتم سکا رہی تو بے نماز نے کہا کہ قرآن کریم کے ایک فقرہ پر بھی عمل ہو تو قیامت ہے۔ ۱۲ مرتب

۲۔ تو زیست کی ہر ایک آیت محرف و مبدل نہ ہونے کے لیے لازم نہیں آتا کہ یہ آیت ماحض فیہ غیر محرف و غیر مبدل ہے۔

۳۔ قادیانی مناظر کو درمیان اس بل کے جواب طال کے لیے ہے اور اس بل کے جو ترقی کے لیے ہے تیز نہیں۔ میں آپ کو فرق بتاتا ہوں۔ بل اضطراب کے لیے آتا ہے اور اس سے مراد کبھی پہلے خیال کا ابطال ہوتا ہے اور اس بل کو ابطال کہتے ہیں جیسا ام بقولون بہ جنتہ بل جاء ہم بالحق اور ماقولہ یقیناً بل دفعہ اللہ الیہ اور کبھی ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف انتقال مراد ہوتا ہے اور اس کو بل ترقی کہتے ہیں جیسا قد اطلع من نور کی و ذکر اسم ربہ فصلى بل نوثر ون الحیاۃ الدنیا (معنی)

### خاص قابل توجہ

قادیانی مناظر نے روئے اور مناظر مطبوعہ باراول کے ساتھ ایک فیملہ جیسا کیا ہے۔

الثبوت۔ اور اس میں ترقی کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ وہ ملعون نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں۔

اور آپ نے پہلے پرچہ میں جو ”احد الوصفین دوسری وصف کا مژوم نہ ہو“ لکھا ہے۔ اس جگہ مژوم نہیں ہے۔ کیونکہ قتل بغیر رفع روحانی کے پایا جاتا ہے اور رفع روحانی بغیر قتل کے بھی خصوصاً جو قتل اس جگہ مراد ہے۔ اس میں نہ صرف یہ کہ

(بقیہ) جس میں یہ لکھتے ہیں مفتی صاحب نے اپنے پرچہ میں لکھا ہے کہ جب جملہ مفتی ہو تو اس وقت بل ابطالی ہی ہوگا۔ قرآن مجید کی آیت وما یשמعون ایان یعتنون بل اداوک علمہم فی الاخرة کے صریح خلاف ہے کیونکہ یہاں بل ابطالیہ کے معنی درست ہو نہیں سکتے۔

www.Islam.com

کیونکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم انہما کو پہنچ کر وہ گیا یعنی ان کا علم وہاں تک نہ پہنچ کر کا جس سے مراد ہے کہ وہ جاہل رہ گئے۔ اب دیکھو کہ اس آیت میں شعور متقی کو بل باطل کر رہا ہے جیسا کہ وما فسلوہ بقبلاً بل دفعہ اللہ البیہ میں قتل متقی کو بل باطل کر رہا ہے۔ اور اس آیت میں ادوک یعنی جہالت کو بل ثابت کر رہا جیسا کہ بل دفعہ اللہ البیہ میں دفع اس جسدہ الحصری کو بل ثابت کر رہا ہے اور شعور و جہالت دونوں ضدین ہیں جیسا کہ قتل اس اور دفع اس جسدہ الحصری کے درمیان ضدیت ہے۔ قادیانی صاحب! ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ خداوند کریم نے حسب فقرہ و بلا شعرون بلا شعور آپ سے ہماری تائید کرائی ۱۲ مرتب

الاسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ لکھا ہے (اور یہ امر بدیہی ہے کہ دفع روحانی و اعزاز اس قتل کو لازم ہے جس میں مقتول مقررین سے ہو) دیکھو کہ اسلامی مناظر نے یہ نہیں کہا کہ مطلق قتل کو دفع روحانی لازم ہے بلکہ قتل المقرّب الا لہی کو لازم ہے اور مانحن فیہ میں بھی قتل اس کا ذکر ہے جو مقررین سے ہے۔ یہ قادیانی مناظر کی عدم لیاقت کے نتائج ہیں یا اس کی گھبراہٹ کے ثمرات ہیں۔ ۱۲ مرتب

ملازم نہیں بلکہ ضدیت موجود ہے۔

پس ایک ہی مثال پیش کریں کہ خدا تعالیٰ رافع ہو اور انسان مرفوع تو اس کے معنی آسمان پر لے جانا ہوں۔ لیکن آپ قیامت تک نہیں پیش کر سکیں گے۔

اقادیانی مناظر نے اپنے پرچوں میں اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ خدا تعالیٰ قائل و رافع ہو اور انسان ذی روح مفعول و مرفوع ہو اور مراد رافع الی السماء ہو۔ اسی مثال کوئی نہیں اور اسلامی مناظر قیامت تک اسی مثال پیش نہ کر سکے گا۔ اور قادیانی مناظر نے زبانی یہ بھی کہا کہ اگر اسلامی مناظر اسی مثال پیش کرے تو میں مبلغ بچاس روپیہ انعام دوں گا۔ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ اس کا اس طرح جواب دیا ہے صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثم رفعت الی سدرة العنقیہ اس فقرہ میں رفعت اگرچہ ماضی مجہول ہے لیکن درحقیقت اس کا قائل خدا تعالیٰ ہے کیونکہ جیسا کہ خلقت میں خلق الیہ افعال ہے جس کا قائل خدائے تعالیٰ کے اور نہیں ہو سکتا وہی روح الی سدرة العنقیہ افعال ہے جس کا قائل بغیر خدا تعالیٰ کے نہیں ہو سکتا۔ اور مفعول انسان ذی روح ہے اور مراد آسمان پر لے جانا ہے۔ اس موقع پر اہل اسلام حاضرین میں سے بعض افضلاء نے فرمایا کہ بچاس روپیہ انعام والا طلب کرو۔ لیکن مفتی صاحب اسلامی مناظر نے کہا کہ ہم قادیانی جماعت سے روپیہ لینا پسند نہیں کرتے۔ قادیانی مناظر نے اپنی رد و ادعا مناظرہ مطبوعہ باراول کے ساتھ ایک خمیر چسپاں کیا ہے جس میں لکھا ہے ”مفتی صاحب بھی کوئی ایک مثال رافع کی پیش نہیں کر سکے جس میں خدا تعالیٰ قائل ہو اور مفعول ذی روح پھر رافع کے معنی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھانا ہو۔ اور رفعت الی ربی کی مثال پیش کی ہے جس میں قائل مذکور نہیں دوسرے محرمات کا واقعہ خود زیر بحث ہے۔“ اس کے متعلق چند امور قابل توجہ ہیں (۱) یہ کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں صحیح بخاری کا یہ فقرہ ثم رفعت الی سدرة العنقیہ پیش کیا ہے جس میں درحقیقت رافع کا قائل خدا تعالیٰ ہے اور مفعول ذی روح پھر رافع کے معنی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھانا ہیں۔ (۲) یہ کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے فقرہ رفعت الی سدرة العنقیہ پیش کیا ہے۔ نہ رفعت الی ربی جیسا کہ قادیانی مناظر نے لکھا ہے۔



اور آیت اہل احیاء میں بل ہم احیاء ہے۔ میں نے ابھی پوچھا تھا کہ جس جسم سے ان کو مقتول نہ کہنے سے انکار کیا گیا ہے آیا اسی جسم سے ان کی زندگی ثابت کی گئی ہے یا کچھ اور۔ اور اگر اور ہے تو ہم کی ضمیر کا مرجع اور ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں صنعت استخدام میں قرینہ ہونا ضروری ہے تو اس میں قرینہ یہ ہے کہ اس کے تو معنی کسی طرح بھی آسمان پر بحکم عصری جانے کے عربی زبان کے رو سے ہو نہیں سکتے۔

اور میں نے کہا تھا کہ نزول سے مراد بھی نہیں کہ آسمان سے اترنا ہی معنی

(لغیہ) (۳) یہ کہ رفعت اگرچہ ماضی مجہول ہے۔ لیکن درحقیقت اس رفع کا قائل خدا تعالیٰ ہے جو تفصیلاً

بیان ہو چکا (۴) یہ کہ معراج کا واقعہ راجح ہے اس فقرے ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی کے معنی میں تبدیلی نہیں کرتا کیونکہ معراج عالم شہادت میں ہو یا عالم رویا میں ہو دونوں صورتوں میں اس فقرہ کے الفاظ کے معنی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھنا ہی ہوں گے نہ غیر۔ ۱۲ مرتب

ایہ آیت تمام اس طرح ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا

تشیعرون (البقرہ) اس میں بل احیاء ہے نہ کہ بل ہم۔ ۱۲ مرتب

یہ عجیب فہم ہے۔ بات یہ ہے کہ جس جسم مقتول کو اموات کہنے سے نفی کی گئی ہے اسی جسم مقتول کے لیے احیاء ثابت کیا گیا ہے۔ ۱۲ مرتب

و ما قتلوه یقیناً بل دفعہ اللہ الہ میں صنعت استخدام اختیار کرنے کا کوئی قرینہ نہیں ہے۔ بلکہ

بل ابطالاً اور قصر قلب اس بات پر قطعی قرینے ہیں کہ یہاں صنعت استخدام نہیں۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کر چکے ہیں کہ یہ اعتراض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے نہ ہم پر۔ اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فقرے یدفن معی فی قبوری میں

چونکہ قبر کے لفظ سے حقیقی معنی مراد لینے خضر ہیں اس لیے اس قدر مجاز اختیار کی جائے گی کہ قبر سے

مراد مقبرہ ہے۔ لیکن بروئے قواعد بیان یہ مجاز اختیار کرنا ہرگز جائز نہیں کہ قادیان کا مقبرہ مراد لی

جائے۔ ۱۲ مرتب۔

ہوں۔ حدیث کے الفاظ ظاہر ہیں کہ ایک ہی قبر میں دفن ہوں گے نہ کہ ایک مقبرہ میں۔ ورنہ معنی کچھ نہیں اور لفت میں مقبرہ کا لفظ موجود ہے۔ اور آپ نے جو تاویل حضرت عائشہ کی حدیث کی ہے۔

امواہب لدنیہ میں ہے ثم قالوا ابن ندینونہ فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول ما هلك نبي قطا لا يدفن حيث تقبض روحه وقال علي وانا ايضا سمعنا (امواہب لدنیہ میں ۵۰۰ جلد ۲) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے بعد صحابہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس جگہ دفن کیا جائے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ کوئی نبی فوت نہیں ہوا مگر وہ اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں اس کا روح قبض کیا گیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بھی اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے وقت حضرت ابو بکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما یہ حدیث پیش کرتے ہیں اور اسی پر عمل ہوتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواب میں پیش کی جاتی۔ اور قادیانی مناظر نے حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق بطور محکم ایک دعویٰ بنا دیا کہ پیش کر دیا ہے نہ اس دعویٰ پر قرآن کریم کا فقرہ پیش کیا گیا ہے اور نہ حدیث کا اور نہ ہی قول صحابہ کا۔ اور جب اس حدیث کے مطابق جس کو حضرت ابو بکر اور حضرت علی روایت کرتے ہیں اور جس پر تمام صحابہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بالاتفاق اجماع ہوا کہ سچے نبی کا یہ نشان ہے کہ وہ جہاں مرے اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی جن کا دعویٰ تھا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں رہ کر نبی بن گیا ہوں۔ فوت تو ہیشہ سے ہوئے لاہور میں اور مدفون ہوئے قادیان میں۔ کیا یہ واقعہ مرزا جی کے جھوٹا نبی ہونے پر کافی ثبوت نہیں اور بعد مرنے کے مرزا جی کی لاش کو لاہور سے لا کر قادیان لانے کے لیے سوائے ریل کی کس طرح کی گدھے گاڑی کے اور کوئی سواری نہ مل سکی حالانکہ اپنی تعینات میں مرزا جی ریل کو دو جال کا گدھا لکھتے رہے۔ پھر جو شخص ساری عمر وصال کے گدھے پر سفر کرتا رہا ہو اور مرنے کے بعد بھی اس کی لاش کو وصال ہی کے گدھے پر سوار ہونا نصیب ہوا ہو۔ کیا ایسا شخص بقول مرزا صاحب سچا مسیح ہو سکتا ہے یا پورا پورا وصال۔ مرزا جی دوستو! ہم کچھ نہیں کہتے اس بات کو آپ خود ہی سوچیں اور اپنے ضمیر سے جواب لیں فحکروا فی انفسکم افلا تعقلون ۱۲ مرتب

اس سے تو تین چاند اور ایک سورج بنا۔ لیکن حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت وفات ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ ایک چاند ہے تین چاندوں میں سے۔ اور آپؐ کا اپنی خواب کو پیش نہ کرنا اس وجہ سے تھا کہ انہیں تعبیر معلوم نہ تھی اور ہر ایک نبی کے لیے اپنے مرنے کی جگہ فتن ہونا ضروری نہیں۔ کیا آپؐ کو معلوم نہیں کہ حضرت یوسفؑ کو مصر سے شام کو لایا گیا تھا اور حضرت یعقوبؑ کو بھی مرنے کی جگہ فتن نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ یہاں اصل میں آنحضرت ہی مراد ہیں۔ اور اعلیٰ اول نے جب خود ہر جگہ کی تفسیر کر دی ہے تو آپؐ کون ہوتے ہیں کہ کسی کی تفسیر کریں۔ میں نے مسیح کی فضیلت بلحاظ معاملہ کے جو خدا تعالیٰ نے ان سے کیا ثابت کی تھی۔ اس کی تردید نہیں کی۔ آخر آسمان پر لے جانا تو بڑی بات نہیں اچھی ہے تو وہ ان کی عبودیت کے نتیجہ میں ہی تو ہے۔ اور آیت ان منکم لمن لیبطن اور یقولن کے معنی استقبال کے لیے کچھ بھی نہیں بنتے۔ اور آیت لسنہدینہم سبلنا کے بھی جب تک استمرار ہی معنی نہ لیے جائیں صحیح نہیں۔ مگر قرآن مجید نحو کے تابع نہیں بلکہ قرآن مجید نحو پر حاکم ہے۔

افقرہ (ہر جگہ) کے متعلق اسلامی مناظر نے تفسیر نہیں کی بلکہ اتنا کہا ہے الاعتبار لعموم

اللفظ لا لخصوص المورد ۱۲ مرتب

۲۔ قادیانی مناظر نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ انضلیت کا سبب کمال عبودیت ہے۔ نہ آسمان پر

اٹھائے جانا ۱۲ مرتب

۳۔ اس عبارت میں قادیانی مناظر نے تسلیم کر لیا ہے کہ میرے پاس ایسا نحوی قاعدہ کوئی نہیں

جس کو میں اپنی تائید میں پیش کر سکوں۔ اور اصل بات یہ ہے کہ لغت عرب کو قواعد عربیت کے

مطابق سمجھنا ضروری ہے۔ اور قرآن کریم بھی عربی لغت میں ہے اور لسنہدینہم سبلنا میں

بھی استمرار استقبال ہے ۱۲ مرتب۔

اور حضرت ابن عباس کے متعلق تفسیر فتح البیان کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ان کی طرف بہت سی روایات منسوب کی گئی ہیں۔ اور ان سے اعلیٰ طرق کی کچھ

اقتادیانی مناظر نے تفسیر فتح البیان کا حوالہ دینے میں شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ سے تجاوز کیا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر ممحک پیش کرنے میں شرط نمبر ۳ سے تجاوز کیا ہے۔ لیکن پھر بھی مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں اس کا اس طرح جواب دیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے جو متوفیک کی تفسیر ممحک کی ہے اس سے قادیانی مناظر کا یہ دعویٰ ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں بلکہ اس تفسیر اختیار کرنے کے بعد بھی یہ آیت یا عیسیٰ انی متوفیک انما یمانند آیت وما فعلوه بقیۃ بل رفعہ اللہ الہ اس بات پر زبردست اور محکم دلیل ہے کہ مسیح ابن مریم زندہ بحمدہ العصری آسمان پر اٹھا دے گئے ہیں جس کی توضیح یہ ہے۔ یہ آیت اس طرح ہے اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و ارفعک الی و میظہرک من الذین کفروا و اجعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا لی یوم القیامۃ (آل عمران) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ میں تجھے فوت کرنے والا اور اپنی طرف تجھے اٹھانے والا اور تجھے ان سے پاک کرنے والا جو کافر ہیں اور جنہوں نے تیری پیروی کی ان کو ان پر جنہوں نے انکار کیا فوقیت دینے والا ہوں قیامت کے دن تک۔ اور اس آیت میں لفظ عیسیٰ سے مراد نہ ہی فقط جسم ہے اور نہ ہی فقط روح بلکہ جسم و روح یعنی زندہ عیسیٰ کیونکہ توفی یعنی موت زندہ انسان کو لاحق ہوتی ہے نہ مردہ کو۔ اور یہ امر بالکل روشن ہے کہ ہر چہ اربعہ میں خطاب کا مخاطب وہی ایک عیسیٰ زندہ بعینہ ہے کیونکہ ضمیر خطاب معرفہ ہے بلکہ بعد ضمیر متکلم کے اعراف المعارف ہے۔ اور ہجہ تقدیم عطف و تاخیر ربط اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ یہ چاروں واقعات قیامت سے پہلے پہلے حضرت عیسیٰ زندہ بعینہ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اور صیغہ انتم فاعل استقبال کے لیے کثرت مستعمل ہوتا ہے۔ دیکھو وانا لجاعلون ما علیہا صعباً جبراً (کہف) یعنی اور ہم

اور کچی روایات وہ ہیں جو امام بخاری نے کی ہیں۔ اور بخاری میں انھوں نے

(بقیر) یقیناً اسے جو اس (زمین) پر ہے ہموار میدان سبزہ سے خالی بنانے والے ہیں۔ اور مرزا صاحب کو بھی اس آیت بسا عیسیٰ انسی متوفیک الخ کا الہام ہوا تھا حالانکہ مرزا صاحب اس الہام کے بعد بھی زندہ رہے (براہین احمدیہ ص ۵۱۹) اب اگر ہم متوفیک سے حسب تفسیر حضرت ابن عباس معنی مراد لیں تو ہر چہار ضمیرین خطاب کا مخاطب ایک عیسیٰ زعمہ یعنی ہونے کے لحاظ سے تقدیم و تاخیر کا قول کیا جائے گا جو قواعد عربیت کے خلاف نہیں۔ کیونکہ تمام نحو یوں کا اس پر اتفاق ہے کہ واو عاطفہ میں ترتیب حکایت اور ترتیب محکی عنہ کا تطابق ضروری نہیں اور محاورات قرآنی بھی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ واو عاطفہ میں ترتیب ضروری نہیں۔ **وَيَكُونُوا لِلَّهِ اخْرَاجَكُمْ مِنْ بَطْنِ امِّهِمْ لَكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ** (نمل) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے بیٹوں سے نکالنا تم پر بھی نہ جائے شے اور تمہیں کان اور آنکھیں اور دل دیئے۔ اس آیت میں واو عاطفہ ہے اور مضمون اخراج من بطون الامہات ذکر میں مقدم ہے لیکن اس کا وقوع پیچھے ہوا کرتا ہے اور مضمون جعل السمع والابصار والافئدة ذکر میں موخر ہے لیکن اس کا تحقق پہلے ہوا کرتا ہے۔ اور دیکھو **وادخلوا الباب سجداً وقولوا حطة (بقرہ) وقولوا لحطة وادخلوا الباب سجداً (اعراف)** سورہ بقرہ کی آیت میں مضمون امر بدخول الباب ذکر میں مقدم ہے اور مضمون امر بقول حطہ ذکر میں موخر بنے اور سورہ اعراف میں ان ہر دو مضمونوں کا ذکر برعکس ہے۔ اور ہر دو آیتوں میں واو عاطفہ ہے۔ اگر واو عاطفہ میں ترتیب حکایت اور ترتیب محکی عنہ کا تطابق ضروری ہو تو ان ہر دو آیتوں کے درمیان تعارض لازم آئے گا۔ وھو کماتوی۔ اور عقل بھی یہی فیصلہ کرتا ہے کہ اس آیت میں بر تقدیر تفسیر مبینک تقدیم و تاخیر ہے کیونکہ اگر متوفیک کا وقوع پہلے فرض کیا جائے اور افعلک الی سے

متوفیک کے معنی ممیتک کہے ہیں۔ اور عالمگیر غلبہ سے یہ مراد نہیں کہ ہر ایک فرد مان لے۔ اور ابوہریرہ کے مطلق جو میں نے کہا ہے اسے آپ نہیں سمجھے۔ عبارت پر غور کریں۔ آپ ۳۰ میرے پرچہ میں ابن مریم کے لیے کلا کا لفظ نہیں دکھا سکتے۔ یہ

(بقیہ) رفع روحانی مراد لی جائے تو علاوہ مخالفت قواعد عربیت کے یہ اعتراض بھی وارد ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ مقرب الہی ہیں اور بعد الموت ہر ایک مقرب الہی کی رفع روحانی تو ضرور ہوتی ہے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ودا فعک الہی کی خصوصیت کی کیا وجہ ہے۔ ۱۲ مرتب۔

اسلامی مناظر نے بوجہ نگی وقت مرزا صاحب کا ایک فقرہ نقل کیا۔ اب تصدیق نقل کی جاتی ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں: ”ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین

کلمہ۔ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت و ریحہ دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے۔ اور چونکہ وہ

عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں پھر خلقت ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب حقائق کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر

چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا۔“ (چشمہ معرفت ص ۸۲) دیکھو مرزا صاحب کے یہ فقرے ”چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں

آیا۔“ ”یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا۔“ قادیانی مناظر کے اس فقرہ ”اور عالمگیر غلبہ سے یہ مراد نہیں کہ ہر ایک فرد مان لے“ کی صاف طور پر تردید کرتے ہیں۔ ۱۲ مرتب

۲۔ قادیانی مناظر نے حضرت ابو ہریرہ سے جو مراد ہے کیوں اب بیان نہیں کی۔ ۱۲ مرتب  
۳۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ لکھا ہے۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ میرے مناظر صاحب نے

تہذیب کو جواب دے کر کلا کو ابن مریم کے لیے کلا کہا ہے۔ دیکھو کہ اسلامی مناظر نے یہ نہیں لکھا کہ ”قادیانی مناظر نے کلا لکھا ہے“ بلکہ یہ لکھا ہے کہ ”قادیانی مناظر نے کلا کہا ہے“۔ ۱۲ مرتب

شخص الزام جو آپ نے مجھ پر لگایا۔

اب آپ کے اعتراضوں کے جواب دے کر میں چند اعتراضات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

۱۔ کیا تمام انبیاء میں سے صرف حضرت عیسیٰ کو آسمان پر مقرر ملائکہ میں مع جسم عنصری زندہ قرار دینا کمال صفائی سے تمام انبیاء پر ان کی فضیلت ماننا نہیں ہے؟  
۲۔ وہ آسمان پر اٹھانے جانے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا کے

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں ان اعتراضات کے متعلق اتنا لکھا ہے کہ قادیانی مناظر نے جو نمبر دیگر قریباً ۲۲ باتیں لکھی ہیں یہ محض خیالی اور وہی باتیں ہیں جو شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے سراسر خلاف ہیں کیونکہ یہ باتیں نہ قرآن کریم سے مستحکم ہیں اور نہ حدیث سے اور نہ اقوال صحابہ سے اور نہ قواعد عربیت سے بلکہ عقل و نقل ان کی تردید کرتے ہیں دیکھیے ہر نمبر و از ان کی پہنچان نمبر ۱ پر تردید کرتے

### THE NATURAL PHILOSOPHY -

۱۔ فضیلت کا سبب ہر وہ قرآن و حدیث کمال حیوویت کے لئے مقرر ملائکہ میں ہونا۔ یہی وجہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ سے بھی افضل ہیں۔ کیونکہ ملائکہ میں فقط قوت ملکیت ہے قوت ہمہ گیر نہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا بعضون اللہ ما امرهم و بقولون ما یومرون تو ملائکہ کی یہ تعریف نہیں ہو سکتی کہ وہ جرم نہیں کرتے کیونکہ ان میں جرم کرنے کی قوت ہی نہیں جیسا کہ عنین کی یہ تعریف نہیں کی جاتی کہ وہ زنا نہیں کرتا کیونکہ عنین میں زنا کرنے کی قوت ہی نہیں۔ اور جیسا مظلوم کی یہ تعریف نہیں کی جاتی کہ وہ چوری نہیں کرتا کیونکہ مظلوم میں چوری کرنے کی قوت ہی نہیں۔ اور انسان میں چونکہ قوت ملکیت اور قوت ہمہ گیر دونوں ہیں اس لیے جو انسان قوت ہمہ گیر کی خواہشات کو ترک کر کے قوت ملکیت کی خواہشوں کو پورا کرے اور عبودیت میں کمال پیدا کرے وہ انسان فرشتوں سے بھی افضل ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود انسان ہونے کے تمام انسانوں سے عبودیت میں زیادہ کمال پیدا کیا ہے اس لیے وہ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

۲۔ محبوبیت کی علت کمال عبودیت ہے نہ آسمان پر اٹھائے جانا۔ یہی وجہ ہے کہ

نزدیک زیادہ محبوب ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی زیادہ حفاظت کی گئی۔

۳۔ ان کو دوبارہ بھیجنے سے ان کی روحانیت اور قدسیت زیادہ مانتی پڑتی ہے کیونکہ جس کا کام اعلیٰ ہوا ہی کو دوبارہ بھیجا جاتا ہے۔

۴۔ اتنی دیر تک رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا خدا تعالیٰ اور مسیح نیا نہیں بنا سکتا

تھا؟

۵۔ خدا تعالیٰ نے مسیح کو دوسرے آسمان پر کیوں رکھا؟ اور ساتویں آسمان پر

کیوں نہیں لے گیا کیا ان میں کوئی نقص باقی تھا؟

(بقیہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مجبوبیت مطلقہ ہے جیسا کہ فاتحہ یونٰی یحییٰکم اللہ سے ظاہر

ہے اور جو محبوب اللہ ہوتے ہیں وہ دنیا میں مخلوق کے لیے اسوۂ حسنہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خدا کے راستے میں دکھ دے جاتے اور سناٹے جاتے ہیں تاکہ مسرت طبر کا بھی ظہور ہو۔ ۱۲ مرتب

۶۔ یہ سوال ایسا ہے جیسا کوئی کہے کہ اہل فارس و روم وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مشرق باسلام نہیں ہوئے تو اگر خلیفہ اول یا ثانی یا ثالث یا رابع کے زمانہ میں وہ مشرق باسلام ہو

جائیں تو لازم آئے گا کہ خلفاء کی روحانیت و قدسیت زیادہ ہے تو ایسے قائل کے جواب میں یہی کہا جائے گا کہ خلفاء رضی اللہ عنہم کی کاروائی چونکہ تائیس نبوی کی ترقی ہے اور اس بنیاد ڈالی ہوئی کی تعمیر

ہے اس لیے وہ جیسے نبوی کی کاروائی کہلانے کا استحقاق رکھتی ہے ویسا ہی پیشگوئی آیت لیسظہرہ علی

الدین کلمہ والی آخری خلیفہ نبوی یعنی مسیح ابن کے مریم زمانہ میں تحقق ہوگی۔ کیونکہ مسیح ابن مریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہو کر اور خلیفہ نبوی ہو کر تائیس نبوی کی تعمیر کریں گے۔

اس وجہ سے یہ تعمیر یعنی تعمیر نبوی ہوگی۔ ۱۲ مرتب

۷۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون (انبیاء) یعنی اس اللہ سے اس کے متعلق پوچھا نہیں جاتا جو وہ کرتا ہے اور ان سے پوچھا جائے گا۔ ۱۲ مرتب

۵۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون۔ ۱۲ مرتب



۶۔ کیا وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جن انبیاء کو معراج میں دیکھا۔ اور جن کی وفات پر قرآن مجید میں کوئی نص موجود نہیں۔ زندہ نہ مان لیا جائے۔  
 ۷۔ مسیح کی شبیہ بنانے میں کیا حکمت تھی۔ کیا یہود صرف پیچھا چھوڑا ناقصود تھا؟

۸۔ اس شخص کا جو مسیح کی بجائے مصلوب ہوا قرآن وحدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے آپ حدیث صحیح مرفوع متصل نہیں کوئی ضعیف مرفوع متصل ہی پیش کریں۔

۹۔ اس فعل میں کہ حلیہ بدل کر ایک دوسرے شخص کو مروانے میں کیا حکمت

۶۔ جیسا کہ ملاقات مہوقی موجب موت نہیں دیا ہی ملاقات احیاء مستلزم حیات نہیں۔ انبیاء کی حیات کے قواعد یا نبی جماعت تفسیر ہے۔ اور ہم اسلامی جماعت کو تو اس نبی کی حیات کے ساتھ ایمان ہے جس کی حیات کی قرآن کریم یا حدیث نبوی شہادت دیں ۱۲ مرتب

۷۔ مسیح ابن مریم کے شبیہ بنانے میں یہ حکمت تھی کہ یہود کو جو مسیح ابن مریم کے قتل کرنے کے لیے آئے ان کو مزادی جائے جیسا کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ و مکسروا و مکسر اللہ واللہ خیر الماکرین (آل عمران) یعنی یہود نے (عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے اور صلیب پر چڑھانے کی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی ایک تدبیر کی کہ آپ کو آسمان پر اٹھا لیا اور ان یہودین سے ہی ایک شخص کو مصلوب کرا کے قتل کر دیا) اور اللہ تعالیٰ سب تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ ۱۲ مرتب

۸۔ قرآن کریم میں اتنا ذکر ہے کہ مسیح ابن مریم کا شبیہ مصلوب ہوا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما ضلوه وما ضلوه ولكن شبه لهم اور اسی کے ساتھ ہمارا ایمان ہے۔ اور اس شبیہ کی شخصیت معلوم کرنی ضروری نہیں۔ ۱۲ مرتب

۹۔ اس فعل میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت و تدبیر محکم تھی کہ جو لوگ ایک مقرب الہی کو بے گناہ قتل کرنے کے ارادے پر آئے انہی میں سے ایک شخص کو انہی کے ہاتھوں سے مصلوب کرا دیا۔ ۱۲ مرتب

تھی اللہ تعالیٰ کی ذات سے بعید ہے کہ اس کی طرف کوئی لغو کام منسوب کیا جائے۔

پھر اس میں بھی سنئے کہ وہ کون تھا (۱) حواری تھا (۲) منافق (۳) طیلاؤں

(۴) یہودیوں کا چوکیدار تھا (۵) کوئی شخص تھا (۶) ایک پر شبیہ ڈالی گئی (۷)

جماعت پر شبیہ ڈالی گئی؟ اگر یہ واقعہ ہوا تھا تو اس میں زمین و آسمان کے فرق پائے

جانے کی کیا وجہ ہے؟

۱۰۔ کیا خدا تعالیٰ کو یہود سے اتنی محبت تھی۔ کہ ان کی خاطر خدا تعالیٰ نے کسی

اور کومسح کا ہم شکل بنا کر ان کو خوش کر دیا؟

۱۱۔ کوئی پیارے کو شکل کی چٹک نہیں کرتا۔ اگر کسی کے باپ کی تصویر پر پیر رکھ

دیں تو وہ لڑنے کے لیے تیار ہو جائے گا۔ تو پھر خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے کی شکل

کو دوسرے کو دے کر کیوں اس کی بے قدری کی؟

۱۲۔ جب وہ یہود کی طرف رسول تھے اور خدا نے ان کو چھپا لیا۔ اور اس کی

جگہ ایک اور شخص کومسح کی شکل دی جسے انھوں نے مسیح سمجھ کر صلیب پر لٹکا کر مار

دیا تو یہود عند اللہ مجرم نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے مسلمات سے یہی بات تھی کہ

جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا۔ اور جو کاشھ پر لٹکا کر مارا جائے وہ لعنتی ہے۔

۱۰۔ خدا تعالیٰ کو یہود سے محبت نہ تھی بلکہ ان کو اس وجہ سے کہ انھوں نے ایک مقرب الہی کے قتل

کا ارادہ کیا سزا دی تھی مقصود تھی ۱۲ مرتب

۱۱۔ اس شبہ ڈالنے سے اللہ تعالیٰ کو یہ مقصود نہ تھا کہ مسیح ابن مریم کی بے قدری کی جائے بلکہ اس

میں یہ حکمت تھی کہ تدبیر محکم کے ساتھ سزا دی جائے واللہ خبر الصا کوہن ۱۲ مرتب

۱۲۔ یہ عجیب وہم ہے کیونکہ یہود تو اس وجہ سے مجرم ہیں کہ انھوں نے مسیح ابن مریم کے جو

مقرب الہی ہے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اور شبیہ کا مصلوب ہونا یہ تو سزا کا رنگ ہے ۱۲ مرتب

۱۳۔ ایسے ملعون شخص کو جو مسیح کا دشمن تھا بندر اور سور کی شکل دینا چاہیے تھی۔  
 نہ کہ اپنے پیارے مسیح کی جو اس کا محبوب تھا۔ جیسے ومنہم من لعنہ اللہ و غضب  
 علیہ وجعل منہم القردة والخنازیر سے ظاہر ہے۔  
 ۱۴۔ جب ان کی مدت کل چالیس سال زمین میں پہلی اور آخری ملا کر ہے۔  
 تو وہ بنی اسرائیل کی طرف بقول آپ کے صرف تین برس تک رہے۔ پھر آسمان پر  
 وہ ہزار سال تک اٹھائے گئے تو انہیں رسول الہی بنی اسرائیل نہیں کہنا چاہیے  
 بلکہ رسول الہی اہل السماء کہنا چاہیے۔

۱۳۔ وکان اللہ عزیزاً حکیماً اور ان اللہ علی کل شیء قدير۔ کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی  
 ہمتیں اور قدرتیں غیر متناہی و غیر محدود ہیں۔ اور یہ ضروری نہیں کہ جب ایک موقع پر حرکت اور بجلی  
 قدرت کا جس رنگ میں ظہور ہو تو دوسرے موقع پر بھی حرکت اور بجلی قدرت اسی رنگ میں جلوہ گر ہو  
 کیونکہ کل ہوم ہوا فی شان ۱۲ ترجمہ  
 ۱۴۔ مسیح ابن مریم کی عمر کتنی بھی ہو وہ رسول الہی بنی اسرائیل کے متناہی نہیں۔ اور قادیانی مناظر کا  
 یہ فقرہ (بلکہ رسول الہی اہل السماء کہنا چاہیے تھا) عجیب جہالت ہے کیونکہ اہل سماء یعنی فرشتے  
 مکلف ہی نہیں جیسا کہ اس آیت میں وحملہا الانسان انه کان ظلم ما جہولاً۔ یعنی انسان  
 اس لیے مکلف ہے کہ اس میں کمال بالفعل نہیں اور کمال حاصل کرنے کی اس میں قوت ہے کیونکہ علوم  
 وہ ہے جس میں عدل بالفعل نہ ہو اور عدل کے حاصل کر لینی اس میں قوت ہو۔ اور جہول وہ ہے جس  
 میں علم بالفعل نہ ہو اور علم کے حاصل کرنے کی اس میں قوت ہو یعنی انسان اس لیے مکلف ہے کہ اس  
 میں قوت ملکیہ صفت بہمیہ دونوں ہیں۔ اور چونکہ باقی حیوانوں میں فقط قوت بہمیہ ہے قوت ملکیہ  
 نہیں اور فرشتوں میں فقط قوت ملکیہ ہے بہمیہ نہیں اس لیے جیسا کہ باقی حیوانات غیر مکلف ہیں دیا  
 ہی فرشتے بھی غیر مکلف ہیں۔ اور رسول الہی تکلیف کی طرف بھیجے جاتے ہیں۔ نہ غیر الہی تکلیف کی  
 طرف۔ پس ثابت ہوا کہ قادیانی مناظر کا فقرہ مذکورہ عجیب جہالت ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۵۔ نیز آسمان پر اٹھانے سے خدا تعالیٰ کو کمزور مانا پڑتا ہے۔ کیونکہ کمزور ہی چیز کو چھپایا کرتا ہے۔ اور نیز آیت کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی کے بھی خلاف ہے۔

۱۶۔ مسیح میں وہ کوئی خاص صفت ایسی تھی۔ جو آسمان پر جانے کی متقاضی تھی اور دوسرے انبیاء میں وہ نہیں پائی جاتی۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ مابہ الامتياز کوئی صفت ہے۔ اور پھر وہ صفت اچھی ہے یا بری۔ اگر بری ہے تو وہ آسمان پر لے جانے کی باعث نہیں ہو سکتی۔ اگر اچھی تو رسول اللہ اس سے کیوں محروم رہے ہم تو

۱۵۔ مسیح ابن مریم کے زغہ وجمدہ العصری آسمان پر اٹھانے سے خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ظہور ہوتا ہے کیونکہ یہ رفیع الی السماوات والاعلا کے لئے کوئی نہیں کر سکتا۔ اور نیز یہ رفیع کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی کے بالکل مطابق ہے کیونکہ یہود کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول یعنی مسیح ابن مریم غالب ہوئے اور مسیح ابن مریم کو ایسا غلبہ ہوا کہ آخر زمانہ میں خدا تعالیٰ اسی مسیح کو زمین پر نازل کرے گا۔ اور وہ مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خلیفہ ہو کر تجدید اسلام کرنے کا اور اسی مسیح کے ہاتھ پر اہل اللہ الیہودیہ مشرف باسلام ہوں گے۔ یہ کیا اعلیٰ غلبہ ہے۔ ۲۰ مرتب

۱۶۔ مسیح ابن مریم میں تنج جبریلی کی ایک جزوی خصوصیت ہے جس کی وجہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور یہ جزوی خصوصیت نفیات کلی کا موجب نہیں ہو سکتی۔ بلکہ نفیات کلی کی علت کمال عبودیت ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ الوہیت میں لاشریک نہ ہے ویسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال عبودیت میں لاشریک نہ ہیں۔ اور قادیانی مناظر نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چند اشعار درج کئے ہیں۔ ان کے متعلق میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اشعار نہ مرزا صاحب نے دلی اعتقاد و اخلاص سے کہے ہیں اور نہ ہی قادیانی جماعت کو ان اشعار کے مضامین کے ساتھ اعتقاد ہے۔ بلکہ ایسے اشعار اسلامی جماعت کو شکار کرنے کے لیے کہے جاتے ہیں در نہ مرزا صاحب یہ اشعار کیوں کہتے۔

کہ بلا حیثیت سیر ہر آنم ☆ صد حسین است در گریہ آنم ☆ آدم نیز احمد بخار ☆ در برم جامہ ہما برابر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الانبیاء مانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

يا عين فيض الله والعرفان ☆ يسعى اليك الخلق كالظمان  
 ووالله ان محمداً كره دافية ☆ وبه الوصول بسد السلطان  
 اور بعد از خدا بشق محمد مكرم ☆ گر كفرايں يود بخدا سخت كافر م  
 اور ايس چشمه رواں كه خلق خدا دم ☆ يك قطره ز بحر كمال خداست  
 اور تمت عليه صفات كل مزيه وغيره سے ثابت ہے كه آنحضرت م  
 تمام كمالات كے جامع ہیں۔

۱۔ مسیح کے دو ہزار سال میں ان کے قوی میں تغیر ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر ہوتا ہے تو دو ہزار برس میں جو ان کی حالت ہو گئی ہوگی اس کا اندازہ کرنا بیجا ہے۔ اور اگر

### THE NATURAL PHILOSOPHY

آنچند اداست ہر کی را جام خدا آں جام را مر تمام آچہ من بشنو مذوی خدا خدا پاک دانش  
 ز خطایا

بجو قرآن منزہ اش دائم از خطایا ہمیں ست ایمانم انبیاء گر چہ بودہ اند بے پامن بفرقان نہ کسرم  
 ز کے (در شین ص ۱۸۷) اور نیز۔ من مسیح زمان و من کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد (تربیان  
 انقلاب ص ۳) اور اسلامی جماعت کا باخلاص یہ ایمان ہے۔

فاق النیین فی خلقی و فی خلقی ولم یدانوه فی علم ولا کرم  
 و کلهم من رسول اللہ ملنس غر فامن البحر اور شفا من الدہم  
 و کل آئی اتی الرسل الکرام فانما اتصلت من نورہ بہم  
 فانہ شمس فضل ہم کو اکبھا یظہرن انوار ہا للناس فی الظلم ۱۲ مرتب

۱۔ مسیح ابن مریم کے دو ہزار سال میں ان کے قوی کو قائم رکھنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے باہر  
 نہیں۔ در حقیقت یہاں استعجاب ان اللہ علی کلی شہنی قدیر پر ہے۔ ۱۲ مرتب

نہیں تو کیوں؟

۱۸۔ سچ کو آسمان پر اتنی دیر رکھنے سے کیا فائدہ تھا۔ زمین پر کیوں نہ رکھا گیا تاکہ ان سے مخلوق غذا کو بھی فائدہ پہنچتا۔ خصوصاً جبکہ فرمایا واما ما ينفع الناس فيمكث في الارض۔

۱۹۔ اگر تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے تو آیت وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا کے خلاف ہوگا۔ یہ نہیں کہ یہ وعدہ کسی وقت میں ہو گا بلکہ الی یوم القیمۃ کے الفاظ پر غور کر لیں۔

۲۰۔ اور علم فزیا لوجی کے ماتحت ذی حیات چیز کے لیے پاور آف ایک کریشن اور پاور آف اسی وی میلین کا پایا جانا ضروری ہے مگر وہ اس وقت دونوں سچ میں نہیں پائی جاتیں۔

۲۱۔ اگر سچ دنیا میں دوبارہ آئیں تو وہ تمام جہان کی طرف رسول ہو کر آئیں

۱۸۔ قرآن کریم میں ہے لایستل عما یفعل وہم یستلون۔ اور ماموولہ غالباً غیر فودی القتل کے لیے آتا ہے۔ ۱۲ مرتب۔

۱۹۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچوں میں واضح کر دیا ہے کہ الی یوم القیمۃ ہر جہاد واقعات کے متعلق ہے جس کی تائید آیت لوظہرہ علی الدین کلہ کرتی ہے۔ ۱۲ مرتب

۲۰۔ انسان اور انسان کے قوی اور قوی کے افعال اور کیلوس و کیموس ہوتا اور خون کا بدل ماحمل بننا یہ سب چیزیں اس قادر مطلق کی مسخر اور محکوم ہیں۔ اور جیسا کہ وہ قادر مطلق انسان کی حیاتی کو بذریعہ مادی غذا کے قائم رکھتا ہے ویسا ہی وہ قادر مطلق انسان کی حیاتی بذریعہ غذا غیر مادی قائم رکھ سکتا ہے ویکھو حدیث نست یکاحدکم یطعمنی ربی و یتقینی۔

۲۱۔ دوسرا قائل توجہ ہیں اول یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسرا قبل میں حضور نہیں ورنہ عبارت یوں ہوتی۔ الی بنی اسرا قبل رسول اللہ۔ اور دوسرا یہ کہ سچ امین مریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور مجدد ہو کر تشریف لائیں گے۔ ۱۲ مرتب

گے۔ تو یہ رسولاً الی بنی اسرائیل کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ وہ کہیں گے کہ میں تمام جہان کی طرف رسول ہوں۔ اور قرآن مجید کہے گا رسولاً الی بنی اسرائیل۔

۲۲۔ پھر یہ سوال بھی ہوگا کہ مسیح کی موت نہیں ہو سکتی جب تک کہ تمام اہل کتاب ایمان نہ لائیں۔ اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن تک سب یہود ایمان نہیں لائیں گے۔ پس ثابت ہوگا کہ مسیح کی وفات قیامت کے بعد ہوگی۔

پس یہ ابائیس سوال ہیں جو میں نے آپ کے تمام اعتراضوں کے جواب دے کر پیش کئے ہیں۔ اور نیز چھ سوال اور باقی وہ سوالات جو میرے پہلے پرچوں میں آچکے ہیں ان کے جوابات دیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ آپ کی یہ استطاعت نہیں کہ آپ ان کا جواب دے سکیں۔ پس حیات مسیح کا مسئلہ ایک ایسا

۲۳۔ یہ جان بوجھ کر قرآن کریم کے ساتھ نہیں ہے۔ ۱۲ مرتبہ  
ان بابائیس وہی سوالوں کی تردید عقل اور نقل کے ساتھ کی گئی ہے۔ اب ناظرین پر روشن ہو گیا ہے کہ جیسا کہ قادیانی مناظر نے اپنے پہلے پرچوں میں جانباشرط نمبر ۲ کی خلاف ورزی کی ہے ویسا ہی ان بابائیس وہی سوالوں میں اس نے شرطین مذکورین سے تجاوز کی ہے۔ اور نیز خیالی اور وہی باتیں پیش کرنے سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ قادیانی مذہب کی بناء خیال اور وہم پر ہے نہ عقل اور نقل پر۔

۲۴۔ چھ دھکو سہلے بصورت سوال بھی آپ پیش کر دیتے انشاء اللہ عقل اور نقل کے ساتھ ان کا بخیرہ اور جزا جاتا ہے۔ ۱۲ مرتبہ

۲۵۔ روئے نما مناظرہ دیکھنے سے ناظرین یہ فیصلہ کریں گے کہ جواب دینے کی اسلامی مناظر کو طاقت نہیں یا قادیانی مناظر میں جواب دینے کی استعداد ہی نہیں۔ ۱۲ مرتبہ

مسئلہ ہے جس پر کئی سوال اعتراضات وارد ہو سکتے ہیں۔ اور عیسائیوں کو یہ کہنے کا موقع ملا ہے کہ ہمارا نبی زندہ ہے اور تمہارا نبی مردہ۔ اور قرآن مجید کہتا ہے کہ مردے اور زندے برابر نہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسیح افضل ہیں۔ اور مسیح کفارہ کی بھی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ محض موت کو وہ کفارہ کا باعث نہیں مانتے بلکہ صلیبی موت کو۔ اور پھر اس کا آسمان پر جانا وغیرہ باتیں ان کے عقائد کی تائید کرتی ہیں۔ اور اگر مطلق موت نہیں تو جب بھی وہ مریں تو کفارہ ثابت ہو

اور اسی جن لوگوں کو ایمان بالقرآن والحدیث نہیں ان کو اس مسئلہ حیات مسیح ابن مریم پر کئی سوخیالات باطلہ اور توہمات کا ذہن پیدا ہوتے ہیں۔ ۱۲ مرتب

یہ قرآن کریم کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ جن کی روحانیت زندہ ہے اور وہ لوگ جن کی روحانیت مردہ ہے برابر نہیں اور قرآن کریم کا یہ مطلب نہیں کہ جو لوگ زندہ ہیں وہ فوت شدہ سے افضل ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ مولوی جلال الدین صاحب جس ججز بندہ ہیں مرزا صاحب سے افضل ہوں جو فوت شدہ ہیں۔ ۱۲ مرتب

THE NATURAL PHILOSOPHY

یہ نظریں انصاف کیجئے۔ دیکھو یہ قادیانی مناظرہ کیا کہتا ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح ابن مریم بذریعہ صلیب فوت ہوئے ہیں۔ اور قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ صلیب سے اتر کر کچھ عرصہ کے بعد حضرت اللہ کی موت کے ساتھ فوت ہوئے ہیں۔ عیسائیوں اور قادیانی جماعت کے درمیان اگرچہ مسیح ابن مریم کی موت کے اسباب میں اختلاف ہے۔ لیکن نفس موت میں متفق ہیں۔ اور اسلامی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح ابن مریم پر موت آئی ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ بچھڑا اصری آسمان کی طرف اٹھالیا۔ ہے اور وہ اب تک زندہ ہے اور قرب قیامت میں نزول فرما کر تجرید اسلام کریں گے۔ چونکہ کفارہ کی بنا مسیح ابن مریم کی موت پر ہے۔ اس لیے اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ مذہب جس میں مسیح ابن مریم کی موت کو تسلیم کیا گیا ہے کفارہ کی بنا کئی کرتا ہے یا وہ مذہب جس میں مسیح ابن مریم کی موت سے بالکل انکار کیا گیا ہے کفارہ کی بنا کئی کرتا ہے۔



جائے گا اور ہمارا عقیدہ کہ طبعی موت سے وہ وفات پا چکے ہیں کفارہ کو جڑھ سے کاٹ دیتا ہے سچ فرمایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے۔

۱۔ قد مات عیسیٰ مطر فاً ونبینا حیی و ربی انہ و افانی  
کیونکہ زندہ وہی ہوتا ہے جس کا کام زندہ ہو۔ جس کی قوم زندہ ہو۔ جس کا مذہب زندہ ہو۔ لیکن مسیح خود وفات پا چکے۔ اس کی قوم روحانیت کے لحاظ سے مر چکی۔ ان کی شریعت منسوخ ہو چکی۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ نبی ہیں۔ اور کوئی نہیں۔ سچ فافہم۔

پریزیڈنٹ۔ حاکم علی القلم خود۔ مناظر جماعت احمدیہ۔ جلال الدین شمس

(بقیہ) اسی کفارہ کی سچ مکی کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما فسلوہ بقیناً بل رفعہ اللہ الیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں بلکہ ان کو زندہ اللہ تعالیٰ نے واقعہ عجیبی نے پہلے آسمان کی طرف اٹھالیا ہے۔ وہاں اس کو گناہ بائسری بھیجے گی ۱۲ مرتبہ ۶۶۱

۱۔ قادیانی مناظر کا مرزا صاحب کے استخبار کو جاننا پیش کرنا شرانگہ مناظرہ کی کس قدر خلاف ورزی ہے ۱۲ مرتبہ

۲۔ چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ الی دای) قیامت تک زندہ ہی ہیں اور تمام دنیا میں بھی ایک کامل انسان ہے اس لیے اسلامی جماعت ان کو خاتم النبیین اعتقاد کرتی ہے اور ان کے عل نبوت سے خارج ہو کر کسی حنفی کے زیر سایہ ہونا ایسا سمجھتی ہے جیسا کہ آگ جلتی ہوئی شعلہ زن میں داخل ہونا۔ لیکن افسوس کہ قادیانی جماعت قادیانی تو یہ کہتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہی ہیں اور کوئی نہیں۔ لیکن اعتقاد خاتم النبیین کا انکار کر کے مرزا صاحب کو جی سمجھتی ہے۔ اور ایسے زندہ ہی اور انسان کامل کے عل ظلیل سے خارج ہو کر حنفی کے زیر سایہ ہونا اعلیٰ درج کی ضلالت و شقاوت ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ذالک هو الفوز العظیم سے محروم ہیں ۱۲ مرتبہ

سچ فافہم کے ساتھ شاید قادیانی مناظر نے یہ امر کیا ہے کہ اے اسلامی مناظر تو سمجھ لے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ ہی لسانا کہہ رہا ہوں نہ اعتقاداً ۱۲ مرتبہ

۱۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء پرچہ نمبر ۴

## از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العليم الحكيم فان  
نناز عنکم فی شئی فردوه الی اللہ والرسول۔

مجھے افسوس ہے کہ باوجود میرے مناظر صاحب کے جواب نہ دے سکنے کے

پھر بھی وہ شرائط سے باہر ہو کر ادھر ادھر کی باتیں غیر متعلقہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ میں

نے رفع الی اللہ کے معنی رفع الی السماء کئے اور میرے مناظر صاحب نے رفع الی

اللہ کی کوئی مثال پیش نہیں کی اور دیگر مثالوں کو پیش کر کے رفع کے لیے اور معنی

ثابت کیے یہ ان کو کیسا مفید ہو سکتا ہے۔ دیکھئے کہ قرآن کریم میں بعل کا معنی زوج

ہے مگر اعداؤں نے بعل میں بت مراد ہے۔ اور ہر جگہ قرآن کریم میں اسف کا معنی

جزن ہے مگر فلما اسفونا کا معنی فلما اغضبونا ہے۔ اور ہر جگہ قرآن کریم میں

کنز سے مراد مال ہے مگر کنز جو سورہ کہف میں ہے اس سے مراد صحیفہ علم ہے۔

وغیرہ وغیرہ جیسا کہ پرچہ نمبر ۱ میں درج ہے۔ اس کا کوئی جواب نہیں۔ میں نے

بل ابطالہ کے مقتضا کو اور قصر قلب کے مقتضا کو لے کر فقرہ بل دفعہ اللہ الیہ

سے ابن مریم کی حیات ثابت کی۔ لیکن میرے مناظر صاحب نے اس کا بھی کوئی

جواب مطابق شرائط نہیں دیا۔ اور ہر چہ اصرار کے معرّف ہونے کے لحاظ اور ان کا

مرحج ایک ابن مریم زندہ یعنی ہونے کے لحاظ سے بھی میں نے حیات ابن مریم کو ثابت کیا مگر میرے مناظر صاحب نے اس کا بھی کوئی جواب عنایت نہیں فرمایا۔ ہاں صنعتِ استخدام کا نام لے کر ایک شعر پڑھ دیا ہے لیکن علمِ بدیع کی طرف توجہ نہیں کی۔ البدیع ہو علمِ يعرف بہ وجوہ تحسین الکلام بعد رعاية المطابقة ووضوح الدلالة۔ تو صنعتِ استخدام اس جگہ مراد نہیں ہو سکتی جہاں اس کے اختیار کرنے سے مطابقت اور وضوح کے خلاف ہو۔ اور نیز قرینہ کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ شبوہ میں۔ اور قواعد نحو کے مطابق لیو من سے استقبال مراد ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ لیکن میرے مناظر صاحب نے قواعد نحو کے رو سے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور قرآن کریم اور حدیث صحیح اور اقوال صحابہ اور لغت عرب اور صرف اور نحو اور معانی اور بیان اور بدیع امور مفسرہ قرار دیئے گئے تھے۔ اور میرے مناظر صاحب نے تو عجیب کام کیا ہے کہ کبھی توریت کا نام لیتے ہیں اور کبھی کسی تابعی کا ذکر کر دیتے ہیں اور کبھی شاہ رفیع الدین صاحب کو اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں اور کبھی آیات کو ان کے غیر مصداق پر پیش کر کے اس کو ان آیات کا مصداق قرار دیتے ہیں جیسا کہ کلام میں کہا گیا۔ اور کبھی جبرئیل کا

اے ہاں فقط کہا گیا ہے نہ لکھا گیا۔ مرتب

مسئلہ چھیڑ دیتے ہیں۔ اور کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین شروع کر دیتے ہیں۔

جو فی الحقیقت ہماری توہین ہے۔ اس لیے مطابق سہ جزاء سببہ سینۃ منہا۔ الخ ہم اتنا عرض کرتے ہیں کہ یہ تو ظالموں کا ذکر ہے اور نیز ان لوگوں کا ذکر ہے جن پر موت وارد ہو۔ اور حضرت عیسیٰ موعود تو اس کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ بلکہ مصنوعی مسیح صاحب چونکہ فوت ہو چکے ہیں اس لیے وہ اس آیت کے مصداق ہیں۔ اور یہ کلا ان کے لیے کلا ہے۔ اور شعروں کا مطلب یہ ہے کہ تمام

قرآن سے وفات ثابت نہیں ہوئی بلکہ قرآن کریم سے حیات ثابت ہوئی

یہ قاری مناظر کے تفسیری قرآن کریم میں ہے کہ حتی اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فاما کریمت لخالقنا کلمۃ ہو فاعلمنا۔ الخ یہ آیت عیسیٰ کو واپس نہیں ہونے دیتی بلکہ یہ کلا مسیح کے لیے کلا ہے۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ وغیرہ میں اس کے متعلق یہ لکھا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کو قرآن کریم نے طویل القدر نبی قرار دیا ہے۔ ہم مطابق آیت جزاء سببہ سینۃ منہا اتنا عرض کرتے ہیں کہ یہ آیت ظالموں کے حق میں ہے۔ اور نیز اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن پر موت وارد ہو۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا تو قرآنی دلائل سے قطعاً ثابت ہے۔ اس لیے وہ اس آیت کا مصداق نہیں ہو سکتے۔ بلکہ مصنوعی مسیح یعنی مرزا صاحب چونکہ فوت ہو چکے ہیں اس لیے اس آیت کا وہ مصداق ہیں اور یہ کلا ان کے لیے کلا ہے۔ ۱۲ مرتب

یعنی برائی کا بدلہ اس کی مثل برائی ہے۔ ۱۲ مرتب

ہے۔ اور کوئی آیت حیات کی مخالف نہیں۔ اور اتمتی جب مطابق آیت لیا گیا تو پھر کیا اعتراض ہے۔ اور فلما توفیتی کی آیت کے الفاظ میں غور کریں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ زیر بحث قول ہے نہ علم۔ اور اذا الاغلال کی مثال اذ کے لیے ہے نہ ماضی کے لیے۔ اور ماضی بکثرت بمعنی استقبال آتی ہے۔ و نفع فسی الصور وغیرہ اور جب توفی بمعنی غینہ اور موت ہے تو اس قدر تشبیہ کے لیے کافی ہے۔ کہ دونوں میں معنی قبض روح کے ہوں اور ایک میں قبض مع الارسال ہونا اور دوسرے میں قبض مع الامساک ہونا تشبیہ کے خلاف نہیں۔

جراحات ام السنان لها التیام ولا یلتام ما جرح اللسان

اور قد خلت من قبلہ الرسل میں سنة اللہ النبی قد خلت کا کوئی

جواب نہیں دیا گیا۔ اگر ہم بخود ہی مناظر صاحب ان کے معنی مایل ہیں تو لازم

آئے گا کہ (لعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول نہیں۔ پس موجب کلیہ نہ

یعنی نیزوں کے زخم مل جاتے ہیں اور جو زبان زخم کرے وہ نہیں ملتے۔ دیکھو اس شعر میں

کلمات کو جرح کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور ما بہ التشبیہ مطلق تاثیر ہے نہ خاص تاثیر

جرح ۱۲ مرتب ۔

۲۔ کیونکہ قد خلت من قبلہ الرسل میں برائے قواعد نحو من قبلہ خلت کے

متعلق ہے ۱۲ مرتب

ہوا۔ اور تسلک امة قد خلعت میں بھی کوئی دلیل نہیں۔ ابوبکر کے متعلق خصوصیت سے ہم نے جواب دیا نہ کہ دوسرے مقاموں کا اور روح القدس بھی بوجہ اقنوم ثالث ہونے کے معبودات باطلہ میں داخل ہے۔

اور الذین عام لفظ ہے۔ اور اموات غیر احياء میں اموات کی تاکید غیر احياء سے کی۔ اسی لیے کہ یہاں ان کی معبودیت کا باطل کرنا مقصود ہے۔ کتاب بياكلان الطعام میں سبحان اللہ کیا گل کھلایا گیا۔ ہم نے تو یہی بات کہی ہے کہ ان کی ماضی بوجہ مریم کئے ہے اور مریم کی اس تصویر برنگ تذکیر میں تغلیب ہے۔ تو مناظر صاحب ہماری بات بیان کر رہے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ ہم تردید کر رہے ہیں۔ اور یسا مریم اقصیٰ لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین سے صاف ثابت ہے کہ جیسا ہماری نماز کے ارکان قیام رکوع سجود وغیرہ ہیں ویسا ہی عیسوی نمازیں۔ اور اس بحث میں میں نے جو حسانا من لدنا در زکوٰۃ کو پیش کیا اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اور یہ اعتراض کہ بہت جگہ زکوٰۃ سے صدقہ مفروضہ مراد ہے یہ اس امر کو ثابت نہیں کرتا کہ ہر جگہ یہی مراد ہو اور سن بعدی میں اس آیت کو ملاحظہ فرمادیں سو اتخذو قوم موسیٰ من بعده من حلیم عجل جسد آلہ

ایکونکہ جہاں فقرہ تک لہ قد خلعت ہے وہاں پہلے موسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں اور جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے قد خلعت نہیں۔ قرآن کریم نکال کر سورہ بقرہ میں ملاحظہ کریں ۱۲ مرتبہ ۲ یعنی اسے مریم فرمانبرداری کر واسطے رب اپنے کے اور سجدہ کر اور رکوع کر ساتھ رکوع کرتے والوں کے ۱۲ مرتبہ ۳ یعنی اور بنالیا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے چھپے موسیٰ کے اپنے زیوروں سے بھڑا شخص ایک جسم جس نے آواز نکلی تھی۔ دیکھو اس آیت میں من بعدہ سے مراد من بعد غیوبہ موسیٰ ہے نہ کہ من بعد موت موسیٰ۔ اور جیسا کہ اس آیت میں اثبات ہے ویسا ہی آیت مبشراہر سولہ یاتی من بعدی اسمہ احمد اثبات ہے ۱۲ مرتبہ

خوار سبحان اللہ لانبی بعدی کو اور من بعدی کو ایک نظر سے دیکھا۔ جناب من الانبی بعدی میں بوجہ ہونے کرہ غیر نفی میں مرزا صاحب کی نبوت کا بطلان ہوتا ہے یہ فقرہ مشتمل بر نفی ہے اور من بعدی مشتمل بر اثبات ہے۔ ذرا غور کریں۔ اگر بات نہ بنے تو ویسا بلا سمجھے سوچے کچھ کہہ دینا مفید نہیں۔ اور من نعموہ میں اعطاء عمرو تکلیس کا بیان ہے۔ پس بس۔ اور حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ الخ آیت بسل دفعہ اللہ الیہ کے بالکل برخلاف ہے اور یہ وہ آیت ہے جس کا جواب آپ نے کوئی نہیں عطا فرمایا۔ معراج کی حدیث ابن ماجہ جو میں نے پیش کی ہے اس کا کوئی جواب دینے کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ اس میں عیسیٰ ابن مریم کا نزول بعینہ ثابت ہے اور ایسا ثابت ہے کہ جس کا جواب کوئی نہیں۔ میں تو مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فرق سمجھتا ہوں آپ امتحان کر کے دیکھ لیں۔ اور حدیث کیف تہلک امة انبا اولہا و السمہدی اوسطہا و المسيح اخرها میں میرے پر الزام لگایا گیا ہے کہ یہ شیعوں کا اعتقاد ہے۔ جناب من اہم ہر حیثیت سے امامیہ صاحبان کے مخالف نہیں بلکہ اس امر میں اتفاق ہے کہ امام مہدی عجل کے وقت تشریف لادیں گے۔ یہ دوسرا اختلاف ہے کہ اب پیدا ہو چکے ہیں یا نہ۔

دستخط مفتی غلام مرتضیٰ اسلامی مناظر۔

دستخط مولوی غلام محمد پریڈنٹ اسلامی جماعت۔ از گہوڑہ ضلع ملتان

یعنی چونکہ قادیانی مناظر کے پاس اس حدیث ابن ماجہ کا کوئی جواب نہیں اس لیے مجبوراً قادیانی مناظر کو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ ۱۲ مرتب  
۲ کیونکہ عروج فیہا بروح عیسیٰ الخ میں اضافت بیانی ہے۔ اے ای عروج بالروح الذی ہو عیسیٰ جیسا کہ عروج کے لفظ سے ظاہر ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۱ اکتوبر ۱۹۲۳ء پرچہ نمبر ۵

## از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

بسم الله الرحمن الرحيم. نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم.  
رب اشرح لی صدري و یسر لی امری و احلل عقدہ من لسانی  
یفقہو قولی۔

۱۔ آپ مجھ پر افسوس کرتے ہیں۔ لیکن جناب مفتی صاحب آپ کو افسوس نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ آپ کی حالت پر مجھے افسوس آتا ہے کیونکہ یہ پرچہ میرے تیسرے پرچہ کے جواب میں تھا نہ کہ چوتھے یا دوسرے پرچہ کے جواب میں کہ آپ نے حیات مسیح کی دلیل لکھنی شروع کر دی۔ اہل علم آپ کو کیا کہیں گے سوائے اس کے کہ وہ کہیں کہ مفتی صاحب گھبرا گئے تھے اور کچھ نہیں کہیں گے دیکھئے یہی بیان آپ کے تیسرے پرچہ میں موجود ہے اور اسی کو آپ دوہرا رہے ہیں۔

۲۔ میں نے آپ کی تمام توجیہات کو خدا تعالیٰ کے فضل سے توڑ دیا اور قرینہ

۱۔ قادیانی مناظر کو مفتی صاحب اسلامی مناظر کے پرچہ نمبر ۱ کا شرط نمبر ۲ کے تحت میں رد کر کوئی جواب نہیں آیا جیسا کہ روکداد مناظرہ سے روشن ہے۔ اس لیے گھبرا کر اور حیا کو دور کر کے اسلامی مناظر کو گھبراہٹ کا الزام لگا رہا ہے۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ کے سوائے کوئی نئی بات بطور دلیل پیش نہیں کی بلکہ بطور تردید اور قادیانی مناظر نے گھبرا کر اپنے پرچہ نمبر ۱ کے سوائے میں بھی نئی دلیلیں پیش کی ہیں۔ مثلاً حضرت ابن عباس کی تفسیر مسبتک جو متوفیک کے ذیل میں لکھی ہے حالانکہ صاحب عبس بنی متوفیک ارجح کو قادیانی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں نہیں پیش کیا۔ ۱۲۔

مرتب

۲۔ سبحان اللہ قادیانی مناظر نے اسلامی مناظر کی توجیہات کو اس طرح توڑا ہے کہ قرآن کریم اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد عربیت کے مطابق وہ کوئی جواب نہیں دے سکا۔ اس لیے گھبرا کر اس قادیانی مناظر نے توریت کو پیش کیا جو یہودی بحرف اور مفسور شدہ کتاب ہے۔



بھی بتا دیا۔ اور اہل کے لفظ سے جو آپ تضاد ثابت کرتے ہیں اس کو لے کر بھی آپ کے معنوں کی تردید کر دی۔ اور اہل ترقی کے لیے ہوتا ہے۔ کوئی شرط نہیں ہے آپ اپنی طرف سے بڑھا رہے ہیں۔

میں خوب جانتا تھا کہ آپ مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ قرآن مجید نے جو دلائل وفات مسیح پر دیے ہیں ان کوئی نہیں جو انہیں توڑ سکے۔ آپ کی منطق دانی کی کیفیت تو میں تیسرے پرچے میں لکھ چکا ہوں۔ اب آپ کی صرفی قابلیت لفظ سے امتحانی سے ظاہر ہے۔ میں نے کہا تھا کہ آپ نے غلطی سے نہیں لکھا۔ بلکہ آپ کے

(بقیہ) اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تورات کا ایک نسخہ پیش کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تورتہ کا نسخہ ہے حضور ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا پس عرضی اللہ عنہ نے تورتہ کو پڑھنا شروع کر دیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مشعر ہوتا جاتا تھا۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ باپے عمر تم کو کیا ہو گیا۔ دیکھتے نہیں کہ حضور کے چہرے کی کیا حالت ہو رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو خوف زدہ ہو کر کہنے لگے اعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ رضینا باللہ ربنا و بالاسلام دیننا و بمحمد نبینا۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اگر موسیٰ ظاہر ہوا اور مجھے ترک کر کے اس کی اتباع کر دے تو یقیناً تم صراط مستقیم سے گمراہ ہوتے اور اگر موسیٰ زندہ ہوتا اور میری نبت کے زمانہ کو پاتا تو ضرور وہ بھی میری اتباع کرتا۔ رواہ الدارمی (مشکوٰۃ)۔ یہ تورتہ وہ محرف منسوخ شدہ کتاب ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھنا نہیں چاہا۔ لیکن قادیانی مناظر نے اس تورتہ کو اپنی تائید میں پیش کیا۔ اور افسوس کہ اس کتاب محرف منسوخ شدہ نے بھی اس بچارے قادیانی مناظر کی ادا دہنی کی کیونکہ قادیانی مناظر نے تورتہ سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ جو معلوب ہودہ ملعون ہے اور تورتہ کا یہ مضمون ہے کہ جو کسی جرم میں معلوب ہودہ ملعون سے آفتاب ہو (استنباب ۲۱ ص ۳۰۳) ۱۲ مرتب۔

ایہ کی علم کا نتیجہ ہے جیسا کہ ظاہر ہو چکا ۱۲ مرتب

۲ اسلامی مناظر نے تمام دلائل وفات کو توڑ دیا ہے جیسا کہ روئے داد مناظر سے روشن ہے اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا محض تحکم ہے۔ ۱۲ مرتب

۳ قادیانی مناظر کا اٹنی پر زور دینا یہ اس کی محسوس و مظلومیت کی دلیل ہے کیونکہ قادیانی

علم میں ہی یہی ہے۔ اور علم صرف میں آپ کی تعلیمی حالت بہت کمزور ہے۔  
 حاضرین کو میں اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ مفتی صاحب کو بار بار کہا گیا کہ  
 آپ پرچہ میں سے اپنے الفاظ اصوات سمیت باب جس کی ماضی توفیقی کے  
 مقابلے میں امتیازی ہوگی نہ امتیازی کیونکہ موت کا لفظ مظاہر نہیں بلکہ اجوف  
 ہے۔ پڑھیں۔ مگر آپ نے نہیں پڑھے۔ لہذا مجبوراً مجھے ہی ان کی ڈیوٹی ادا کرنی  
 پڑی ہے۔ سنئے مفتی صاحب۔ اس سے ایک تو آپ کی قرآن وانی کا بھی پتہ لگ  
 گیا۔ کیا آپ نے قرآن مجید میں یہ آیت نہیں پڑھی کہ ربنا امتنا اثنتین و  
 احیانا اثنتین کیا قرآن مجید میں امیتا ہے یا اتنا۔ پھر روح المعانی میں آیت قلما  
 توفیقی کے ماتحت اس کے معنی اتنی لکھے ہیں نہ کہ امتیازی۔ کتاب ہمارے پاس  
 موجود ہے۔ اگر آپ کسی مبتدی سے بھی اس کی گردان کرائیں گے تو وہ بھی بتا  
 دے گا کہ امانات امانات امانات امانات امانات۔ امت۔ جب مذکر واحد مخاطب  
 کے صیغہ پر آئے گا تو امت کہے گا۔ نہ امت اور ادغام کا بھی شاید آپ کو قاعدہ  
 معلوم نہیں رہا کہ ادغام کس وقت ہوتا ہے اگر آپ صرف کی کوئی ابتدائی کتاب  
 بھی پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ لفظ اتنی ہے نہ امتیازی۔ توفیقی کے  
 متعلق میرا پہلے پرچہ میں بالوضاحت لکھ چکا ہوں۔ نیز اذلال کی مثال صرف  
 اذ کے لیے تھی۔ کہ وہاں اذ آیا ہوا ہے۔

(بقیہ) مناظر ایسا کوئی مضمون پیش نہیں کر سکا جو موضوع مناظرہ سے چپاں ہو کر یہ ظاہر  
 کرے کہ اسلامی مناظر اس کا جواب نہیں دے سکا اور اس کے متعلق قادیانی مناظر کے پرچہ  
 نمبر ۵ کے حاشیہ میں تفصیل کی گئی ہے اور نیز اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں یہ بھی لکھا  
 ہے اور اتنی کے متعلق مضمون پرچہ میں کاٹا گیا ہے اگر کوئی فقرہ رہ گیا ہو تو مضائقہ نہیں۔ ۱۲

مرتب

با اس لیے کہ جب وہ فعل ماضی پر داخل ہو تو اس کے معنی استقبال کے ہوتے ہیں۔ جب اہل علم اس مناظرہ کو دیکھیں گے تو وہ آپ کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے۔ اور تشبیہ موت اور نیند میں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ میں بتا چکا ہوں کہ تو فی جب بغیر قرینہ منام اور لیل وغیرہ کے استعمال ہو تو اس کے معنی نیند کے نہیں ہوتے۔ دوسرے حدیث میں حالات امت بیان کر کے آپ نے فرمایا ہے کہ میں وہی کلمات کہوں گا (جو صبح نے کہے)

اور آیت قد خلت من قبلہ الرسل میں سنة اللہ النبی قد خلت کو پیش کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ کیا سہ بھی ذی روح ہے۔ چاہے تھا کہ آپ مثال ایسی پیش کرتے کہ جس میں خلا کا لفظ ذی روح کے لیے آیا ہوتا۔ ہم نے جو قرآن مجید سے مثالیں پیش کی ہیں ان میں ذی الروح پر خلعت کا لفظ آیا ہے۔ آپ نے فرماتے ہیں کہ میں انک امیہ قد خلت میں موت مراد نہیں ہے۔ بہت

اسلامی مناظرے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں لکھا ہے اذ الاستقبال کے لیے بھی آتا ہے فسوف بعلمون اذ الاغلال فی اعناقہم۔ اس عبارت سے دو امر ظاہر ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ یہ مثال لفظ اذ کی ہے نہ ماضی کی۔ اور دوسرا یہ کہ اذ اتمی کے لیے بھی آتا ہے اور استقبال کے لیے بھی۔ جب اہل علم مناظرہ کو پڑھیں گے تو قادیانی مناظرے کے فہم وادراک پر فسوس کریں گے۔ ۱۲ مرتب اس کی کافی تردید اسلامی مناظرے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں کر چکا ہے جس کی توجیح حاشیہ میں کی گئی ہے۔ قادیانی مناظرہ ویا بلا ربط باتیں لکھ دیتا ہے۔ ۱۲ مرتب

یہ قادیانی مناظرہ سخت مضطرب و گھبراہٹ میں ہے کیونکہ اس کو انجان بھی یاد نہیں رہا کہ اسلامی مناظرے نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں دلیل قد خلت من قبلہ الرسل کی تردید کرتے ہوئے یہ مثال پیش کی ہے۔ واذ خلوا الی شیطانہم جس میں قائل ذی روح ہے۔ ۱۲ مرتب

یہ قادیانی مناظرہ مضطرب و بوزن ہے کیونکہ وہ اسلامی مناظرہ کو مخاطب کر کے اپنے پرچہ نمبر ۵

ہی عجیب ہے۔ کیا پہلے جن کا ذکر ہے وہ آسمان پر چلے گئے تھے یا وفات پا چکے تھے۔ پھر لکھتے ہیں کہ اگر موجب کلیہ ہی مان لیں تو لازم آئے گا کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت رسول نہیں ہیں۔ اور پھر پرچہ کے علاوہ آپ تقریر میں بیان فرماتے ہیں کہ من قبلہ کو صفت الرسل کی بنا صحیح نہیں۔ کیونکہ صفت موصوف سے مقدم نہیں آتی۔ لیکن میں کہاں تک مفتی صاحب کو نحو سکھاؤں۔ آپ کو معلوم نہیں کہ فاعل کے متعلق لکھا ہے۔ والاصل فی الفاعل ان یلسی الفعل ولہذا جاز ضرب غلامہ زید و امتع ضرب غلامہ زید آقا کی ہی پڑھ لیا ہوتا۔ پس الرسل جو خلت کا فاعل ہے۔ اور اصل فاعل میں یہ ہے کہ وہ فعل سے ملا ہوا ہو۔ اس لیے یہاں صفت محلا موخر ہے اور یہ جائز ہے۔ اور قرآن مجید میں بھی

(بقیہ) میں یہ لکھتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ تسلیک امۃ قد خلت میں موت مراد نہیں۔ اور اسلامی مناظر کی عبارت پر چسپاں میں اس طرح ہے۔ ”اور تسلیک امۃ قد خلت وغیرہ میں بھی کوئی دلیل نہیں۔“ دیکھو اسلامی مناظر کی عبارت میں یہ فقرہ (موت مراد نہیں) کہاں ہے۔ بلکہ اسلامی مناظر کی اس عبارت کا (کوئی دلیل نہیں) یہ مطلب ہے کہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے وہاں قد خلت نہیں اور جہاں قد خلت ہے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں۔ ۱۲ مرتب

اگر قادیانی مناظر نے اسلامی مناظر کی تحریر و تقریر کا مطلب نہیں سمجھا۔ کیونکہ اسلامی مناظر کا یہ مطلب ہے کہ اگر خلت کے معنی مات کے جائیں اور الرسل کا الف لام استغراقی تسلیم کیا جائے تو لازم آئے گا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول نہیں کیونکہ قد خلت من قبلہ الرسل میں من قبلہ بروئے ترکیب نحوی الرسل کی مفت و لغت نحوی نہیں ہو سکتی اس لیے کہ مفت و لغت نحوی تابع کا قسم ہے اور جو تابع ہو وہ ذکر میں متبوع سے موخر ہوتا ہے جیسا کہ تابع کی تعریف سے ظاہر ہے۔ النابع کل شان اہی کل متاخر (کافیہ و شرح جامی ص ۷۷۱) اور جب من قبلہ الرسل کی بروئے ترکیب نحوی مفت نہ ہو سکی تو وہ خلت کے متعلق ہوگا۔

صفت مقدم آئی ہے۔ جیسے صراط العزیز الحمید اللہ۔ پس آپ نے کافیہ نہیں تو قرآن مجید کو ہی پڑھ لیا ہوتا۔ اور میں نے لکھا تھا کہ روح القدس اموات میں تینوں باتوں کی وجہ سے شامل نہیں ہے۔ باقی تمام معبودان باطلہ جن کے متعلق تینوں باتیں ثابت ہیں وہ اس میں شامل ہیں۔ فرماتے ہیں غبر احباء کا لفظ لانے سے ان کی معبودیت کا باطل کرنا مقصود ہے۔ ٹھیک ہے۔ معبودیت ان کے

(بقیہ) جس کا یہ معنی ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں وہو کما تری۔ اور قادیانی مناظر نے جو کافیہ کی عبارت پیش کی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ فاعل کا اصل محل فعل کے ساتھ متصل ہے جس کی وجہ سے ضمرب علامہ زبد میں رید خمیر مجرور کا مرجع ہو سکتا ہے اور اس سے یہ مراد لیں کہ فاعل غلط ہے کہ صفت ولغت نحوی بھی فاعل سے ذکر میں مقدم ہو سکتی ہے جیسا کہ قادیانی مناظر کو ضبط ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مناظر نے اردو اور انگریزی خوانوں کو دھوکھا دینے کے لیے کافیہ کے محض الفاظ یاد کئے ہوئے ہیں۔ اور صراط العزیز الحمید اللہ میں العزیز الحمید اللہ کی صفت ولغت نحوی نہیں۔ بلکہ العزیز الحمید مبدل منہ ہے۔ اور اللہ بدل ہے۔ اب یہ امر آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو گیا کہ قادیانی مناظر کو نہ کافیہ آتا ہے اور نہ ہی قرآن کا فہم وادراک ہے۔ ۲۱ مرتب

۱ اسلامی مناظر نے جن باتوں کا مکمل طور پر جواب دے دیا ہے۔ قادیانی مناظر عام لوگوں کو مغلطہ دینے کے لیے پھر پھر بیان کرتا ہے۔ والذین یدعون الخ عام ہے۔

اور الاعتبار لعموم اللفظ لالخصوص المورد۔ ۲۲ مرتب

اللهم اغفر لکاتبہ ولوالدہ و من سعی فیہ۔

مردہ ہونے سے ہی باطل ہوگی اور غیر احیاء نے اموات کے لفظ کی تفسیر کر دی۔  
 اور آیت کانا یا کلان الطعام میں جو تغلیب آپ نے لکھی تھی وہ حضرت مریم  
 کے لحاظ سے تھی۔ اور اب آپ نے تسلیم کر لیا کہ تغلیب مسج کے لحاظ سے ہے کیونکہ  
 مقصود بالذات انہی کا ذکر ہے کہ وہ پہلے کھانا کھاتے تھے۔ لیکن اب نہیں کھاتے۔  
 اور آیت کانت من الفائتین اور وار کمی مع الراکعین سے ہمارے  
 استدلال پر بالکل رد نہیں ہو سکتی۔

آپ فرماتے ہیں کہ حساناً من لدنا و زکوۃ کا ذکر نہیں کیا۔ حضرت میں  
 کیوں ذکر کرتا۔ شرط میں لکھا ہے۔ قرآن مجید کی قرآن مجید سے تفسیر کی جائے گی۔  
 لہذا میں نے اس سے تفسیر کی۔ کہ صلوٰۃ اور زکوۃ کا جہاں کہیں قرآن مجید میں اکٹھا  
 ذکر آیا ہے وہاں مالی زکوۃ ہی مراد ہے۔  
 اور ابن ماجہ کی حدیث کا میں پہلے پرچہ میں جواب دے چکا ہوں۔ کہ

اذا دینا من ماطر تحت کعبہ کریمہ اور ہاتھ مار رہا ہے جس مشہور ہے کہ ڈوبتے کو تھکے کا سہارا۔ اسل  
 مطلب بالکل صاف ہے کہ مریم اور ابن مریم دونوں سے تفسیر کرنے کے وقت تذکرہ کرنا نیت پر غلبہ  
 کو کانا کلان الطعام کہا گیا اور کانت من الفائتین اور وار کمی مع الراکعین کی بھی کانا  
 یا کلان کے نظائر ہیں۔ ۱۲ مرتب

۱۲۔ سبحان اللہ زکوۃ کی تفسیر میں آیت حساناً من لدنا و زکوۃ کو پیش کرنا یہ تفسیر القرآن بالقرآن  
 نہیں تو اور کیا ہے۔ اور لفظ صلوٰۃ کے صدقہ مفروضہ میں کثرت استہمال سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہاں  
 لفظ صلوٰۃ ہو وہاں اس سے صدقہ مفروضہ ہی مراد ہو۔ ۱۲ مرتب

۱۳۔ اسلامی مناظر نے بنین ابن ماجہ کی وہ حدیث تردید میں پیش کی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم صلی بن مریم کی زبانی ان کا نزول یحییٰ بیان فرماتے ہیں۔ اب قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ بخاری کی  
 حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت صلی بن مریم کو مردوں کی جماعت میں دیکھا۔  
 عجیب بات ہے کیونکہ مردوں کی محبت و محبت کرنے والے کی موت کو سترم نہیں۔ ورنہ آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم بھی جب مردوں میں شامل ہوتے تو فوت ہو جاتے۔ ۱۲ مرتب

جب بخاری کی حدیث ثابت کرتی ہے کہ مسیح مردوں میں شامل ہیں تو یہ حدیث اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور بخاری کی حدیث امامکم منکم بھی اس کے خلاف ہے اور اس کی تردید کرتی ہے۔ ۱۲ من نمرہ میں دواہی عمر قطعاً مراد نہیں۔ اور حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ کا جواب میں پہلے پرچہ میں دے چکا ہوں۔ اور بڑے بڑے ائمہ نے اسے حدیث تسلیم کیا ہے۔ اس سے آپ نے مان لیا کہ اس سے وفات مسیح ثابت ہوتی ہے۔

اب رہی ۱۲ حدیث کیف تہلک امة انا فی اولہا و المہدی فی وسطہا و عیسیٰ بن مریم فی اخرہا اس حدیث میں امت کے وسط میں

ایمان ہو چکا ہے کہ امامکم منکم مانا ہے جو غررت کو چاہتا ہے۔ ۱۲ مرتب  
۱۲ اسلامی مناظرے کہاتے کہ اس سے مراد عمر ہے اور یہ جیسا کہ دواہی عمر مراد ہے۔ ۱۲ مرتب  
۱۳ قادیانی مناظرے کے ذخیرہ لکھے ہیں۔ یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمائے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات ہے۔ اگر درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل سچ ہیں اور اگر وہ درحقیقت قرآن کریم کی رد سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان ہے اس کو سوچو (تحفہ گوڑویہ ص ۱۶۶) دیکھو بخیر تو قرآن پر فیصلہ کرنے کی صحت کرتا ہے اور اس کا اسی قرآنی ثبوت دینے سے عاجز ہو کر ضعیف بلکہ موضوع حدیثوں پر زور دے رہا ہے۔ طرفیہ کہ ان سے بھی اس کا دعویٰ وفات مسیح ثابت نہیں ہوتا۔ ۱۲ مرتب

۱۲ یہ حدیث بروئے الفاظ اس طرح ہے۔ کیف تہلک امة انا اولہا و المہدی وسطہا و المسیح اخرہا (مشکوٰۃ) اور اسلامی مناظرے بھی اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس حدیث کو اپنی الفاظ کے ساتھ لکھا ہے۔ امامیہ کا ذکر کرنا یہ قادیانی مناظر کا ڈھکوسلہ ہے جس کا جواب دیا جا چکا ہے۔

مہدی کا آنا قرار دیا گیا ہے۔ حضرات شیعہ صاحبان کے عقائد کی طرح آپ کا عقیدہ قرار دینے کی وجہ میں پہلے پرچہ میں لکھ چکا ہوں۔ اور سنیوں کی طرح ہمارا یہ فتویٰ نہیں کہ ان سے کھانا پینا اور ان کا ذبیحہ حرام ہے۔ حضرت مسیح موعود سب کے متعلق فرماتے ہیں۔

اے دل تو نیز خاطر ایساں نگہدار  
کا خر کنند دعائے حب پیہرم  
در بانہوت کے متعلق۔ تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو مسیح ناصری کے نزول کو مانتے ہیں وہ اسے نبی بھی قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ حج الکرامہ میں لکھا ہے فاند  
وان کان خلیفۃ فی الامۃ المحمدیۃ لکنہ رسول و نبی کریم علی حالہ

ان تادیبانی مناظر بجا اثر انکا مناظرہ سے تجاوز کر رہا ہے۔ اسلامی مناظر کا یہ فتویٰ نہیں بلکہ اس کا یہ فتویٰ ہے کہ "لا تقولوا لمن الہی الیکم السلام" مست مومنین اور قادیانی جماعت کے ہی تنگ دلی سے خلاف اسلام فتوے ظاہر ہو چکے ہیں۔ مثلاً مرزا صاحب نے جو خط عبدالکیم خان صاحب کو لکھا۔ اس میں یہ فقرہ ہے۔ "ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔" اور میاں محمود صاحب خلیفہ رشید مرزا صاحب رسالہ تحفۃ الاذہان کے صفحہ ۱۳۹ پر یہ لکھتے ہیں۔ "تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی ان کا حساب خدا کے ساتھ ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ تبلیغ ان کو ہو چکی ہے یا نہیں کیونکہ کسی کے دلی خیالات پر آگاہ نہیں۔ اس لیے چونکہ شریعت کی بنا ظاہر پر ہے ہم ان کو کافر نہیں گے۔" ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر تو فان تنساز عنہم فی شئی فرودہ الی اللہ والرسول کے مطابق مناظرہ کر رہا ہے اور قادیانی مناظر شر انکا مناظرہ کی خلاف ورزی کر کے حج الکرامہ کی عبارت پیش کر رہا ہے۔ اصل بات یہ کہ نبوت کے دورخ ہیں بطون اور ظہور۔ ظہور میں انقلاب آ سکتا ہے نہ بطون میں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو بطون میں انقلاب نہ ہوگا بلکہ ظہور میں انقلاب ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہو کر بذریعہ قرآن کریم تجدید اسلام فرمائیں گے۔ ۱۲ مرتب



لاکما یظن بعض الناس لہ یاتی واحداً من ہذہ الامۃ بدون نبوۃ  
ورسالۃ اور انبیاء سے نبوت کا چھینا جانا آیت ذالک بان اللہ لم یکمغیراً  
نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم اورستیوں کے عقیدہ کے بھی  
خلاف ہے۔ پس اب اہل دانش فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اگر کوئی تی آنا چاہے تو اس  
امت سے یا نبی اسرائیل سے۔ ظاہر ہے کہ مطابق آیت وازواجہ امہاتہم اور  
مطابق عقائد اسلامیہ کل رسول ابو امتہ آنحضرت ہمارے باپ۔ اور مطابق  
حدیث بخاری الانبیاء اخوۃ علالت۔ حضرت عیسیٰ ہمارے چچا ہیں۔ تو  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی وراثت کے ملنی چاہیے۔ عقل۔ نقل۔ قانون  
رداج شریعت سب یہی کہتے ہیں کہ بیٹا وراثت ہوگا نہ چچا۔ پس نبی کا آنا تو آپ  
بھی مانتے ہیں اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ وہ (آلنے والا مسیح) نبی اللہ ہوگا۔ پس  
ہماری بات کہ آجے والا اسی امت سے ہوگا صحیح ہے۔

ہمارے تمام بیانات اسے ظاہر رہے کہ حضرات عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے  
ہیں اور قرآن مجید اور احادیث سے ان کی وفات ثابت ہے۔ اور ان کی وفات

۱۔ قادیانی مناظر جہلاء کے لیے تو ملم سازی کر سکتے ہیں لیکن فضلاء کے لیے ان کا مغالطہ موثر نہیں ہو  
سکتا۔ سنئے جناب مناظر صاحب! حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس حیثیت سے کہ بعد از نزول وہ مومن  
بالقرآن ہوں گے اور قرآن پر عامل ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے مستفیض ہوں گے۔  
اور بذریعہ قرآن تجدید اسلام کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی بیٹے ہوں گے نہ  
چچے۔ ۱۲ مرتب

۲۔ قادیانی مناظر نے اپنے زعم کے مطابق اپنے پرچہ نمبر ۱ میں وفات مسیح ابن مریم پر قرآن کریم سے  
دس دلیلیں پیش کی ہیں جو درحقیقت بغالط ہیں۔ کیونکہ نو دلیلیں تو ایسی ہیں جن میں مسیح ابن مریم کی  
وفات کا ذکر تک نہیں۔ اور ایک پہلی دلیل اگرچہ ایسی ہے

سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت ظاہر ہوتی ہے۔ اسی واسطے مسیح موعود فرماتے ہیں۔

قدمات عیسیٰ مطرقا ونبینا حی و ربی انہ و افانی

کیونکہ زندہ وہی ہوتا ہے جس کا کام زندہ ہو۔ جس کی قوم زندہ ہو۔ جس کا دین زندہ ہو۔ لیکن عیسائیت مرچکی۔ عیسائی بلحاظ دین مرچکے۔ اور حضرت عیسیٰ کا کام ختم ہو چکا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تازہ کرنے کے لیے آپ کے ۲ خادم ہی آئیں گے نہ کوئی اور۔ پیارو۔ آنے والا آچکا اور اس نے اپنے مقابل پر بلایا۔ اور اس نے تونی کے لفظ کے متعلق ایک ہزار روپیہ انعام دینے

(بقیہ) جس میں مسیح ابن مریم کی وفات کا ذکر ہے۔ لیکن اس دلیل کے متعلق قادیانی مناظر نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ قیامت کو نہ ہوگا جس سے اثبات ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم قیامت سے پہلے وفات پا چکے ہوں گے آج وفات کا ثبوت نہیں۔ اور پھر بھی اسلامی مناظر نے ہر ایک دلیل کی شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں رد کر دیا اور تفصیلی طور پر پوری تردید کی ہے جیسا کہ اردو مناظرہ ہے روشن ہے۔ اور ویسا ہی حال پانچ حدیثی دلیلوں کا ہے۔ اور اسلامی مناظر نے دو قرآنی دلیلیں اور دو حدیثی دلیلیں اپنے پرچہ نمبر ۱ میں اپنے دعوے حیات مسیح ابن مریم کے اثبات کے لیے بیان کی ہیں۔ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں رد کر ایسے استدلال کئے ہیں جن کا قادیانی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ ناظرین پڑھ کر خود فیصلہ کریں گے۔ ۱۲

مرتب

اسلامی مناظر نے یہ بات دلیل کر دی ہے کہ علت افضلیت کمال عبودیت ہے نہ عمر کا زیادہ ہونا۔ ۱۲ مرتب  
۱۲ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں احمی اور خادم ہونے کی قابلیت نہیں۔ ۱۲ مرتب  
۱۳ یہ اردو خوانوں اور انگریزی خوانوں کے لیے سخت مغالطہ ہے۔ کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ تونی باب تکفل سے ہوا اور فاعل خدا تعالیٰ ہوا اور مفعول ذی روح ہو تو وہاں وہاں ضرور قبض کے معنی ہوتے ہیں۔ اگر اس کے برخلاف کوئی دکھائے تو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

کا وعدہ دیا۔ مگر کسی کو جرات نہ ہوئی۔ کہ وہ اس انعام کو حاصل کر سکے۔ پس جب وفات ثابت ہوگئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بھی ثابت ہوگئی۔ پس یاد رکھو کہ مسیح کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے اور کوئی آسمان سے نہ

(بقیہ) تو اردو خوان اور انگریزی خوان سمجھتے ہیں کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں۔ اور بوجہ مریت سے ناواقف ہونے کے نہیں سمجھتے کہ توفی مع القیود المذکورہ سے قبض روح کے معنی مراد لینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آیت توفی یعنی یا عیسیٰ النبی متوفیک ای ممیتک اور آیت مخاطب یعنی فلما توفیتنی ای امتی۔ وفات مسیح ابن مریم کو ثابت کرتی ہیں۔ کیونکہ آیت توفی سے بر تقدیر تفسیر ممیتک بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور آیت مخاطب سے بر تقدیر تفسیر امتی جیسا حیات مسیح ابن مریم ثابت نہیں ہوتی ویسا ہی وفات مسیح ابن مریم ثابت نہیں ہوتی جو مفصل بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲ مرتب

ابن جب اٹلائی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱۸ میں جہاں مسیح ابن مریم قرآن کریم سے ثابت کر دی تو حسب تحریر مرزا صاحب مرزا صاحب کے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل بیچ ہوئے۔ ۱۲ مرتب  
یہ کہ یہاں دھوکا دہی اٹلان ہے کیونکہ قیامت کا وقوع سب اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہے اور تمام اہل اسلام کو قیامت کے وقوع کے ساتھ اس لیے ایمان ہے کہ ہجر صادق اور قرآن کریم نے اس کے وقوع کی خبر دی ہے۔ اگر قادیانی مناظر کے اس دھوکے کو سمجھ مانا جائے تو قیامت کا وقوع بھی باطل ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ یوں کہہ سکتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ قیامت کا وقوع محض جھوٹا خیال ہے۔ قیامت کوئی نہ ہوگی۔ قیامت کے ماننے والے جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریم کے اور کوئی ان میں سے قیامت کو نہ دیکھے گا۔ اور ہجران کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی قیامت کو نہ دیکھے گا۔ اور ہجر اولاد کی اولاد مرے گی وہ بھی قیامت کو نہ دیکھیں گے۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ دراز گزر چکا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر قیامت واقع نہیں ہوئی۔ تب دانشمند یکدم فہم عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور اس عقیدہ کو ہی اختیار کریں گے کہ قیامت نہیں ہوگی۔ اور قیامت کا وقوع حق واجب الایمان ہے پس ثابت ہوا کہ یہ دھوکا سب باطل ہے۔ قادیانی مناظر کے تمام پرچے ایسی ہی خیالی اور دھمی باتوں سے ہی بھرے ہوئے ہیں۔

اترے گا ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مرے گئے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہ دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتا نہ دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ وہ بھی حضرت مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھیں گے۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا۔ اور دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر حضرت عیسیٰ اب حکم آسمان سے نہ اترے۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور اس عقیدہ کو ہی اختیار کریں گے کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ اور اگر مفتی صاحب ابھی ایک مثال جس میں کہ تو فی باب تفضل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل اور مفعول ذی روح ہو اور اس کے معنی بحمدہ العصری آسمان پر لے جانے کے ہول پیش کریں۔ تو میں ابھی نقد پچاس روپیہ مفتی صاحب کو انعام دوں گا۔ قرآن مجید۔ حدیث یا لغت سے پیش کر لیں۔ اب میں آخر میں دعا کرتا ہوں۔

OF AHLE SUNNAT WAL JAMAA

اے ہمارے قادر خدا۔ ہماری عاجزانہ دعا میں

ایہ عوام کے لیے مغالطہ ہے در نہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے یہ کب دعویٰ کیا ہے کہ میں تو فی سے رفع جسمانی ثابت کرتا ہوں۔ بلکہ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ مافلسوہ بفتنا بل رفعہ اللہ الہ سے بلحاظ مل ابطلایہ و قصر قلب یہ امر ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم زندہ بحمدہ العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ ۱۲ مرتب

سن لے اس قوم کے کان اور دل کھول دے  
 اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور  
 زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستہ باز اور موصد  
 بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم  
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ اے خدا تو ایسا  
 ہی کر۔ جو ہر ایک طاقت اور قدرت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین۔  
 والسلام علی من اتبع الهدی۔

مناظر۔ جلال الدین شمس۔ مولوی فاضل۔

جاکم علی پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ

۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء  
 www.NAFSEISLAM.COM

۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء  
 THE NATURAL PHILOSOPHY

از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العليم الحکیم۔

فان تنازعتم فی شئی فرددوہ الی اللہ والرسول۔

حضرات سامعین! یہ میرا آخری پرچہ ہے آپ کو میں اس طرف متوجہ کرتا  
 چاہتا ہوں کہ میں نے رفع الی اللہ اور بطلان ابالیہ اور قصر قلب! بل دفعہ اللہ

اس کی تشریح یہ ہے کہ آیت وما قلوه یقیناً بل دفعہ اللہ الیہ سے اسلامی مناظر نے شرعاً نمبر ۲  
 کے تحت میں ردہ کرچند باتیں قطعی طور پر ثابت کر دی ہیں۔ پہلی یہ کہ رفع الی اللہ سے مراد آسمان کی  
 طرف اٹھائے جانا ہے۔ اور اس تفسیر کی تائید میں دوسرے شہین اور ایک آیت اور عقلی شہادت پیش کی گئی

الیہ سے لے کر اور لام تا کید اور نون تا کید ثقیلہ اور مرجح ابن مریم ہونا یومئذ بہ قبل موتہ سے لے کر ان سپاہیوں سے ایک لشکر تیار کیا۔ اور پھر میں نے ان کو

(بقیہ) ہیں اور ہر اس تفسیر کی تائید میں مرزا صاحب کا قول پیش کیا گیا ہے اور دوسری یہ کہ اس آیت میں بقریہ یعنی بل ابطلیہ ہے اور بل ابطلیہ میں یہ ضروری ہے کہ وہ وصف جس کا ابطل مقصود ہو اور وہ وصف جس کا اثبات مقصود ہو ان دونوں وصفوں کے درمیان تثنائی و ضدیت ہو۔ لکنو آیت ام یفولون بہ جنة بل جہنم بالحق (مومنون) اور آیت ویقولون اننا لنهار کوا الہوتنا لساغر معجون بل جاء بالحق (صافات) اور آیت وقالوا نخذ الرحمن ولداً صیحا نہ بل عباد مکرمون (انبیاء) پس بل ابطلیہ کے معنی کے لحاظ سے یہ ثابت ہوا کہ بل رفعہ اللہ الہ سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم کو زندہ بحمدہ العصری آسمان کی طرف اٹھالیا ہے کیونکہ وہ وصف جس کا ابطل مقصود ہے یعنی نقل الحسج اور وہ وصف جس کا اثبات مقصود ہے یعنی رفع الحسج ان دونوں وصفوں کے درمیان تثنائی و ضدیت اسی صورت میں تصور ہوتی ہے کہ جب بل رفعہ اللہ الہ سے یہ صورت زندگی رفع جسمانی مراد لی جائے اور اگر رفع روحانی مراد لی جائے۔ تو نقل الحسج اور رفع الحسج کے درمیان تثنائی و ضدیت نہ ہوگی۔ اور قادیانی مناظر اس بل ابطلیہ کے استدلال کا شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ جیسا کہ روئے مناظرہ سے روشن ہے اور میں نہایت زور سے اعلان کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ مرزائی جماعت میں سے کوئی فرد بھی قیامت تک اس کا جواب نہ دے سکے گا۔ اور تیسری یہ کہ وہ ما قتلوه بقیناً بل رفعہ اللہ الہ قصر قلب ہے۔ اور قصر قلب میں یہ ضروری ہے کہ اعدا المؤمنین دوسری وصف کا مجرور نہ ہو تاکہ مخاطب کا اعتقاد و حکم کے اعتقاد کے برعکس تصور ہو۔ اور قصر قلب کا یہ معنی بھی اسی صورت میں پورا ہوتا ہے کہ جب بل رفعہ اللہ الہ سے یہ مراد لی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم کو زندہ بحمدہ العصری آسمان کی طرف اٹھا لیا ہے۔ کیونکہ اگر رفع روحانی مراد لی جائے تو چونکہ مسیح ابن مریم مقربین سے ہے اس لیے نقل الحسج کو رفع الحسج لازم ہوگا اور یہ قصر قلب کے خلاف ہے۔

جتھیا ر مطابق شرائط جنگ مناظرہ پہنا کر میدان میں بھیجا۔ الحمد للہ کہ اس میرے لشکر زبردست کافرین مخالف مقابلہ نہ کر سکا۔ بلکہ اس نے شکست کھائی۔ میں نے یہ جتھیا ر نہایت کوشش سے تیار کئے تھے۔ اور اوو خادم یعنی دو حدیثیں بھی اس لشکر کو

(بقیہ) اور قادیانی مناظر اس قصر قلب کے استدلال کا بھی شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ جیسا کہ روداد مناظرہ سے واضح ہے۔ اور میں نہایت زور سے اعلان کرتا ہوں انشاء اللہ مرزائی جماعت میں سے کوئی فرد بھی قیامت تک اس کا جواب نہ دے سکے گا اور اس دلیل و مواضع بے یسار بل دفعہ اللہ الیہ میں یہ خوبی ہے کہ یہ قرآن کریم کا فقرہ ہے اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخص طور پر نام و ذکر ہے اور دفعہ صیغہ ماضی کا ہے اور یہ جملہ خبریہ تعجیزیہ ہے۔ اور مرزائی جماعت جو مخالفت برنگ دلائل پیش کرتے ہیں ان میں قرآن کریم کا ایسا فقرہ کوئی نہیں جو ان صفات مذکورہ کا جامع ہو۔ اور آیت وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ ذیل موتہ کے متعلق اسلامی مناظرہ نے شرط نمبر ۲ کے تحت میں رد کر چکا ہے اور ذکر کئے ہیں۔ اول یہ کہ تمام صحیحوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس فعل مضارع کے آخر میں فون یا کید ثقیلہ ہوا اور ابتداء میں لام تاکید ہوا اس فعل مضارع سے زمانہ استقبال اور خبر دینی مراد ہوتی ہے جیسا کہ یونس میں۔ دوسرا یہ کہ موتہ کی ضمیر کا مرجع صحیح ابن مریم ہے۔ ایک سیاق کلام کے لحاظ سے اور دوسرا مولوی نور الدین صاحب نے بھی اس ضمیر کا مرجع صحیح ابن مریم کو قرار دیا ہے جن کی مرزا صاحب نے دینی رنگ میں اعلیٰ درجہ کی توشیح کی ہے۔ اور تیسرا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اسی کو ثابت کرتی ہے کہ موتہ کی ضمیر کا مرجع صحیح ابن مریم ہے۔ اور ان امور مذکورہ کے لحاظ سے آیت وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ ذیل موتہ کا یہ مطلب ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ تمام اہل کتاب موجود وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔ چونکہ ابھی تک تمام اہل کتاب کا اتفاق علی الایمان نہیں ہوا اس لیے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں۔ قادیانی مناظرہ میں دلیل کا بھی شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے مطابق کوئی جواب نہیں دے سکا۔ جیسا کہ روداد مناظرہ سے روشن ہے۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظرہ نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں قرآنی دلائل کے علاوہ دو حدیثیں بھی پیش کی ہیں۔

رسد پہنچا کر تقویت دے رہی تھیں۔ اور پھر یہ بات قابل غور ہے کہ منطوق دلائل

(بقیہ) ایک بنزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج وبولد الخ اور دوسری  
لیوسکن ان بنزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً۔ الخ اور ان دونوں حدیثوں سے اس طرح  
استدلال کیا گیا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے الفاظ سے حقیقی معانی مراد ہیں نہ مجازات کیونکہ بروئے  
قاعدہ فن بیان مجاز وہاں لی جاتی ہے جہاں حقیقت حذر ہو۔ اور مرزا صاحب ان حدیثوں میں  
حقیقت کے امکان کے قائل ہیں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ ”بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی  
ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں (ازالہ اوہام ص ۹۶۸) اور  
لحاظ قانون فن بیان اور مرزا صاحب کے تسلیم امکان ان دو حدیثوں سے بھی حیات مسیح ابن مریم  
ثابت ہوگی۔ اور قادیانی مناظر ان حدیثوں کا بھی شرط نمبر اولہ و شرط نمبر ۲ کے مطابق کوئی جواب نہیں  
دے سکا جیسا کہ روئے نماظر سے واضح ہے۔ ۲۔ امر تب

۵۴  
قادیانی مناظر نے جو دعوات مسیح ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے منطوق دلائل پیش کئے  
ہیں ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کے مضمون سے استدلال کیا گیا ہے اور مسیح ابن مریم کی شخصیت کا  
ان میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ و یوم نحشرکم بحکمہ فم تقولن للذین اشرکو امکاتکم انتم  
و شرکائکم قریبنا بینہم وقال شرکائہم ما کنتم اباننا تعبدون فکفی باللہ شہیداً  
بیننا و بینکم ان کنا عن عبادتکم لفاقلین (یونس) اور ما محمد الا رسول قد خلت  
من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم۔ اور الذین یدعون من  
دون اللہ لایخلقون شیئاً وہم یخلقون اموات غیر احياء وما بشعرون ابان یموتون۔  
اور فیہا تحبون و فیہا تموتون و متھا تخرجون۔ ولکم فی الارض مستقر و متاع  
الی حین۔ اور السم نجعل الارض کفناً احياء و امواتاً اور ومن نعمہ تنکسہ فی  
الخلق اقلایمقلون۔ اور ومنکم من یتوفی و منکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم  
بعبد علم شیئاً۔ (حج)



کا عام دلائل مقابلہ نہیں کر سکتے۔ دیکھو والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلثة  
فروع میں حاملہ اور غیر حاملہ اور شوہر دیدہ اور شوہر نادیدہ اور حائضہ اور غیر حائضہ  
سب داخل ہیں۔ لیکن یہ آیت عام ان آیات خاص کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ یا ایہا

(بقیہ) اسلامی مناظر نے ان آیات عامہ کے تفصیلی جوابات دے کر پھر اپنے پرچہ نمبر ۵ میں اجمالی و  
اصولی طور پر بھی جواب دیا ہے جس کی توجیح یہ ہے کہ یہ امر مسلم ہے کہ عام دلیل خاص منطوق دلیل کا  
مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دیکھو والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلثة فروع یعنی مطلقہ عورتوں کے لیے  
عدت تین حیضیں ہیں۔ یہ آیت اپنے عموم کے لحاظ سے حاملہ اور غیر حاملہ شوہر دیدہ اور شوہر نادیدہ  
حائضہ اور غیر حائضہ سب کو شامل ہے اور اس سے ان سب کی عدت تین حیضیں ثابت ہوتی ہے۔ اور  
وَيَكُونُ بَيْنَهُمَا الثَّلَاثُونَ اقْتِرَاءً إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْتَمَاتِ لَمْ يَكُنَّ لَهُنَّ حُدُودٌ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (یعنی  
فَمَسَّ الْكُمَّ عَلَيْهِنَّ مِنْ عَدَّةٍ تُعَدُّ لِهِنَّ) یعنی اسے ایمان والا ہو جب تم ایمان والی عورتوں سے نکاح  
کر دو اور پھر قبل مس ان کو مطلقہ کر دو تو ان عورتوں کے لیے کوئی عدت نہیں۔ یہ مطلقہ شوہر نادیدہ کے لیے  
خاص منطوق دلیل ہے۔ اور دیکھو والنسی یمنن من الحيض من نساكم ان اوتينم فعد  
تهن ثلثة اشهر والنسی لم يحضن واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن (یعنی  
وہ عورتیں جن کی وجہ کبرنی کے حیض بند ہو چکی ہے اور وہ عورتیں جن کو ابھی حیض آئی ہی نہیں ان کی  
عدت تین مہینے ہے اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔ یہ آیت غیر حائضہ اور حاملہ کے لیے  
خاص منطوق دلیل ہے یہاں یہ عام دلیل ان خاصہ منطوقہ دلیلوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی بلکہ اس عام  
دلیل کے حکم سے شوہر نادیدہ اور غیر حائضہ اور حاملہ عورتیں ان دلائل خاصہ منطوقہ کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں  
اور دیکھو اما خلقنا الانسان من نطفة اور خلقه من ثواب۔ ویسای چونکہ آیت و ما قتلوه  
بقسا بل رفعه الله الیہ اور آیت و ان من اهل الکتاب الالبون من به قبل موبہ حضرت عیسیٰ  
علیہ السلام کی حیات کے لیے خاص منطوق دلیلیں ہیں۔ یہ عام دلائل پیش کردہ قادیانی مناظر ان کا  
مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی مناظر نے قادیانی مناظر کے عام دلائل کا یہ اجمالی و اصولی

الذین امنوا اذا نكحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن  
فما لکم علیہن من علة تحدونہا۔ اور والسی بئسن من المحيض من  
نسانکم ان اربتم فعدتھن ثلثة اشھر واللالی لم یحیضن و اولات  
الاحمال ان یضعن حملھن۔ اور آپ جو تاریخ نبوت بیان کرتے ہیں۔ وہ

(بقیہ) طور پر جواب دیا ہے۔ لیکن اسوس ہے مختم محمد صدیق صاحب امیر جماعت احمدیہ کے فہم و  
ادراک پر کہ انھوں نے اپنے اشتہار میں یہ لکھا ہے۔ "طلاق اور حیض والی عورتوں کے مسائل سنائے  
شروع کر دیئے۔ غیر متعلقہ مسائل کے بیان کرنے سے بچھا دیا۔" یہ ظاہر ہو گیا کہ مفتی صاحب سخت  
گھبرا گئے ہیں اور ان کا علمی ذخیرہ ختم ہو گیا۔ تب ہی تو حیات مسیح کے مسئلہ کو چھوڑ کر حیض اور طلاق کے  
مسائل بیان کرنے لگ گئے۔ "اچھی۔ اب اہل علم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر کا یہ  
مضون حسب قول مختم صاحب غیر متعلقہ ہے یا موضوع مناظر کے ساتھ چسپاں و مربوط ہے۔"

مختم صاحب اس فہم و ادراک میں محذور ہیں کیونکہ ان کی علمی بضاعہ اسی قدر ہے۔ ۱۲ مرتب  
ان اسلامی مناظر کا یہ مطلب ہے کہ دعویٰ نبوت کی جو تاریخ مرزا صاحب اور ان کے مریدین بیان  
کرتے ہیں وہ ہمارے اوپر حجت نہیں۔ کیونکہ ہم ان کو مغتری اعتقاد کرتے ہیں اور اسلامی مناظر نے  
مرزا صاحب کی قلم کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ چشمہ معرفت، ازالہ ادھام، براہین احمدیہ۔ اب  
دیکھنا یہ ہے کہ ان کتابوں کی تصنیف کے وقت مرزا صاحب کی کیسی حالت تھی۔ مرزا صاحب اپنی  
کتاب چشمہ معرفت میں لکھتے ہیں۔ "اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے میں اس  
کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان  
سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔" (ص ۳۱۷) اور مرزا صاحب ازالہ ادھام میں لکھتے ہیں۔ "اور فرمان  
جعلناک المسیح ابن مریم نے اس کو در حقیقت وہی بنادیا ہے و کان اللہ علی کل شئی  
قدیراً اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثل ہونے کی طرف اشارہ ہے  
کیونکہ محمد جلالت نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی ستوں کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی  
کی طرف یہ اشارہ ہے۔ و مبشرأ برسول یتانی من بعدی اسمہ احمد (ص ۱۱۷)

ہمارے اوپر حجت نہیں بلکہ اس لحاظ سے کہ الہام نے مرزا صاحب کو نبی بتایا ہے اس لیے جب سے وہ ملہم ہیں اسی وقت سے نبی ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ تو صحابی ہیں جو شرائط کے مخالف نہیں اور ابن عباس کا متوفیک سے سمیتک مراد لینا اس امر کو ثابت نہیں کرتا کہ ابن عباس کے نزدیک عیسیٰ مرچکے ہیں بلکہ اسی آیت انی متوفیک الخ سے رفع جسمانی ثابت ہوتی ہے اور الرفع کا معنی اعزاز دہندہ کو یہ معنی نہیں کہ رفع جسمانی بھی مراد لی جائے یا رفع روحانی ہی مراد لی جائے۔ اور ۳۱ متی کے متعلق مضمون پرچہ میں کاٹا گیا ہے۔ اگر کوئی فقرہ رہ گیا ہو تو مضافہ نہیں۔ اور ۱۱ فقرہ حدیث ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی میں ظاہر ہے کہ گو فاعل نہ کو نہیں لیکن یہ رفع فی الحقیقت من جانب اللہ ہے جو اس لحاظ سے فاعل اللہ اور مفعول ذی روح ہے۔ اور انہی مہاجر الی ربی وغیرہ میں رفع الی اللہ

THE NATURAL PHILOSOPHY

(بقیہ) اور اسلامی مناظر نے براہین احمدیہ کی عبارت بطور الزام پیش کی جیسا کہ اس نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں تصریح کی ہے۔ اور اگر بطور الزام پیش کی جائے تو پھر بھی شرط نمبر ۱ کے خلاف نہیں کیونکہ مرزا صاحب کے دعوے نبوت کی علت الہام ہے اور بوقت تصنیف براہین احمدیہ مرزا صاحب ملہم تھے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ مرزا صاحب کے دعوے نبوت کی علت نفس الہام نہیں بلکہ کثرت الہام ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہلے اقرا باسم ربک الذی خلص کادجی ہوا تو اسی وقت نبوت کا شروع ہو گیا نہ یہ کہ قرآن کے کثیر حصہ کے نزول کے بعد نبی بنے تو اس لحاظ سے جب مرزا صاحب کا دعوے نبوت ہے تو ان کو اور ان کے مریدوں کو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ مرزا صاحب جب سے ملہم میں تھے سے ہی اپنے زعم میں نبی ہیں۔ ۱۲ مرتب

اس کا بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲ مرتب ۲ کیونکہ کثرت اور حقیقت دونوں معمار ادھوکتی ہیں۔ ۱۲ مرتب ۳ اسلامی مناظر نے جب یہ فقرہ لکھ دیا ہے تو تمام مناظرہ میں سے اسی بات پر زور دینا یہ قادیانی مناظر کی شکست کی دلیل ہے۔ ۱۲ مرتب ۴ اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ ۱۲ مرتب

کا ذکر نہیں بلکہ ہجرت الی اللہ یا فرار الی اللہ وغیرہ۔ اور تم اتموا الصیام  
 الی اللیل سے صاف ظاہر ہے کہ رات ہوتے ہی افطار کیا جائے یہ نہیں ثابت ہوتا  
 کہ تمام رات گزار کر اخیر جزوات میں افطار کیا جائے۔ تو یہی حال رفع الی اللہ  
 یعنی رفع الی السماء کا ہے۔ اور مطابق فاسئلوا اهل الذکر انکنتم  
 لاتعلمون جب و قولہم انا قتلنا المسیح سے یہود کا اعتقاد معلوم ہے تو پھر  
 تو ریت کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے اور استنباح باب ۲۱ ص ۳۰۳ میں  
 درج ہے کہ مجرم مصلوب ملعون ہوتا ہے۔ نہ کہ مطلق مصلوب۔ اور ابن مریم کا بنی  
 اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آنا اس کے منافی نہیں کہ مجدد ہو کے اخیر زمانہ میں  
 آئے۔ اور میرے مناظر صاحب نے جو کئی ایک نمبر دے کر قریباً ۲۲ باتیں لکھی  
 ہیں ان کا قرآن کریم کے لفظوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ آپ کا فرض تھا کہ پہلے  
 مضمون لکھتے اور پھر اس پر آیت قرآنی یا حدیث نبوی پیش کرتے۔ اور معراج کی  
 آیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عیسیٰ کو دیکھنا اس سے موت لازم نہیں آتی اور  
 لیکن نہ لہم کے قصہ کو آپ نے کیوں چھیڑ دیا۔ ہم نے تو بل رفعہ اللہ الیہ  
 سے مع لحاظ و قولہم انا قتلنا المسیح حیات مسیح ثابت کی ہے۔ بلکہ قابل غور یہ  
 بات ہے کہ بل رفعہ اللہ الیہ میں اہل ہے۔ جو ماضی پر داخل ہے اور بلحاظ عام

اسلامی مناظر نے اس فقرے کے ساتھ مرزائی عقیدہ کی تردید کی ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح ابن  
 مریم صلیب پر چڑھائے گئے لیکن تکلیف سمجھ کر زندہ اتر آئے اور کچھ عرصہ زمین پر گزار کر فوت ہو  
 گئے۔ اور تردید کی تفصیل یہ ہے کہ آیت و مافصلوہ یفینا بل رفعہ اللہ الیہ میں بل البطالیہ ماضی پر  
 داخل ہے اور بل البطالیہ جس ماضی پر داخل ہو اس ماضی کی ماضیت ماقبل بل کے لحاظ سے ہوتی ہے۔  
 جیسا کہ یقولون بہ جنتہ بل جاء ہم بالحق میں اتیان بالحق پہلے ہے اور نسبت جنون پیچھے ہے  
 و یا اہی بل رفعہ اللہ الیہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کی رفع پہلے ہے اور واقعہ قتل پیچھے  
 ہے۔ یعنی مسیح ابن مریم صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے۔ ۲۰ مرتب

یسفولون بہ جنة بل جاءہم بالحق وغیرہ ضروری ہے کہ اس ماضی کی ماضویت ماقبل کے لحاظ سے ہو۔ پس ثابت ہوا کہ واقعہ یہود پیچھے ہوا اور پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔ تو اس سے عقیدہ احمدی کی تردید ہوتی ہے۔ اور میرے مناظر صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر بڑا زور دیا۔ لیکن مرزا صاحب بھر یہ کیوں فرماتے ہیں۔

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا منم محمد واحد کہ مجتبیٰ باشد

”اور پھر مرزا صاحب اپنی کتاب چشمہ معرفت میں کیوں بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس قدر معجزات دیئے گئے ہیں کہ اگر وہ معجزات ہزار نبی پر تقسیم کئے جاویں تو ہر ایک کی نبوت ثابت ہو جاتی ہے“ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہو کر شرف امتی حاصل کرنے کے لیے زندہ ہیں جو امت محمدیہ میں داخل ہو کر تجدید دین کریں گے۔ اور ہم لوگ تو اس بات کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں کہ۔

۱۔ کلہم من رسول اللہ ملتصق غرقاً من البحر اور شفا من الدیم اور میں نے پہلے پرچہ میں لکھ دیا ہے کہ وان من اهل الكتاب بالا الخ۔

ایہ بیت قصیدہ بردہ کا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کمالات ہیں اور دیگر انبیاء کے کمالات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے ساتھ وہ نسبت ہے جو ایک چلی کو دریا کے ساتھ نسبت ہے۔ یا ایک چوئے کو باران کے ساتھ نسبت ہے۔ اور پھر یہ کمالات بھی دیگر انبیاء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ آفتاب ہیں اور دیگر انبیاء بمنزلہ چاند کے ہیں۔ ۱۲ مرتب

میں استثناء بعد نفی کے ہے جو مفید ایجاب ہے اور ایجاب میں اتنا ہی ضروری ہے۔  
 کہ بوقت ثوب محمول موضوع موجود ہو بشرطیکہ محمول وجود اور تقرر اور ذاتی نہ ہو۔  
 انوس! جان بوجھ کر چھیڑتے ہیں۔ اور دیکھو ایسا عیسیٰ انسی متوفیک  
 الخ۔ میں حضرت عیسیٰ کا زندہ بحسد العصری مرفوع ہونا مطابق معنی ابن عباس  
 نیز ثابت ہے۔ کیونکہ متوفیک سے ممینک مراد لیا جائے تو بھی بلحاظ ہر چہار  
 ضمائر خطاب اور بلحاظ واؤ عاطفہ یہ مانا پڑتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم زندہ بحسد  
 العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور واؤ عاطفہ کے متعلق قاعدہ نحوی متعلق عدم  
 ترتیب ملاحظہ ہو۔ اور نیز ادخلوا الباب سجداً وقولوا حطه (یقرہ) وقولوا  
 حطه وادخلوا الباب سجداً (اعراف) ملاحظہ ہو۔

www.KitaboSunnat.com

۷۔ اِقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَدَاؤَ الْإِسْلَامِ غَرِيباً وَسِعُودَ كَمَا بَدَأَ وَأَوَّلَ  
 نِزَالِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ الْإِيمَانَ لِيَأْزِلَ إِلَى الْبِمَدِينَةِ كَمَا تَأْزِلُ الْحَيَّةُ  
 إِلَى جُحْرِهَا۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ)

دیکھو کہ مدینہ طیبہ میں اس وقت کوئی احمدی جماعت میں سے نہیں ہے۔ بلکہ

اس کی تشریح ہو چکی ہے ۱۲ مرتب

یعنی فرمایا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلام غربت میں شروع ہوا۔  
 اور عنقریب غربت کی طرف رجوع کرے گا جیسا کہ شروع ہوا۔ اور نیز فرمایا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً ایمان واپس ہو گا طرف مدینہ طیبہ کی جیسا کہ سانپ اپنے  
 سوراخ کی طرف واپس ہوتا ہے۔ ۱۲ مرتب

کلمہ دوسرے مسلمان ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جس مذہب کا نام اسلام ہے مذہب احمدی اس میں داخل نہیں ہے بلکہ مذہب اسلام کے سوائے جو اور مذاہب ہیں پس ثابت ہوا کہ مطابق ان الدین عند اللہ الاسلام کے یہ مذہب احمدی حق نہیں۔

دستخط۔ مفتی غلام مرتضیٰ اسلامی مناظر۔

دستخط۔ مولوی غلام محمد پریذیڈنٹ اسلامی جماعت  
(از کوٹ ضلع ملتان)

www.NAFSEISLAM.COM

THE NATURAL PHILOSOPHY  
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT

### دعا

اے ہمارے قادر مطلق ہماری مخلصانہ دعائیں سن لے۔ اس قوم کے کان اور دل کھول دے جو تیرے حبیب خاتم النبیین کے سایہ سے لوگوں کو نکال کر جہنمی کے سایہ کے نیچے داخل کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ مطابق پیشگوئی لیظہرہ علی الدین کلمہ تمام ادیان باطلہ اٹھ جائیں اور تمام دنیا میں دین اسلام ہی پھیل جائے۔ اور ہر جگہ اور ہر ملک میں محمد رسول اللہ کے نعرے بلند ہوں جو معلم توحید ہے۔ ۱۲ مرتب

## ناظرین

غور فرمائیں کہ جو شخص مومن ہے وہ مطابق آیہ والذین امنوا اشد حبا للہ اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے۔ کیونکہ شدت محبت ہی کو عشق کہتے ہیں۔ اور معشوق جب ایک امر کے متعلق فیصلہ کر دے تو عاشق من حیث ہو عاشق کو یہ حق نہیں کہ اس فیصلہ کی مصلحت دریافت کرنے۔ اگر مصلحت دریافت کرے تو وہ عاشق الہی نہیں۔ تو پھر مطابق آیہ مذکورہ وہ مومن بھی نہیں۔

روند اد مناظرہ کے پڑھنے سے روشن ہو گیا ہوگا کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے آیہ مذکورہ پر پورا پورا عمل کیا ہے۔ اور قادیانی مناظر نے خلاف۔ اور نیز روشن ہو گیا ہوگا کہ مطابق اذا اجاء الاحتمال بطل الاستدلال کے اسلامی مناظر نے قادیانی مناظر کے تمام دلائل کے جانب مخالف کے احتمالات راجحہ بلکہ یقینہ پیدا کر کے دلائل کے تمام استدلالات کو باطل کر دیا ہے۔ اور قادیانی مناظر اسلامی مناظر کے دلائل کے جانب مخالف کا احتمال مرجوع بھی نہیں دکھا سکا۔

علماء و فضلاء حاضرین مناظرہ کثیر التعداد کے آراء حقہ متعلق مناظرہ موصول ہو چکی ہیں۔ ان میں سے بوجہ خوف طوالت فقط چند علماء و فضلاء کی آراء حقہ بطور مختصہ نمونہ خروار ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں جن کے مطالعہ سے مفتی صاحب اسلامی مناظر کے دلائل قویہ اور تبحر علمیہ کا پتہ چلتا ہے۔

عالم بے مثل فاضل بے بدل علامہ دہر مولانا حضرت جناب مولوی غلام محمد صاحب ساکن گھوٹہ ضلع ملتان پریزیڈنٹ (اسلامی جماعت)

احقر بحیثیت صدر جماعت اسلامیہ مناظرہ واقعہ موضع ہریا ضلع گجرات بتاريخ ۱۹۰۸۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء ظاہر کرتا ہے کہ جماعت اسلامیہ کی طرف سے



ہمارے ملک کے مشہور فاضل مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میانی ضلع شاہ پور مناظر تھے۔ اور قادیانی جماعت کے مناظر مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل تھے جن کا اس سے زیادہ کچھ پتہ نہیں۔ اس مناظرہ کے متعلق میری رائے یہ ہے کہ:

۱۔ انعقاد مجلس مناظرہ کے متعلق مفتی صاحب کے مساعی جلیلہ قابل شکر یہ ہیں۔ یہ مفتی صاحب کا ہی اثر تھا کہ جس مناظرہ کی ذمہ داری بڑے بڑے افسر نہ لے سکے اس کا ذمہ دار مفتی صاحب کا ایک معتقد ہو گیا۔ مفتی صاحب نے بڑی کوشش کی کہ مناظرہ ضرور ہوتا کہ قادیانی جماعت کو حوصلہ نکالنے کا موقعہ دیا جائے اور ان کے خیالات کا پورا قلع قمع کر دیا جائے۔ گو قادیانی جماعت نے بے حد کوشش کی کہ مناظرہ نہ ہو سکے۔ مگر مفتی صاحب کی تدبیر نے ان کی ایک نہ چلنے دی۔ اگر قادیانی جماعت حق پر تھی تو اس کو مفتی صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہیے تھا *OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT*

۲۔ مفتی صاحب نے ہر دو دن کے اجلاسوں میں اپنے اخلاق جلیلہ کا وہ ثبوت دیا کہ ہر کہ و مہ نے آفرین آفرین کہی۔ باوجودیکہ فریق مخالف کا مناظرہ نہایت بدخو تھا۔ اور دونوں اجلاسوں کے غیر مہذبانہ الفاظ جو مفتی صاحب کی ذات کے متعلق اس نے استعمال کئے جمع کئے جائیں تو کافی تعداد ہو جائے مگر مفتی صاحب نے اپنی کوہ وقاری و نبی و جبلی شرافت کو مد نظر رکھتے ہوئے ان الفاظ کو غیر سموع تصور کیا۔ میرے خیال میں فی زمانہ ایک مولوی صاحب کے لیے یہ حلم و بردباری تقریباً محال ہے۔

۳۔ قادیانی مناظر نے گو حضرت مسیح علیٰ نبینا و علیہ السلام کے متعلق حسب عادت فرقہ ہذا نہایت ناشائستہ الفاظ استعمال کئے۔ مثلاً کہا کہ ”مسیح (علی نبینا و

علیہ السلام کو) کلا کا کلا واپس نہیں آنے دیتا جس کا مطلب بیان کرنا بھی کفر ہے۔ اور بزرگوں کی اہانت کے کلمات سننے سے ہر مسلمان کو جوش آ جاتا ہے۔ مفتی صاحب بھی جوش میں آئے اور منساب تھا کہ جھوٹے مسیح کو بھی کلاٹھوکتے مگر آپ نے مرزا صاحب کے متعلق نہایت عزت کے الفاظ استعمال کئے جو کسی مسلمان کو نہ بھاتے تھے۔

۳۔ قادیانی مناظر نے دودھ قرآن کریم کو سخت غلط پڑھا۔ ایک تو آیت اِنَّتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ الْاٰیۃِ کو اور دوسرے ما کَانَ لِبَشَرِ الْاٰیۃِ کو جس کی وجہ سے میدان مناظرہ میں سخت اتیری پھیل گئی اس واسطے کہ قرآن شریف کو غلط پڑھنا سخت قبیح ہے اور پھر عوام کے نزدیک تو یہ بالکل افسوس ہے۔ میں نے دیکھا کہ عوام مفتی صاحب اور احقر کے سکوت کو بے محل قرار دے کر فساد برپا بادہ ہیں۔ چنانچہ حافظ غلام محمد صاحب ساکن میانہ کونڈل کا نام نامی مجھے یاد رہے اور ان کی وہ جھنجھلاہٹ والی شکل یاد ہے جس سے باور ہوتا تھا کہ قادیانی مناظر کو شاید نکل جائیں گے۔ مگر مفتی صاحب نے لوگوں کو سخت منع کیا اور فرمایا کہ ہماری طرف سے کوئی حرکت بھی نہ ہو۔ گو بالکل بھی ہو۔ اس واسطے کہ ذمہ دار اس کا میں ہوں۔ اور شریف اپنی ذمہ داری کو نباہا کرتا ہے۔

۵۔ قادیانی مناظر کے سارے مناظرہ کے اجلاسوں کی بے قاعد گیاں یعنی خلاف درزیاں شرائط مقررہ فریقین ۴۹ ہیں۔ اور مفتی صاحب نے ایک جگہ بھی شرائط کی پابندی کو نہیں چھوڑا۔ اگر تطویل کا خوف نہ ہوتا تو میں ایک ایک کو علیحدہ علیحدہ لکھتا۔

۶۔ مفتی صاحب کی ہر دلیل تحقیقی و انزائی تقریب تام سے مزین تھی۔ مگر قادیانی مناظر بالکل تقریب کے قریب نہ جاتا۔

۷۔ مفتی صاحب اپنا بیان تقریری و تحریری بڑے آرام اور نرمی سے سناتے تھے۔ مگر قادیانی مناظر کی زبان کی رفتار بہت تیز تھی۔ سامعین پر مفتی صاحب کی تقریر اپنا سکھ جاتی تھی مگر قادیانی مناظر کی تقریر کا مل تحفیر کا موجب ہوتی تھی۔ بلکہ بعض تو اٹھ کر چلے جاتے تھے۔

۸۔ قادیانی جماعت نے مفتی صاحب پر پہرہ لگا دیا کہ کسی سے مدد نہ لے سکیں۔ جب ہم نے بھی قادیانی مناظر کے متعلق ایسا انتظام کرنا چاہا تو مفتی صاحب نے روک دیا اور فرمایا کہ جس سے مدد لیں روکو نہیں۔ چنانچہ ایک پہلے دبلے عینک دار قادیانی مناظر کی کاپی کی اصلاح کرتے رہے اور مفتی صاحب کے علمی اعتماد نے انہیں اپنے ارمان نکالنے دیے مگر ہوا وہی جو منظور ایزدی تھی۔

۹۔ جب پہلے دن کا اجلاس ختم ہوا۔ تو اسلامی جماعت کو خیالی آیا کہ مجمع کثیر ہے اور فرصت کو ہاتھ سے نہ ہوتا چاہیے اور سلسلہ تبلیغ شروع کرنا چاہیے۔ تاکہ عوام آریہ و غیرہ کے خیالات سے متاثر نہ ہوں۔ چنانچہ اس کا اعلان کیا گیا۔ مگر قادیانی مناظر مع قادیانی جماعت نہایت ناراض ہوئے۔ اور کہا کہ اگر تبلیغ وغیرہ کا ارادہ ہے تو ہم کو گوارا نہیں۔ یس ہم جاتے ہیں۔ لہذا تبلیغ کا سلسلہ روکا گیا۔

۱۰۔ قادیانی جماعت نے پہلے دن ایک صدر مقرر کیا اور دوسرے دن دوسرا صدر مقرر کیا۔ تاکہ کسی طرح سے مسلمان لوگ ہماری مخالفت کریں اور ہم دوسرے دن کا مناظرہ کئے بغیر نکل چلیں۔ احقر صدر اسلامی جماعت بار بار وقت کی پابندی کی تاکید کرتا تھا۔ مگر صدر قادیانی جماعت فرماتے تھے کہ ابھی وقت نہیں ہوا۔ اتفاقاً احقر کہہ بیٹھا کہ آپ کی گھڑی مجدوسہ یعنی نئی ہے جس پر قادیانی جماعت بگڑ گئی اور بڑے اصرار سے روبراہ ہوئی جس سے ان کی غرض یہ تھی کہ بہانہ کر کے نکل چلیں۔

### فعلک عشرۃ کاملۃ ولدینا مزید

اس سے ناظرین اندازہ لگالیں کہ کون مفتوح ہوا اور کون فاتح۔ میرا دل اس وقت یہ گواہی دیتا تھا کہ اگر مفتی صاحب کی تقریر مرزا صاحب خود بھی سنتے تو مسلمان ہو جاتے۔ مگر ہدایت مقدر نہ تھی۔

احقر غلام محمد ساکن گھوٹہ ضلع ملتان۔

جامع الفنون الثقلیہ والعلوم الثقلیہ مولانا مولوی محمد نجم الدین صاحب  
پروفیسر اور نیشنل کالج لاہور

بتاریخ ۱۸، ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء ایک تحریری مناظرہ اہل اسلام و اہل قادیان میں منعقد ہوا۔ سامعین میں سے ایک میں بھی تھا۔ اہل اسلام کے مناظر جناب

مولانا مولوی مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میانی تھے۔ اور اہل قادیان کی طرف سے مولوی جمال الدین شمس تھے۔ میں نہ صرف تقاریر و دلائل جانیں میں حقانیت کے عنصر غالب کا حتمی نتیجہ دیکھ رہا تھا کہ پابندی شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی جانب متانت و تقاہت۔ استقلال و تحمل سے کام لے رہی ہے۔ مجھے دو

روزہ تجربہ کی بنا پر انہوں سے یہ اعلان کرنا پڑتا ہے کہ قادیانی مناظر نے متانت و سنجیدگی کو بالائے طاق رکھ کر نہ صرف شرائط مناظرہ کی پابندی سے آزادی کا عملاً اعلان کیا۔ بلکہ اسلامی مناظر کی شخصیت پر بار بار تحریروں میں شوخیانہ اور غیر شریفانہ حملے کر کے اپنی تنگ نظری و حقیرمانگی پر شہادت دی۔ مفتی صاحب جہاں عزم و ثبات۔ وقار و استقلال ان کا طرہ امتیازی تھا وہیں متانت و شرافت۔

تہذیب و شائستگی کے پیکر بن کر موافق و مخالف سے تحسین لے رہے تھے۔ قادیانی مناظر نے مولانا مفتی صاحب کے دلائل و شواہد کو توڑنے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ بلکہ ادھر ادھر کے غیر مربوط و غیر متعلق امور سے حاضرین کی توجہ منحرف کرتے رہے۔

مناظرہ آخر تک سکون و امن سے ہوتا رہا یہ سکون اور زیادہ ہو گیا جب آخر میں آفتاب صداقت کی ضیاء باری سے کذب و بطلان کی گھنگور گھٹاؤں کا شیرازہ سرا سر منتشر ہو گیا۔ والسلام۔

نجم الدین پروفیسر اور ٹیکل کالج لاہور

جناب مولانا مولوی ابوالقاسم محمد حسین صاحب مولوی فاضل  
از کولوتاڑ اضلع گوجرانوالہ

مکرم بندہ حضرت مفتی صاحب سلمہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ہریاسے روانہ ہو کر میں جلاپور جٹاں پہنچا تھا۔ وہاں دو تین تقریریں مرزا جی کے کفر و الحاد پر ہوئیں جن سے نہایت عمدہ اثر ہوا۔ اس کے بعد یہی مولوی جلال الدین شمس قادریانی معدا ان چودھری صاحب کے جو وہاں جلسہ ہریاس میں پریزیڈنٹ تھے جلاپور آئے۔ شرانگہ مناظرہ طے نہ ہوئے۔ لہذا وہاں کی انجمن نے اعلان کر دیا کہ مرزا صاحب قادریانی کے کفر و الحاد پر تقریر ہوگی۔ جلسہ ہوا۔ قادریانی بھی مجبوراً آئے اور مناظرہ میں پھنس گئے کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص نے مرزائیوں کو دعوت دی تھی اس نے بھی ان کی شکست کا اقرار کیا۔ اور مرزائی پصد رسوائی وہاں سے بھاگے۔ شیعہ و سنی اخباروں میں ان کی شکست کا حال شائع ہوا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

مناظرہ ہریاس کے متعلق خاکسار کی رائے

میں مناظرہ ہریاس میں جو مابین مفتی غلام مرتضیٰ صاحب و مولوی جلال الدین صاحب شمس دربارہ حیات مسیح منعقد ہوا تھا حاضر تھا۔ مناظرہ دو دن نہایت خوش اسلوبی سے ہوا۔ حضرت مفتی صاحب موصوف نے قرآن کریم سے دو دلیلیں حیات مسیح پر پیش کیں۔ جن کو انھوں نے نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا اور قواعد

عربیت سے نہایت محکم استدلال کے ساتھ ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ بحمدہ العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ ان کا جواب  
 مرزائی مناظر صاحب سے کچھ نہ ہوسکا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان اولہ کا جواب ہو  
 ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ اہل علم جو قواعد عربیت کے ساتھ قرآن کریم کی آیات سے  
 حیات مسیح پر استدلال کرتے ہیں مرزائی مناظر ہر مناظرہ میں مبہوت رہ جاتے  
 ہیں اور سوئے کج بخشی اور دفع الوقتی کے ان کا کوئی سہارا نہیں ہوتا۔ چنانچہ ٹھیک  
 اسی طرح پر خٹس قادیانی نے پندرہ دلیلیں جو درحقیقت مغالطات تھیں وفات مسیح پر  
 پیش کیں مگر کسی کو بھی صاف طور پر وفات مسیح سے کوئی تعلق نہ تھا اور وہ اہل علم کی نظر  
 میں صرف ابلہ فریبی اور دفع الوقتی تھی۔ اور یہی اس قوم کا مشن ہے جس کو مرزا

صاحب نے اپنی امت کے لیے مستحق قرار دیا۔

مصرعہ: وَلِكُلِّ قَوْمٍ سَبْعٌ مِائَاتٌ مِّنْ نَّارٍ لَّيَالٍ وَنَهَارٍ  
 زور تو یہی کی وجہ سے نقل رسالہ وغیرہ سے بہت سے اوراق سیاہ کر دیتے تھے اور  
 خلاف شرائط مناظرہ بہت جلدی تقریر کر کے مرزائی تبلیغ بھی کرتے جاتے تھے۔  
 مگر مفتی صاحب ممدوح کے اولہ قطعاً اور براہین یقینیہ کا جواب نہ دے سکے۔ رہنا  
 لَا تَزَغُ قُلُوبُنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ  
 الْوَهَّابُ۔

ابوالقاسم محمد حسین عفا عنہ مولوی فاضل از کولوتاڑا

مولانا مولوی محمد کامل الدین صاحب منشی فاضل از میلووال  
 حال مقیم رتو کالہ تحصیل بہلووال ضلع شاہپور

میں مناظرہ ہر بار کے سب اجلاسوں میں شریک رہا۔ علامہ مفتی صاحب نے  
 پناہ و دعویٰ صرف ایک آیت و مآثورہ الخ سے بھی ثابت کر دیا اور اس آیت سے اسی

طریقہ پر استدلال بر حیات مسیح کیا جو شرائط میں مشروط تھا۔ یعنی آیت کے ان معنی سے جو احادیث نبوی اور اقوال صحابہ و توابع صرف۔ نحو۔ لغت۔ معانی۔ بیان۔ بدیع کے عین مطابق تھے۔ مولوی جلال الدین احمدی اپنے دعویٰ وفات مسیح کے لیے تذبذب کی حالت میں کبھی کوئی آیت پیش کرتے تھے کبھی کوئی۔ کبھی تو ریت تحریف شدہ کو پیش کرتے تھے۔ کبھی اشعار مرزا صاحب زبان پر لاتے تھے جو شرائط مجوزہ کے بالکل خلاف تھا اور اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ خود ان کو کسی ایک آیت پر اپنے دعوے کے ثبوت کے لیے پورا وثوق اور تسلی نہیں۔ بلکہ تمام حاضرین نے قادیانی مناظر کی گھبراہٹ اور علامہ مفتی صاحب کے استقلال کو اچھی طرح اس وقت پرکھا جبکہ مفتی صاحب دوسرا پرچہ لکھ کر مولوی جلال الدین صاحب کو دے دیے گئے تو انھوں نے مفتی صاحب کو کہا کہ آپ اخیر پرچہ میں ان الفاظ کے ساتھ قسم لکھ دیں: ”مجھے قسم ہے اللہ کی کہ میں نے یہ پرچہ اسی اجلاس میں لکھا ہے اور میں نے کسی غیر سے امداد نہیں لی۔“ چنانچہ حضرت مفتی صاحب نے بلا توقف یہ الفاظ لکھ دیئے۔ حالانکہ حضرت مفتی صاحب نے قادیانی مناظر سے پہلے کوئی قسم وغیرہ طلب نہیں کی۔ حالانکہ قادیانی مناظر سے ضرور قسم لینی چاہیے تھی۔ کیونکہ انھوں نے بعض امور کی بابت میرے ہم جماعت اور اپنے استاد مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل سے مدد لی ہے۔ جس کا مجھے ذاتی علم ہے اور اس بات پر میں مولوی صاحب موصوف کے ساتھ قسم اٹھانے کے لیے تیار ہوں۔ اور باوجود اس بات کے کہ مفتی صاحب کو آج تک کبھی کسی میدان مناظرہ میں آنے کا موقعہ نہیں ملا صرف ایک آیت میں اپنے مناظر کو جواب کر دیا۔ خصوصاً ایسی قوم کے مقابل کھڑا ہونا نہایت ہی مشکل ہے جو قرآن کریم میں تحریف کرنے اور احادیث میں رد و بدل کرنے سے ذرا بھر بھی نہیں بچ سکتی۔ اس

بات کا پورا ثبوت مرزا صاحب کے اس قول سے چلتا ہے جو انھوں نے اعجاز احمدی میں لکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ:

”جو حدیثیں میرے الہام کے خلاف ہوں ہم ان کو ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں“ یہ کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ اگر مرزا صاحب کے وہ اقوال اور الہامات پیش کئے جائیں جو صراحۃً قرآن کریم اور احادیث کے خلاف ہوں تو دوسرے پہلو جی کر کے ان کا لقب متشابہات تجویز کیا جاتا ہے۔ مثلاً ”منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشند“

دوران گفتگو جلسہ گاہ میں میرے سابق ہم جماعت مدرسہ حمید یہ لاہور مولوی محمد اسماعیل صاحب احمدی جلالپوری مولوی فاضل و فاضل مدرسہ احمدیہ قادیان نے علامہ مفتی صاحب کی لیاقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ مفتی صاحب ایک مالی و مالک آدمی ہیں اور تقریر سے ان کی علمی لیاقت چھپتی ہے۔ بوقت تقریر مفتی صاحب کے حق میں لافض نوک کی صدائیں آرہی تھیں۔ رپورٹ شائع ہونے پر مولوی جلال الدین صاحب کو پتہ چلے گا کہ میں کیا اور کس سے باتیں کر رہا تھا۔

سبحان للہ ای دین تداونت وای غریم فی التقاضی غریبھا

حکایت بود بے پایاں بخناموشی ادا کردم۔

حافظ کامل الدین نش فاضل میلو والی۔ مقیم رتوکالہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۳ء

مولانا مولوی امام الدین صاحب ساکن کندوال تحصیل  
پنددادنخان ضلع جہلم

بحث کا جو تھا نتیجہ آگیا مرجا حد مرجا حد مرجا  
مرزا یوں کی عجائب گت بنی جب مباحثہ شہر ہریا میں ہوا



مرزائیوں سے جلال الدین تھا اہل سنت سے غلام مرتضیٰ  
 بحث تھی عیسیٰ کی زندگی موت میں یعنی عیسیٰ زندہ ہے یا مر گیا  
 معیار تھا قرآن ہم قول نبی فیصلہ اس پر مسلم ہو چکا  
 مفتی صاحب جب پڑھا قرآن شریف لحن داؤدی سے جلسہ بھر دیا  
 آیت انا قتلنا جب پڑھی دفعہ اللہ سے یہ ثابت کر دیا  
 زندہ ہے عیسیٰ ابھی افلاک پر دیکھ لے نکتہ عجب بل میں پڑا  
 ہے یہ اضرابہ ابطالیہ بل اور قصر قلب ہے اس میں چھپا  
 موت کو باطل کیا ماقبل نے جو کہ پہلے آ چکا تافیہ کا  
 دفعہ سے یہ آوازے آ رہے زندہ ہے وہ آسمان پر چڑ گیا

اس میں ہیں اثبات جند غصری اس کا منکر ہے نہیں جڑ اشقیاء  
 بل کے اندر چس گیا جس میں منہ پر پردہ پڑ گیا کسوف کا  
 ہاتھ پاؤں مارے سب لیکن کہیں بے سنگاری کا ہتھ ہر گز راہ ملا  
 سب کو روشن ہو گیا زندہ مسیح موت کا قائل ہوا ہے روسیا  
 ہر طرف سے آ رہی تھی یہ ندا آفریں صد آفریں مفتی غلام مرتضیٰ  
 ہے امام الدین کی یہ التجا دست بالا ہو سدا اسلام کا  
 راقم امام الدین از کند وال ڈا خانہ اللہ شریف

مولانا مولوی شیخ امام الدین صاحب ساکن ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات  
 بحمد اللہ خدا بنمو د مارا غلام مرتضیٰ حق کا پیارا  
 بہ ہریا قدم رنجہ چوں بفرمود دیا کر حق و باطل میں ستارا  
 نوائے میرزائی منہدم شد بمیدان مباحثہ آشکارا  
 غلام مرتضیٰ در ملک پنجاب چمکتا ہے ہدایت کا ستارا

بگویند شیخ از شادی ہمہ دم عجب ہیں عالم دینی ولارا  
ایضا

بیا اے طالب صدق و صفائی ہمیں در صد شان کبریائی  
چو آمد صدق و حق باطل نہاں شد عیاں شد صدق و حق راد لرہائی  
گروہ احمدی زیر و زبر شد چو غالب شد بیان مرتضائی  
چو بشیدند علم مفتی دیں شکست آمد بشان میرزائی  
بزرگ سامہائے امولان مباحثہ گشت بہر رہنمائی  
کہ تادا مند سنی حق و باطل کنند از فرقہ ضالہ جدائی  
کمر بستہ درآمد مفتی دیں بسر کردہ کلاہ چشتیائی

سلیمان وار و برکزی تشریف چو یوسف وارا از خواں رہائی  
ایضا

داہ سبحان اللہ رب خالق سوہنام بنایا جلسہ وجہ سیانی آہا ہر پے رب لیاہا  
بارغ قلوب اساذیاں آتے گل باد بہاری ہیاں کلیاں ہویاں گفتہ آئی انہام یواری  
جہاں قریباں کدیں نہ ڈٹا یہ جلسہ فیضانی درافشانی یہ حقانی دیکھ ہوئے قربانی  
ہوئی زیارت لوکاں تاکیں عالم گھر وچ آئے کڈھ قرآن حدیث کتاباں سکے خوب سنائے  
مفتی صاحب میانی دالے وچ آہے سر کردے کاٹھامے سنگ لوہے بہارتہ جان بچاڑے نزدے  
اس زمانے ظاہر جاہل ثانی تفتہ زانی افش آتے مہرہ وانگوں خوی مرد حقانی  
نص حدیث مفتی صاحب کل جواب لیاہا تادیانوالے ملاں صاحب سائنس کل سنایا  
حیات مسیح دی ثابت کیتی داہ حدیث قرآنوں نازل ہوئی وجہ زمانے آخر وچ بچانوں  
جسدم عالم تادیانوالا کردا سی تقریراں سننے دایاں تاکیں ہرگز ہون نہیں تاثيراں  
نال تحمل آتے تامل مفتی صاحب یوں خوش بیانی آتے مومن چند جاناں سب گھولن

علم یاقوت مفتی صاحب خوب بیان سنایا علم کلام معانی اندر الحق تیز چلایا  
مسئله نحو محقق کیا متین متین دکھایا جتنے قدم مبارک رکھیا کسے نہ پھیرا غایب  
کتبہ، وصفہ مسکین شیخ امام الدین ازقریہ ہر یہ  
جناب مولوی گل احمد صاحب ساکن پنڈدادنخان ضلع جہلم

شخص تیری چمک دیکھی اجالے میں اندھیرا حضور کس طرح ہو گا جسے گردش نے گھیرا ہے  
لڑائی بازی اکثر ہوا کرتی ہے بازوں سے کوئی بیڑ جا ڈھونڈو کہ تو بھی اک بیڑا ہے  
غلام مرزا پہلے تو کر لے علم کی تحصیل غلام مرتضیٰ سے کم بہت کچھ علم تیرا ہے  
ذرا دیکھو ما قتلوا و ما صلبوا کی آیت کو تمہارے موت کے عقدے کو کیا اس نے نکھیرا ہے  
اگر مطلوب زندگی ہے تو علم رفیع کی تلاش دیکھو مسیح موعود کا چرخ بلندی پر ابھیرا ہے

فلک کی کج اہوائی نے لگایا شمس کو کرنا ججیا تو لسا کی دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے  
گل احمد از پنڈدادنخان ضلع جہلم  
جناب مولوی بدر الدین صاحب ساکن رکن ضلع گجرات

بھگت اللہ کہ از فضل خداوند دل ہر اہل حق گردید خورسند  
نماندہ مشتبہ دجال و عیسیٰ جلی شد کذب فرعون صدق موسیٰ  
غلام مرتضیٰ مفتی حقانی رمیدہ از دے شمس قادیانی  
دم از علم بیاں بروئے دمیدہ ہمیں حلقوم کاہ چوں بریدہ  
نئے گویم کہ عیسائے زمان است دے دجال کشتن را جوان است  
بدر الدین رکنوی

واعظ بینظیر و مبلغ خوش تقریر مولانا حضرت سید صدیق شاہ صاحب  
ساکن منگوال تحصیل خوشاب ضلع شاہپور

حمد خدا صلوات محمد آل اصحاب رلائیں اس قصہ بچے واضح ہوئے ساریاں مومنوں تائیں  
 مرزایاں تے مفتی صاحب شرطوں کیتیاں تائیں وچہ انہاءے جھگڑا کمرے باہر جائے تائیں  
 مفتی صاحب قاضی پورا شرماں والا بندہ وچہ شرطاءے پورا اتریا چھوڑ گھماں دھندلا  
 کل شی بیچ الی اصلہ حضرت دا قرمانا جیسا اصل کیدا ہوئے اس پاسے اس جاہ  
 ہر کوئی جانے مفتیانوالا ہے شریف گھرا نہ نال شرافت پورا اتریا چھوڑ کے کمر بہانہ  
 مفتی صاحب مرزایاں نوں عجز ماری غی دی تائیں وچہ انہاءے سینے آتش غم دی جلدی  
 بیلی نوں آسمان ۲۰ تے مل چڑھایا جلدی غل انہاءے دل نکالے واہ نہی کوئی چلدی  
 خوش رہویں اے مفتی شالا ہوئے لی حیاتی اللہ پاک بتایا تئیں رحمت دی برساتی  
 مردیاں دے دل دعوے کیچے میریاں خوش تقریراں دینا تے رب دندور کے تیں جییاں تصویراں

ہے خوش خلقت ساری تیں تے رب ہوئے خوش شالا توں اج مردیاں دلاں اندر جانی پاؤں والا  
 توں ہن اپنے شرمنا کے میں کر شاہ صدیق مفتی صاحب چھوڑیا تائیں باقی کوئی دقیقہ  
 صدیق شاہ از منگوال

### خلاصہ

یہ ہے کہ جیسا مرزائی جماعت کے پاس دیگر مسائل مختلف فیہا میں اپنا دعویٰ  
 ثابت کرنے کے لیے کوئی ایسی شرعی دلیل نہیں جس میں تقریب تام ہو ویسا ہی  
 وفات مسیحی ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے ان کے پاس ایسی کوئی شرعی دلیل  
 نہیں جس میں تقریب تام ہو۔ اس کی تائید میں ہم ایک مکالمہ پیش کرتے ہیں۔

مکالمہ مابین مفتی غلام مرتضیٰ صاحب و مولوی نور الدین صاحب  
 خلیفہ اول مرزا صاحب

جن دنوں مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظرہ درسہ نعمانیہ لاہور میں اول

مدرس تھے ان دنوں مولوی ابراہیم صاحب کے مکان واقع کشمیری بازار میں  
 موجودگی مولوی ابراہیم صاحب و دیگر چند اصحاب تاریخ ۱۳ یا ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء  
 مابین مفتی صاحب و مولوی صاحب موصوف یہ مکالمہ ہوا۔

مفتی صاحب: میں آپ کو مرزا صاحب کے معتقدین میں سے وسیع  
 المعلومات اعتقاد کرتا ہوں۔ اس لیے مجھے اشتیاق ہے کہ آپ وفات مسیح ابن  
 مریم پر کچھ تقریر فرمائیں۔

مولوی صاحب: تقریر شروع کرنے سے پہلے میں ایک حکایت بیان کرتا  
 ہوں۔ اس حکایت کو میری تمام تقریر میں ملحوظ رکھنا۔ وہ حکایت یہ ہے کہ:

ایک دن ایک سائل نے میرے سے دریافت کیا کہ اس مقدمہ کا کیا مطلب  
 ہے، اذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ میں نے سائل کو کہا کہ تم نے اس مقدمہ کا  
 کیا مطلب سمجھا ہوا ہے۔ سائل نے کہا کہ میں نے اس کا یہ مطلب سمجھا ہوا ہے کہ  
 ایک دعویٰ مثلاً جو جڑ ہے تو اس کی دلیل کے مقدمات و اجزاء بھی سوجھے ہوں گے  
 اور وہ دلیل اپنی ایجابی جانب کے لحاظ سے اس دعوے کو ثابت کرے گی۔ اور اگر  
 اس دلیل کے مقدمات و اجزاء کی جانب مخالف یعنی سلبی جانب کا احتمال ہو تو وہ  
 استدلال باطل ہوگا اور وہ دلیل اس دعویٰ کو ثابت نہ کرے گی۔ میں نے سائل کو کہا  
 کہ یہ مطلب غلط ہے۔ بلکہ اس مقدمے کا یہ مطلب ہے کہ اگر احتمالات پر غور کی  
 جائے تو کوئی شخص دلیل قائم ہی نہیں کر سکتا۔

مفتی صاحب: جناب میں نے اس حکایت کو سمجھ لیا ہے لیکن جس طریق سے  
 میں استفسار کروں اس طرز پر آپ تقریر فرمائیں۔

مولوی صاحب: کہئے۔

مفتی صاحب: یہ تو آپ کا عقیدہ ہے ہی مات سببی۔ لیکن میں یہ دریافت

کرتا ہوں کہ آپ کا عقیدہ مات عیسیٰ وحماسے یا شک یا ظن یا تقلید آیا یقیناً۔

مولوی صاحب۔ میرا عقیدہ مات عیسیٰ یقیناً ہے۔

مفتی صاحب۔ تو پھر ضروری ہے کہ اس یقینی دعوے کے ثابت کرنے کے لیے جو دلیل آپہ بیان فرمائیں گے اس دلیل کے مقدمات اور اجزا بھی یقینی ہوں۔

مولوی صاحب۔ یقینی دعوے میں یہ لازم نہیں کہ وہ اپنے ثبوت میں دلیل کا محتاج ہو۔

مفتی صاحب۔ واقعی یقینی دعوے دو قسم ہیں۔ بدیہی اور نظری۔ بدیہی تو اپنے ثبوت میں دلیل کے محتاج نہیں لیکن نظری اپنے ثبوت میں دلیل کے محتاج ہیں۔ اب میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ آپ کا دعویٰ مات عیسیٰ یقیناً بدیہی ہے یا نظری۔

www.NAFSEISLAM.COM

"THE NATI" ہے۔ مولوی صاحب۔ نظری ہے۔

مفتی صاحب۔ جب آپ کا یہ دعویٰ نظری ہے تو پھر ضروری اپنے ثبوت میں دلیل کا محتاج ہے۔ اور چونکہ آپ کا یہ دعویٰ یقینی ہے اس لیے جو دلیل آپ بیان فرمائیں گے اس کے دلیل کے مقدمات اور اجزا بھی یقینی ہونے چاہئیں۔ ورنہ یہ دلیل اس یقینی دعوے کو ثابت نہ کر سکے گی۔

مولوی صاحب۔ تو پھر کیا ہوا۔

مفتی صاحب۔ جناب پھر جو مطلب مقدمہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال کا ٹکسال نے بیان کیا ہے وہ صحیح ثابت ہوا۔ اور جو معنی آپ نے کئے ہیں وہ غلط ہوئے۔

مولوی صاحب۔ آپ مانحن فیہ کی طرف رجوع کیجئے۔

مفتی صاحب۔ رجوع کرتا ہوں۔ جناب من اتنا عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے دعویٰ مسات عیسیٰ یقیناً کے ثابت کرنے کے لیے جو دلیل بیان فرمائیں گے۔ خواہ وہ دلیل قرآنی ہو یا حدیثی یا مجموعی اس دلیل کے متعلق اتنا فرمادیجئے۔ کہ اس دلیل میں تقریب تام ہے۔

مولوی صاحب۔ یہ تو میں کبھی نہ کہوں گا۔

مفتی صاحب۔ جناب جب آپ کا دعویٰ یقینی ہے۔ آپ کو اپنی دلیل پر پورا بھروسہ ہے تو پھر آپ یہ کیوں نہیں فرماتے۔  
مولوی صاحب۔ یہ میں نہیں کہوں گا۔

اسی نزاع میں مکالمہ ختم ہوا۔ اور مولوی نور الدین صاحب نے اخیر میں فرمایا

کہ مفتی صاحب نے مناظرہ کا غیاضت نکالا ہے۔

ناظرین غور فرمائیں کہ یہ مولوی نور الدین صاحب وہ ہیں کہ جن کو تمام مرزائی جماعت کے اشخاص اپنی جماعت میں علمی حیثیت سے فائق سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان کے مضامین کے ساتھ مرزا صاحب ہمیشہ رطب اللساں رہے اور مرزا صاحب کے انتقال کے بعد بھی مولوی صاحب موصوف خلیفہ اول ہوئے۔ بالیں ہمہ پھر بھی یہ مولوی صاحب اپنا دعویٰ مسات عیسیٰ یقیناً کے ثابت کرنے کے لیے کوئی ایسی دلیل نہیں بیان کر سکے جس میں تقریب تام ہونے کا دعویٰ کریں۔

مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی مرزا صاحب کو مناظرہ کے لیے دعوت مرزا صاحب کے خلیفہ اول کا حال تو ناظرین نے سن لیا ہے۔ اب ہم مرزا صاحب کے خلیفہ ثانی یعنی مرزا محمود احمد صاحب کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ مفتی غلام مرتضیٰ صاحب کے ساتھ مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم میں بمقام لاہور اس طریق پر مناظرہ کریں کہ تمام مناظرہ کے دو پرچے ہوں۔ پہلے پرچے میں مرزا محمود

احمد صاحب اپنے دعویٰ بات عسلی یہ تھا کہ ثابت کرنے کے لیے فقط ایک ہی دلیل ایسی تحریر کریں جس کے متعلق یہ لکھا ہوا ہو کہ اس دلیل میں تقریب تام ہے۔ اور طرز استدلال شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے عین مطابق ہو۔ اور ویسا ہی مفتی صاحب پہلے پرچہ میں اپنے دعویٰ حیات مسیح ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے فقط ایک ہی ایسی دلیل تحریر کریں جس کے متعلق یہ لکھا ہوا ہو کہ اس دلیل میں تقریب تام ہے اور طرز استدلال شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے عین مطابق ہو۔ اور دوسرے پرچے میں ہر ایک مناظر اپنے فریق مخالف کے پرچے اول کی مطابق شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ تردید تحریر کرے۔ اور ہر ایک مناظر اپنے ہر دو پرچوں کو عام اجلاس میں ایک وقت معین کے اندر بیان کرے۔

نوٹ:- ہم نے خاص کر مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم میں مناظرہ کرنے کے لیے اس لیے دعوت دی ہے کہ مرزا صاحب اپنے اس مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم کو اپنی طرف سے صحت و کذب کے لیے معیار و میزان قرار دیا ہے۔

OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT

### ہدایات

قادیانی مناظر نے روکداد مناظرہ کے ساتھ ایک ضمیمہ بعنوان ”چند ضروری باتیں“۔ چسپان کر دیا ہے جس میں اس نے اختراعات اور مغالطات درج کر دیئے ہیں جن کے متعلق چند ہدایات کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

### مغالطہ

قادیانی مناظر نے لکھا ہے۔ ”مشتہر سطر ۳، ۲ میں لکھتا ہے کہ موضوع مناظرہ حیات و وفات مسیح ابن مریم تھا اور صرف اسی مسئلہ پر مباحثہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت نے اسی موضوع پر مناظرہ کرنا چاہا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ خود مفتی



صاحب نے کہا تھا کہ میں صرف اس مسئلہ پر ہی بحث کروں گا۔

### ہدایت

یہ نا فہمی ہے۔ کیونکہ مشہر نے لکھا ہے کہ قادیانی جماعت نے اسی موضوع پر مناظرہ کرنا چاہا۔ اور قادیانی جماعت کا یہ چاہنا ہم ابتداء میں بعنوان ”تعلین“ موضوع مناظرہ“ مفصل لکھ چکے ہیں۔

### مخالطہ

قادیانی مناظرے لکھا ہے۔ مشہر نے ہم پر شرط نمبر ۲، لکھ کر یہ اِثام لگایا ہے کہ ہم نے ان کے خلاف کیا ہے۔ یہ تو مناظرہ کے پرنچ جات پڑھنے سے ہر ایک شخص معلوم کر سکتا ہے کہ دونوں مناظروں میں سے کس نے شرائط کے خلاف کیا ہے۔ براہین احمدیہ کے حوالے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی جماعت احمدیہ میں داخل ہونے سے پہلے کی تحریریں اور اپنے آخری پرچوں میں نئے دلائل پیش کرنا کیا شرائط کے خلاف نہیں تھا۔ جس کے مفتی صاحب مرکب ہوئے۔

### ہدایت

براہین احمدیہ کے حوالے خلاف شرط نمبر ۲، ہمیں۔ کیونکہ پہلے تو اسلامی مناظرے نے براہین احمدیہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ لکھ دیا ہے کہ ”میری مراد کوئی الزامی جواب دینا نہیں ہے بلکہ یہ بتلانا ہے“۔ الخ اور دوسرا یہ کہ دعویٰ نبوت کی تاریخ جو مرزا صاحب اور ان کے معتقدین نے بیان کی ہے وہ ہمارے پر حجت نہیں۔ کیونکہ ہم مرزا صاحب کو منتہی اور ان کی معتقدین کو ملہم معتقدین منتہی سمجھتے ہیں۔ بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ نبوت کی علت ملہمیت کو قرار دیا ہے اور بوقت تالیف براہین احمدیہ مرزا صاحب بزعیم خود ملہم

تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مرزا صاحب کے پیغمبر ہونے کی علت نفس الہام نہیں بلکہ کثرت ہے۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب پہلی دفعہ یہ وحی ہوا۔ اقراء باسم ربک الذی خلق تو اسی وقت سے سلسلہ نبوت شروع ہو گیا۔ نہ یہ کہ قرآن کریم کے حصہ کثیر نازل ہونے کے بعد سلسلہ نبوت شروع ہوا۔ اور نیز مولوی نور الدین صاحب کی تحریریں پیش کرنا شرط نمبر ۲۱ کے خلاف نہیں۔ کیونکہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں لکھ دیا ہے کہ میں نے مولوی نور الدین صاحب کے اقوال کو اس حیثیت سے پیش نہیں کیا کہ وہ احمدی ہیں اور نہ ہی اس حیثیت سے کہ وہ مرزا صاحب کے خلیفہ ہیں بلکہ اس حیثیت سے پیش کئے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنے دعوے نبوت کے زمانہ میں مولوی نور الدین صاحب کی توہین رنگ میں اعلیٰ درجہ کی توحش کیا ہے۔ اور ان اقوال پیش کردہ کی بعد نہ مرزا صاحب نے ترمیم و تہج کی ہے اور نہ ہی مولوی صاحب موصوف ہنرے۔ اور دلیا ہی مفتی صاحب اسلامی مناظر نے آخری پرچوں میں کوئی نیا مضمون بطور دلیل بیان نہیں کیا بلکہ بطور تردید۔ بے شک قادیانی مناظر نے شرط نمبر ۲۱ کے خلاف کثیر التعداد امور کا ارتکاب کیا ہے۔ مثلاً توریت کا پیش کرنا۔ حضرت امام مالک و حضرت امام ابو حنیفہ و حضرت امام شافعی کا ذکر کرنا۔ شاہ رفیع الدین صاحب و مجاہد کو پیش کرنا اور پرچہ نمبر اول میں حضرت امام حسن کا قول درج کرنا خیالی اور وہی باتوں سے اپنے پرچوں کو لبریز کر دینا جو مومن من حیث ہو مومن کا بھی حق نہیں کہ ایسی باتیں مومن کے مقابلہ میں پیش کرے۔ علم فزیالوجی کے مسائل کو بیان کرنا وغیرہ وغیرہ۔

مغالطہ

قادیانی مناظر نے لکھا ہے۔ پھر بل رفعہ اللہ الیہ آیت لکھ کر کہتے ہیں کہ

بل ابطالہ میں ضروری ہے کہ وہ وصف جس کا ابطال مقصود ہو اور وہ وصف جس کا اثبات مقصود ہو ان میں تقابلی اور ضدیت ہونی ضروری ہے مگر رفع روحانی و اعزاز اس قتل کو لازم ہے الخ۔ اس کا مفصل جواب ہم پرچوں میں لکھ چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ اس کا جواب یہ ہے کہ بل ابطالہ بھی یہاں مان لیا جائے تو ہمارا مدعا ثابت ہے۔ کیونکہ یہود کے قتل کرنے سے مراد نفوذ باللہ حضرت عیسیٰ کو دعویٰ میں جھوٹا اور ان کی روح کو ناپاک اور ملعون ثابت کرنا تھا اسی وجہ سے انھوں نے اپنے قول میں رسول اللہ کا لفظ بڑھایا ہے۔ اور نیز خدا تعالیٰ کا ان سے وعدہ تھا کہ انسی منوفیک کہ میں تجھے طبعی موت سے ماروں گا۔ پس اگر وہ قتل ہو جاتے تو ان کا دعویٰ باطل ہو جاتا تھا جو رفع روحانی کے معنی ہے اس لیے یہود کے قول کی نفی کرتے ہوئے کہ انھوں نے اس کو قتل نہیں کیا یعنی دعویٰ میں جھوٹ ثابت نہیں کر سکے اس کی ضد کہ وہ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں کو لفظ بل سے ثابت کیا ہے۔

ہدایت

”دوبتے کو تنکے کا سہارا“۔ اب قادیانی مناظر کا بھی یہی حال ہو رہا ہے۔ دیکھو قادیانی صاحب فرماتے ہیں۔ اس کا مفصل جواب ہم پرچوں میں لکھ چکے ہیں۔ پرچوں میں انھوں نے جواب دیتے ہوئے توریت کو ہی پیش کیا ہے جو یہود کی محرف منسوخ شدہ کتاب ہے اور جس کا پیش کرنا بروئے قرآن کریم وحدیث نبوی جائز نہیں۔ اور نیز یہ کتاب محرف منسوخ شدہ قادیان مناظر کی امداد کرنے سے انکاری ہے، کیونکہ قادیانی مناظر نے توریت سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ جو مصلوب ہو وہ ملعون ہوتا ہے۔ اور توریت کا حقیقت یہ مضمون ہے کہ جو کس جرم میں مصلوب ہو وہ ملعون ہے۔ اور قرآن کریم سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سب ملعونیت جرم ہے نہ مصلوبیت۔ ارشاد ہے۔ انما جزاء الذین یحاربون اللہ

ورسوله و يسعون فى الارض فساداً ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع  
 ايديهم وارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض ذلك لهم خزي فى  
 الحيوۃ الدنيا ولهم فى الآخرة عذاب عظيم۔ (پ ۶) دیکھو اس آیت میں  
 خزی کا سبب قتل و صلب بوجہ جرائم یعنی محاربہ اور نساد فی الارض کو قرار دیا گیا ہے نہ  
 مطلق مقتولیت اور مصلوبیت وغیرہ کو۔ اور پھر قادیانی مناظر لکھتے ہیں۔ کیونکہ یہودیوں  
 کے قتل کرنے سے مراد نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ کو دعویٰ میں جھوٹا اور ان کی روح کو  
 ناپاک اور ملعون ثابت کرنا تھا اسی وجہ سے انھوں نے اپنے قول میں رسول اللہ کا  
 لفظ بڑھایا ہے۔ یہ کیسی اعلیٰ جہالت ہے کیونکہ اس مضمون کی صحت اس صورت میں  
 مہیوم ہو سکتی تھی جب قتل اور رسالت میں تافی و ضدیت ہوتی۔ حالانکہ قتل اور  
 رسالت میں تافی و ضدیت نہیں۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے افسانہ سات  
 او قتل انقلبتم علی اعقابکم خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آیا اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم فوت ہو جائیں یا قتل کئے جائیں تو تم مرتد ہو جاؤ گے۔ یعنی اگر وہ فوت  
 ہوں یا مقتول ہوں تو تب بھی تم کو اپنے ایمان پر مستحکم رہنا چاہیے۔ کیونکہ موت اور  
 قتل رسالت کے منافی نہیں۔ اور یہودیوں کا لفظ رسول اللہ کو بڑھانا بطور استہزاء ہے۔  
 اور پھر قادیانی مناظر فرماتے ہیں۔ اور نیز خدا تعالیٰ کا ان سے وعدہ تھا کہ اسی  
 متوفیک کہ میں تجھے طبعی موت سے ماروں گا۔ پس اگر وہ قتل ہو جاتے تو ان کا  
 دعویٰ باطل ہو جاتا تھا۔ ارنج یہ کیسی نرانی جہالت ہے۔ کیونکہ بروئے قرآن کریم  
 یہودی کا عقیدہ ہے۔ انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم اور قرآن کریم نے اس  
 باطل عقیدہ کی تردید اپنے فقرہ وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ کے ساتھ کی  
 ہے اور ہم اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ قیامت سے پہلے اپنی طبعی موت  
 سے مرے گئے۔ قادیانی مناظر کی اس تحریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یادہ مغلوب

الجبالة ہے یا اس نے بوقت سلامتی عقل یہ تحریر نہیں کی۔

مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتے ہیں۔ اور مشہور خود لکھتا ہے کہ احد الوصفین دوسرے وصف کا مزدوم نہ ہوتا کہ مخاطب کا اعتقاد برعکس اعتقاد متکلم متصور ہو۔ ہر امر میں ایسا ہونا ضروری نہیں۔ ورنہ کیا یہ جمع نہیں ہو سکتے کہ ایک شخص زندہ ہو اور مرنوع الی اللہ نہ ہو۔ یہاں پر یہود کے اعتقاد کی رفع الیہ سے تردید کی گئی ہے، اور ثابت کیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے مقرب تھے۔

ہدایت

یہ کیسی بے نظیر جہالت ہے۔ کیونکہ کلام اس میں ہے کہ قصر قلب میں یہ ضروری ہے کہ احد الوصفین دوسرے وصف کا مزدوم نہ ہو۔ اور قادیانی مناظر نے نہ تو قصر قلب کی کوئی مثال پیش کر کے نقض کیا ہے اور نہ ہی مزدوم اور عدم مزدوم کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ غیر مربوط یہ فقرہ لکھ دیا ہے۔ ورنہ کیا یہ شخص نہیں ہو سکتے کہ ایک شخص زندہ ہو۔ الخ

مغالطہ

قادیانی مناظر نے لکھا ہے کہ مفتی صاحب نے اپنے پرچہ میں لکھا ہے کہ جب جملہ مفتی ہو تو اس وقت بل ابطالیہ ہی ہوگا۔ قرآن مجید کی آیت وما یشعرون ابان یبعثون بل ادرک علمہم فی الاخرۃ کے صریح خلاف ہے کیونکہ یہاں بل ابطالیہ لے کر معنی درست ہو نہیں سکتے۔

ہدایت

یہ قادیانی مناظر کا زالا جہل مرکب ہے۔ کیونکہ نفی کے بعد بل ابطالیہ سے یہ مراد ہے کہ وصف مفتی کو یہ بل باطل کرتا ہے۔ اور جس وصف پر داخل ہے اس کو

ثابت کرتا ہے جیسا کہ وما قتلوه یقیناً بل دفعہ اللہ الیہ میں قتل اسحٰق منفی ہے جس کو بل نے باطل کر دیا۔ اور دفع اسحٰق پر بل داخل ہے جس کو اس نے ثابت کر دیا ہے اور قادیانی مناظر نے جو آیت بطور تردید پیش کی ہے وہ درحقیقت اسلامی مناظر کی صاف طور پر تائید کرتی ہے۔ کیونکہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم انتہا کو پہنچ کر رہ گیا۔ یعنی وہ جاہل رہ گئے۔ دیکھو اس آیت میں شعور یعنی علم بالآخرۃ منفی ہے جس کو بل باطل کر رہا ہے اور جہل بالآخرۃ پر بل داخل ہے جس کو وہ ثابت کر رہا ہے اور جیسا کہ وما قتلوه یقیناً بل دفعہ اللہ الیہ میں قتل اسحٰق اور دفع اسحٰق کے درمیان لزوم نہیں بلکہ تانی و ضدیت ہے ویسا ہی آیہ وما بشیعوں ایسانہ مشنون۔ بل انہک ہم فی الآخرۃ میں علم بالآخرۃ اور جہل بالآخرۃ کے درمیان لزوم نہیں بلکہ تانی و ضدیت ہے۔ یہ عجیب اتفاق ہوا ہے کہ قادیانی مناظر نے تردید کی آیت وما بشیعوں پیش کی ہے جس میں شعور کی نفی ہے اور یہ آیت اسلامی مناظر کی ایسی تائید کر رہی ہے کہ قادیانی مناظر کو اس تائید کا شعور نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت کی پردہ دری ہو کر اس کے مذہب کا بطلان آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو چکا ہے۔

مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ مشتمل لکھتا ہے کہ یہ دلیل معدوم النظر ہے۔ بے شک اس سے جو استدلال کیا گیا ہے اپنی بے ہودگی میں معدوم النظر ہے۔ کیونکہ صحیح دلائل اور استدلالوں کے نظائر دنیا میں موجود ہوتے ہیں۔

ہدایت

بے شک قادیانی مناظر کا اس مقام اور ایسے استدلال پر لفظ بے ہودگی

استعمال کرنا بے ہودگی میں معدوم النظر ہے۔ کیونکہ اس نے اس بے ہودگی کی کوئی صحیح وجہ بیان نہیں کی۔ اور ہم نے جہاں قادیانی مناظر کی جہالت کا دعویٰ کیا ہے وہاں ہی اس جہالت کو مدلل و مبرہن کیا ہے۔

مخالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ پھر لکھتا ہے کیونکہ یہ جملہ خبریہ تیغز یہ ہے۔ ایسا وفات مسیح ابن مریم کے متعلق کوئی فقرہ نہیں۔ اس آیت میں تورفع کے معنی بجسدہ الحصری آسمان پر اٹھالینا ہی ثابت نہیں ہو سکتے تو یہ آیت آپ کے مفید کیسے ہو سکتی ہے۔

ہدایت  
جواب سن اسلامی مناظر نے اپنے پڑچنبڑ میں بروئے محاورہ قرآنی و  
محاورات احادیث و بروئے قاعدہ نحوی متعلق بل و بروئے قاعدہ علم معانی متعلق  
نصر قلب آیت و مباحثہ یقیناً بل رفیعہ اللہ الیہ کے ساتھ ثابت کر دیا ہے کہ  
حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ بجسدہ الحصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں  
جس کا قادیانی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا جیسا کہ روئے داد مناظرہ پڑھنے سے  
روشن ہے۔ بلکہ قادیانی مناظر نے اس استدلال کے جواب میں توریت پیش کر  
کے اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ میرے پاس اس استدلال کا کوئی جواب  
نہیں۔ اور ہم نہایت زور سے اعلان کرتے ہیں کہ انشاء اللہ قادیانی جماعت میں  
سے کوئی فرد بھی شرط نمبر ۲۱ کے تحت میں رہ کر اس استدلال کا تاقیامت جواب نہ  
دے سکے گا جیسا کہ وقتاً فوقتاً علماء و فضلاء زمانہ پر اس پیشگوئی کی صداقت ظاہر  
ہوتی رہے گی۔ تو پھر قادیانی مناظر کا یہ کہنا (تو یہ آیت آپ کے مفید کیسے ہو سکتی  
ہے) کیسی دیدہ و دانستہ ولیری ہے۔

## مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ مفتی صاحب بھی کوئی ایک مثال رفع کی پیش نہیں کر سکے جس میں خدا تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول ذی روح پھر رفع کے معنی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھانا ہوں۔ اور رفعت الی دہی مثال پیش کی ہے جس میں فاعل مذکور ہی نہیں۔ دوسرے معراج کا واقعہ خود زیر بحث ہے۔ حضرت عائشہ اور امام حسن و معادیہ کا یہی مذہب تھا کہ وہ آپ کا ایک کشف یا خواب تھا جیسا کہ بخاری کی حدیث واسنیقظ وهو فی المسجد الحرام سے ثابت ہے کہ معراج کا واقعہ دیکھ کر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ اور اس کو واقعہ خاص کہہ کر چیمھا چھوڑنا نہایت مشکل ہے۔

www.NAFSEISLAM.COM

جناب من اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں آپ کے اس مضمون کی تردید میں صحیح بخاری کی حدیث کا یہ فقرہ پیش کیا ہے ثم رفعت الی سدرۃ المتی۔ اور رفعت الی ربی پیش نہیں کیا۔ اور اس فقرہ حدیث میں طرز تردید یہ ہے کہ جیسا خلقت میں اگرچہ فاعل مذکور نہیں لیکن اس لحاظ سے کہ فعل خلق کا فاعل خدا تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں ہو سکتا۔ خلقت کا فاعل معین بمنزلہ مذکور کے ہے ویسا ہی رفعت الی سدرۃ المتی اگرچہ مجهول الفاعل ہے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ فعل رفع الی سدرۃ المتی کا فاعل سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ رفعت الی سدرۃ المتی کا فاعل معین بمنزلہ مذکور کے ہے۔ اب دیکھو کہ اس صحیح بخاری کی حدیث کے فقرہ میں رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہے۔ اور مفعول ذی روح انسان ہے اور مراد اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھا لینا ہے۔ اور پھر قادیانی مناظر نے کہا ہے۔ دوسرے معراج کا واقعہ خود زیر بحث ہے۔ الخ ہم اس کو اس



کے متعلق یہ ہدایت کرتے ہیں کہ اسلامی مناظر کی طرز تردید یہ ہے کہ فقرہ **ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی** میں فعل رفع ہے اور خدا تعالیٰ فاعل ہے اور مفعول ذی روح انسان ہے اور اس فقرہ کے الفاظ سے مراد اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھالینا ہے۔ اور معراج کا واقعہ زیر بحث ہونا اسلامی مناظر کی طرز تردید کو مضر نہیں۔ کیونکہ معراج عالم ہویا میں ہو یا عالم کشف میں یا عالم بیض میں ہو ہر صورت میں فقرہ **ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی** کے الفاظ سے مراد تو اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھالینا ہی ہے۔ قادیانی جماعت کے ان افراد کا جنہوں نے لالچ دنیاوی اور طمع نفسانی کی وجہ قادیانی مذہب کو اختیار کیا ہوا ہے ہمیشہ وطیرہ ہے کہ اردو خوانوں اور انگریزی خوانوں کو شکار کرنے کے لیے ایسی تحریریں عملاً پیش کرتے رہتے ہیں۔

www.NAFSEISLAM.COM

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ اس طرح تو انسی مہاجر الی ربی کے متعلق کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہاں آسمان پر جانا مراد ہے۔ ورنہ کسی کے لیے دکھاؤ تو سہی کہ قرآن کریم یا حدیث میں کسی نے اپنے لیے مہاجر اور الی ربی کا لفظ کہا ہو اور اسی طرح حضرت ابراہیم کا انسی ذاہب الی ربی سیہلین سے بھی کوئی ان کے آسمان پر جانے کا استدلال کرے تو کر سکتا ہے اور دلیل مانگی جائے تو آپ کی طرح کہہ دے کہ یہ واقعہ خاص ہے ورنہ یہ الفاظ کسی اور کے لیے آئے ہوں تو پیش کرو۔

ہدایت

یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں لکھا ہے کہ عروج الی اللہ اور صعود الی اللہ اور رفع الی اللہ کی ایک ہی صورت ہے۔ یعنی آسمان پر جانا یا لے جانا اور عروج اور صعود اور رفع میں بلندی کے معنی ہیں۔ اور

ہجرت اور ذہاب میں بلندی کے معنی ماخوذ نہیں۔

مخالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ جملہ خبریہ تنجیز یہ وفات مسیح کے متعلق قرآن مجید میں  
کننت انت الرقیب علیہم ہے۔ خود مسیح کہہ رہے ہیں اور صرف خدا تعالیٰ کے  
رتیب ہونے سے پہلے اپنے قول فلما توفیتی سے اپنی وفات کا اقرار کر رہے  
ہیں۔

ہدایت

تنجیز یہ سے یہ مراد ہے کہ اس میں شرط کے معنی نہ ہوں اور فلما توفیتی  
کننت انت الرقیب علیہم میں لما بمعنی حین متضمن معنی شرط ہے۔ اور نیز کننت  
اور توفیتی کی مانوسیت آج کے لحاظ سے نہیں بلکہ قیامت کے لحاظ سے جیسا کہ  
قادیانی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں اس بات کو تسلیم کیا ہے۔

DE AHLESUNNAT WAL

قادیانی مناظر کہتا ہے۔ اور جو بات ہم نے توریت سے پیش کی ہے۔ وہ  
یہود کا عقیدہ بیان کرنے کے لیے پیش کی ہے۔ وہ قرآن مجید کو خدا کا کلام نہیں  
مانتے۔ اور یہودیوں کے نزدیک مسیح مجرم ہی تھے اور انھوں نے آپ پر بغاوت کا  
الزام لگایا تھا۔ اور پھر توریت میں صاف لکھا ہے کہ چھوٹا نبی قتل کیا جائے گا اور نیز  
استثناء ۲۱/۲۳ میں لکھا ہے۔ ”وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے ملعون ہے“۔ اسی کے  
مطابق گلیون ۳/۱۳ میں پولوس کہتا ہے۔ ”مسیح ہمارے بدلے لعنت ہوا۔ کیونکہ  
لکھا ہے۔ جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔“

ہدایت

یہ تحریر قادیانی مناظر کی مناظرہ کے بعد کی ہے بلکہ اس قادیانی اجلاس کے



میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو  
مناظرہ کے لیے دعوت

کئی سال سے قادیانی جماعت کے لوگ مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم پر  
مناظرہ کرنے کے لیے مجھے دعوت دے رہے تھے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ آج کل کا  
مباحثہ درحقیقت مناظرہ نہیں ہوتا بلکہ مجادلہ یا مکابرہ ہوتا ہے۔ میں اجتناب کرتا رہا  
اور قادیانی جماعت نے اسلامی جماعت کو یہ کہنا شروع کر دیا کہ تمہارے پاس  
اپنے مذہب کی حقانیت کی کوئی دلیل نہیں در نہ مفتی غلام مرتضیٰ مناظرہ سے اجتناب  
نہ کرتا۔ اس پر اسلامی جماعت کے کثیر التعداد اشخاص کے عقائد میں تشویش اور  
اضطراب پیدا ہو گیا۔ بلکہ اغلب امید ہو گئی کہ اگر مناظرہ نہ ہوا تو اسلامی جماعت  
کے کثیر التعداد افراد مرتد ہو جائیں گے۔ اس حالت کے لحاظ سے مناظرہ کرنا فی  
سبیل اللہ یعنی بغرض حفاظت عقائد حقہ میں تے منجانب اللہ اپنا فرض لازمی سمجھ کر  
اعلان کر دیا کہ قادیانی جماعت کا فرد اعلیٰ یا متوسط یا ادنیٰ جو میدان مناظرہ میں  
نکلے میں اس کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

چنانچہ مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل آئمہ از قادیان کے  
ساتھ میرا مناظرہ تحریری و تقریری بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۳ء بمقام ہریا شلع  
گجرات ہوا۔ جس کی تمام روداد ہدیہ ناظرین ہے۔ بنا بریں اب میرا استحقاق  
ہے کہ قادیانی جماعت میں سے جس فرد کو مناظرہ کے لیے میں دعوت دوں وہ  
میدان مناظرہ میں نکلے۔

چونکہ میاں محمود احمد صاحب کو قادیانی جماعت نے سب سے فائق سمجھ کر  
صاحب کی خلافت کے لیے منتخب کیا ہے۔ اور نیز میاں صاحب قریباً چالیس کروڑ  
اہل اسلام اور کلہ گو کی تکفیر کرنے میں مقتدا ہیں۔ اور مرزا غلام احمد صاحب لکھتے

ہیں۔

”یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل سچ ہیں۔ اور اگر وہ درحقیقت قرآن کریم کے رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالفین باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان ہے اس کو سوچو۔ (تختہ گولڑویہ ص ۱۶۶)

اس لیے میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو دعوت کرتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم پر بہ مقام لاہور اس طریق سے مناظرہ تحریری و تقریری کریں کہ ہر ایک مناظرہ مطابق آیہ فان تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ والرسول اپنا اپنا دعویٰ قرآن کریم اور حدیث نبوی کے ساتھ ثابت کرے اور قرآن کریم و حدیث نبوی چونکہ عربی لغت میں ہیں اس لیے ان کی تفسیر میں امور مفصلہ دلیل کے سوائے کوئی پیش نہ کی جائے گی۔ قرآن۔ حدیث۔ اقوال صحابہ۔ لغت عرب۔ صرف۔ نحو۔ معنی۔ بیان۔ بدیع لکھن میں میاں صاحب کے مقابلہ میں مرزا صاحب اور مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول صاحب کے اقوال بھی پیش کر سکیں گے۔ کیونکہ میاں صاحب مرزا صاحب کو نبی اعتقاد کرتے ہیں اور میں مرزا صاحب کو نبی نہیں اعتقاد کرتا بلکہ متنبی سمجھتا ہوں۔

اب تمام ناظرین پر واضح ہو کہ اگر میاں صاحب میری دعوت کو قبول کر کے میدان مناظرہ میں آگئے تو ہم سمجھیں گے کہ میاں صاحب کے دل میں خلوص اور دیانت داری ہے اور اپنے عقائد ثابت کرنے کے لیے ان کے دل میں جرأت اور قوت ہے۔ اور اگر میاں صاحب نے میری دعوت کو قبول نہ کیا اور مناظرہ میں نہ

آئے تو یہ ثابت ہوگا کہ ان کے پاس اپنے مذہب کی حقانیت کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی ان کے دل میں خلوص اور دیانتداری ہے بلکہ میاں صاحب کی تمام تعلیمات اور ڈھنگوں میں شکار بازی مقصود ہے اور ”زور بدہ سخن درین است“۔  
والا معاملہ ہے۔

اللهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير  
المغضوب عليهم ولا الضالين آمين

خادم الاسلام والمسلمين  
مفتی غلام مرتضیٰ

WWW.NATSEISLAM.COM  
THE NATURAL PHILOSOPHY  
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT

ادارہ کی ایک اہم اور تحقیقی کتاب

# سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت و بشریت



اس کتاب میں نبی کریم ﷺ کی نورانیت و بشریت قرآن و حدیث اور معروف مفسرین و محدثین کی کتب کی روشنی میں لکھی گئی ہے نیز اسی موضوع کی تمام دیوبند کتب کا رد بھی مدلل پیش کیا گیا ہے۔ علماء و طلباء کے لیے بڑی اہم تحقیقی تصنیف ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔

THE NATURAL PHILOSOPHY  
OF AHLESUNNAT WAL JAMMAT



تالیف:

محمد نعیم اللہ خاں قادری

بی ایس سی۔ بی ایڈ / ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

ہدیہ

صفحات

ناشر: فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کا موٹے

# فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز کی لاجواب کتب

❁ شرک کی حقیقت

❁ غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (اول) (مطبوعہ)

❁ غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (دوم) (مطبوعہ)

❁ غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (سوم) (مطبوعہ)

❁ غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (چہارم) (زیر ترتیب)

❁ مجموعہ تصانیف حضرت علامہ محمد اسماعیل نقشبندی علیہ الرحمۃ

❁ دیوبند کا نیا دین (مطبوعہ)

❁ سرورِ کونین ﷺ کی بشریت و نورانیت (مطبوعہ)

❁ دیوبندیوں سے لاجواب سوالات (مطبوعہ)

❁ مجموعہ رسائل مفتی محمد شفیع جماعتی رحمۃ اللہ علیہ (مطبوعہ)

ناشر: فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونگی